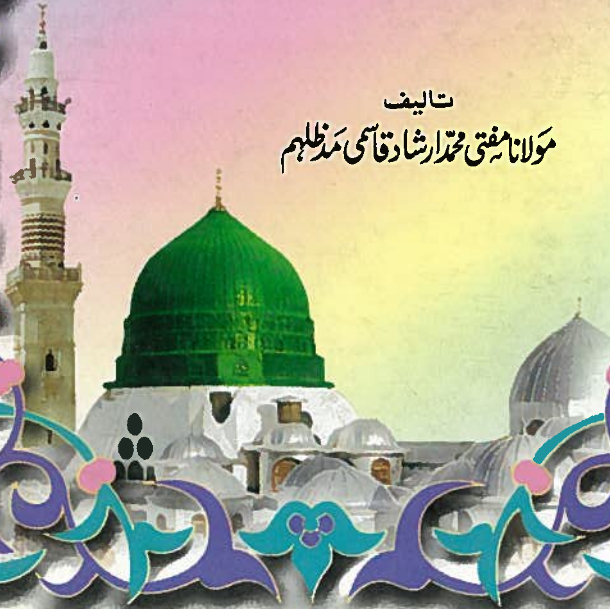
سُنّت کے مُطابق نماز پڑھیئے

تالیف
مولانا مفتی محمد ارشاد قاسمی مدظلہم



دارُالاشاعت کراچی

جس طرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھو اسی طرح نماز پڑھو۔ (مفہوم حدیث)

وہ نہ پہنچے گا کبھی اللہ تک
راہِ سنت پر نہ ہو جس کا قدم

سُنّت کے مُطابق نماز پڑھیئے

تالیف

مولانا مفتی محمّد ارشاد قاسمی مدظلہم

آپ ﷺ کی نماز کا مکمل نقشہ۔ کس طرح پڑھتے، کس رُکن کو کس طرح ادا فرماتے اور اس کے سنن و آداب کا ایک وسیع و مُفصل و مستند ذخیرہ۔ جس کا مطالعہ ہر مؤمن کے لئے اور جس کا ہر گھر میں رہنا ضروری ہے

دارالاشاعت
اردو بازار، ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی

طباعت : رمضان مطابق اکتوبر ۲۰۰۵ء علمی گرافکس

ضخامت : 189 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف۔ جامعہ دارالعلوم کراچی

بیت القرآن اردو بازار کراچی

ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی

بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد

مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور

بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور

مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور

مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان

یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
At Continenta (London) Ltd.
Cooks Road, London E15 2PW

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ نمبر

پیش لفظ

مذہبِ اسلام میں نماز کو اساس اور بنیاد قرار دیا گیا ہے، اسے کفر وایمان کے درمیان حد اور نشان امتیاز قرار دیا گیا ہے، اس کی تاکید واہمیت، منقبت وفضیلت سے کلام الٰہی اور احادیث پُر ہیں، تقریباً ۸۰ مقامات پر نماز کا ذکر ہے، احادیث وآثار میں جس قدر اس کی تفصیل وتوضیح ہے کسی دیگر عبادت کی نہیں۔

اس دور حاضر میں جہاں اور دیگر امور شرعیہ میں تکاسل، تغافل اور بے پرواہی میں اضافہ ہوا ہے اسی طرح اسلام وایمان کے بلند پایہ اساس ''نماز'' میں بھی بے پرواہی غفلت مسائل سے ناواقفیت خلاف سنت اور مکروہ امور کا ارتکاب عام ہوا ہے۔

جو طبقہ عرف میں ممتاز اور خاص کہلاتا ہے جن کو اہل علم ودین دار ہونے کا شرف حاصل ہے وہ بھی بسا اوقات نماز میں سنن کی رعایت اور سنت کے مطابق نماز سے غافل نظر آتے ہیں۔

بھری مسجد میں سنت کے مطابق نماز پڑھنے والا کم ہی نظر آتا ہے۔ حدیث پاک کی یہ پیش گوئی پوری ہوتی نظر آرہی ہے کہ ''عنقریب ایسا زمانہ ائے گا جب تم مسجد میں داخل ہوگے تو تم دیکھوگے تو ایک آدمی بھی خشوع والا نہ پاؤ گے۔'' (ترمذی: صفحہ ۹۴)

جہاں اس کا سبب تغافل اور دین سے بے پرواہی ہے وہیں اہم سبب طریق سنت سے جہالت اور نادانی اور سنن وآداب کا عدم استحضار اور ناواقفیت بھی ہے یقیناً ہمارے لئے بہت بڑے خسارے اور رنج وافسوس کی بات ہے کہ سنت کے مطابق نماز نہ پڑھی جائے اور اس میں سنن وآداب کی رعایت نہ کی جائے! ایسی نماز سے بذمہ فرضیت کا سقوط تو ہوسکتا ہے مگر دینی دنیاوی خوبیاں جو نماز سے وابستہ ہیں حاصل نہ ہوں گی اور اس کے برکات وثمرات ظاہر نہ ہوں گے بلکہ ایسی خلاف سنت نماز پرانے بوسیدہ کپڑے کی طرح نمازی کے چہرے پر ماردی جاتی ہے اور شان قبولیت اور دربار الٰہی میں پہنچنے سے محروم رہتی ہے۔ آج ہر چیز میں اچھائی اور کمال وحسن مطلوب ہے مگر نماز جیسی دولت میں یہ مفقود ہے اس کی تلافی پیش نظر رسالہ ''سنت کے مطابق نماز پڑھیئے'' میں کی گئی ہے۔ اس میں نماز کے ہر ہر جز اور رکن کے متعلق سنن وآثار کو ذکر کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کس رکن کو کس طریقے سے اور کس

کیفیت سے ادا فرماتے تھے اس کی تفصیل، نماز کے سنن وآداب اور اس کے مکروہات کو نہایت ہی بسط وتفصیل سے مستند حوالوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

نماز کے سنن وآداب کو فقہاء کے کلام سے مستقل طور پر ماخذ وحوالے اور اہل علم کی رعایت میں عربی عبارتوں کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

مؤلف نے سعی بلیغ کی ہے ہر ہر رکن اور طریق کے متعلق احادیث وآثار آجائیں، اوران طاعنین حضرات کا وافی اور شافی جواب ہوجائے کہ فقہاء کرام کے بیان کردہ سنن وآداب کے ماخذ یہی احادیث وآثار ہیں اور یہ کہ فقہاء کرام کے ذاتی اجتہادات نہیں ہیں بلکہ احادیث آثار اس کی بنیاد ہے۔

یہ کتاب اہل اسلام اور محافظین نماز کے لئے ایک قیمتی سرمایہ ہے، جس سے نماز سنت کے مطابق پڑھی جاسکتی ہے اور "صلوا کما رایتمونی" کے مطابق آپ ﷺ کی نماز کا جو پورا نقشہ متحضر اور معلوم ہوجاتا ہے۔

دعا ہے کہ یہ کتاب امت کے ہر فرد کے لئے آئینہ عمل ہو، سنت کے مطابق نماز کی ترویج کا باعث ہو، رہتی دنیا تک اس کا استفادہ عام ہو۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ مساجد میں اور دینی مجلسوں میں اور حسب سہولت گھروں میں پڑھ کر سنایا جائے۔ تاکہ سنت کے مطابق نماز امت میں عام ہو۔

اللهم تقبل هذه الرسالة واجعلها مرضاة ووسيلة ليوم القيامة واحشرنا في زمرة الانبياء والصالحين يوم يقوم الناس لرب العالمين، والصلاة والسلام على محمد وأله واصحابه اجمعين برحمتك ياارحم الراحمين.

والسلام

محمد ارشاد القاسمی

مجاز صحبت حضرت اقدس مولانا قاری امیر حسن صاحب

دامت برکاتہم (ہردوئی)

استاذ حدیث وافتاء مدرسہ ریاض العلوم گورینی جونپور

رجب ۱۴۲۳ھ

نماز کے سلسلہ میں آپ ﷺ کے پاکیزہ اسوہ اور مبارک طریق وعادات کا بیان

نماز شروع کرتے وقت قبلہ رخ ہوتے

ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب نماز شروع فرماتے تو قبلہ رخ ہوتے۔ (ابن ماجہ صفحہ:۵۸، ابن حبان فی الزوائد)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب مکہ میں نماز پڑھتے تھے تو بیت المقدس اور کعبہ (دونوں) کا رخ فرماتے۔ (یہ مکہ مکرمہ کے قیام کے دوران کی بات ہے)۔ (تلخیص: جلد ۱ صفحہ ۲۲۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم نماز (کے لئے کھڑے ہونے) کا ارادہ کرو تو اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ رخ ہو جاؤ پھر تکبیر کہو۔

(بیہقی، کنز العمال: صفحہ ۴۲۶)

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم نماز کا ارادہ کرو تو خوب اچھی طرح وضو کرو، پھر قبلہ رخ ہو جاؤ، پھر تکبیر کہو۔

(کنز العمال: صفحہ ۴۲۵، الفتح الربانی: صفحہ ۱۱۹)

فائدہ:...... تمام نمازوں میں قبلہ رخ ہونا فرض ہے۔ اگر سینہ وسر قبلہ سے پھر جائے تو نماز نہیں ہوتی۔ اگر قبلہ کا علم نہ تھا، تحری اور سوچ کر یقین ہوا کہ قبلہ یہ ہے نماز پڑھ لی معلوم ہوا کہ غلط ہو گیا تو نماز ہوئی۔ البتہ نفل نماز سواری یا گاڑی پر رخ قبلہ شروع کیا پھر گاڑی یا سواری کا رخ قبلہ سے پھر گیا تو گاڑی اور سواری ہی کے رخ پر نماز پڑھتا رہے نماز ہو جائے گی۔ آپ سفر میں ایسا ہی کرتے۔ مزید قبلہ کے مسائل کتب

فقہ میں دیکھئے۔

دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے وقت تکبیر کہتے

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے قبلہ رخ ہوتے۔ دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے، تکبیر کہتے۔

(ابن ماجہ: صفحہ ۵۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے۔ (ترمذی: صفحہ ۵۶، دارمی: صفحہ ۲۸۱)

حکم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ہم لوگوں کو نماز سکھلاتے تھے۔ (فرماتے) جب تم نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ۔ ہاتھوں کو کان سے مت ہٹاؤ (یعنی متصل رکھو) اور اللہ اکبر کہو۔ (مجمع: صفحہ ۱۰۲)

فائدہ:...... خواہ کوئی بھی نماز ہو شروع کرنے کے لئے تکبیر تحریمہ اللہ اکبر کہنا شرط اور فرض ہے۔ علامہ حلبی نے شرح منیۃ میں اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ (السعایہ: ۱۰۶)

★ **فائدہ:**...... دیکھئے اس روایت میں ذکر ہے کہ آپ حضرات صحابہ کو نماز سکھلاتے تھے اسی طرح حضرات صحابۂ کرامؓ بھی سکھلاتے تھے۔ نماز سیکھنے سے آتی ہے، پڑھنے سے اور کتاب سے نہیں ہوتی، افسوس آج ہم لوگوں نے عملاً نماز سکھانا چھوڑ دیا۔ اس لئے آج نماز سنت کے مطابق نہیں ہو رہی ہے۔ ہاتھ اٹھانے پیر رکھنے تک کا طریقہ لوگوں کو معلوم نہیں۔ اور نہ سیکھنا چاہتے ہیں آخر کیسے نماز درست ہوگی۔

تکبیر کہتے ہوئے آپ ﷺ ہاتھوں کو اٹھاتے

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ تکبیر کہتے ہوئے ہاتھوں کو اٹھا رہے تھے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۰۵ تلخیص: صفحہ ۲۳۲)

حضرت وائل کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی آپ

ﷺ دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے تکبیر کہتے۔ (تلخیص: صفحہ ۲۳۲)

فائدہ:...... خیال رہے کہ آپ ﷺ سے حضرات صحابہ نے ہاتھ اٹھنے اور تکبیر کہنے کے متعلق تین طریقے سے روایت کی ہے، حضرت ابو حمید کی روایت میں ہے، ہاتھ اٹھاتے پھر تکبیر فرماتے، یعنی اولاً ہاتھ اٹھانا پھر تکبیر کہنا۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۵۸)

اور وائل ہی سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب نماز پڑھتے تو تکبیر کہتے پھر ہاتھوں کو اٹھاتے چنانچہ حافظ نے تلخیص میں ان مختلف روایتوں کو بیان کیا ہے۔

(تلخیص: جلد ا صفحہ ۲۳۲، ابوداؤد: صفحہ ۱۰۵)

علامہ عبدالحئ فرنگی محلی نے السعایہ میں بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ سے یہ تینوں طریقے ثابت ہیں۔ علماء ہر صورت کے جواز کے قائل ہیں۔ اولیت میں صرف اختلاف ہے۔

چنانچہ **پہلا قول:**...... دونوں ساتھ کا ہے۔ اس کے قائل امام طحاوی ہیں یہی امام ابو یوسف سے مروی ہے اسی کو شیخ الاسلام قاضی خاں صاحب خلاصہ، تحفہ، بدائع، محیط نے اختیار کیا ہے۔ بقالی نے کہا یہی ہمارے تمام اصحاب کا قول ہے۔" قاضی خاں نے ساتھ کا مطلب یہ بیان کیا کہ دونوں کی ابتداء انتہاء ایک ساتھ ہو، یعنی ہاتھ اٹھاتے ہی تکبیر شروع ہو اور ہاتھ باندھتے ہی تکبیر پوری ہو جائے۔"

دوسرا قول:...... تکبیر سے قبل ہاتھ اٹھانا ہو، صاحب مجمع نے اسے طرفین کا قول بیان کیا ہے۔ غایۃ البیان میں ہے کہ یہ عام علماء احناف کا قول ہے۔ مبسوط میں ہے کہ اکثر مشائخ کا قول ہے صاحب ہدایہ نے اسی کی تصحیح کی ہے۔ صاحب سعایہ نے اسی کو اصح قرار دیا ہے۔ اسی کو مؤید بالصحیحین بروایت عمر کہا ہے۔" اس کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اولاً ہاتھ اٹھا کر غیر اللہ سے بڑائی کی نفی ہے پھر تکبیر سے خداوند کی کبریائی اور بڑائی کا ثبوت ہے۔"

تیسرا قول:...... اول تکبیر کہے پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھائے۔ اس کی تائید مسلم کی اس روایت سے ہوتی ہے جس میں کہ "اذا صلی کبر ثم رفع یدیہ" نماز پڑھتے تو پہلے تکبیر کہتے پھر دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ (السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۵۰)

خیال رہے کہ تکبیر یعنی اللہ اکبر ادا کرنے میں اکبر کی راء کو سکون یعنی جزم ہوگا پیش

پڑھنا درست نہیں۔ چنانچہ بنایہ شرح ہدایہ میں ہے اکبر کی راء کو ساکن پڑھا جائے گا کہ ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ تکبیر کی راء کو ساکن رکھا جائے گا۔ (البنایہ: جلد۲ صفحہ ۱۷۸)

ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیوں کا رخ اور ہتھیلی قبلہ رخ رہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی نماز شروع کرے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھائے اور اپنی ہتھیلیوں کو قبلہ رخ کرے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہے (گویا کہ) (مجمع الزوائد: جلد۲ صفحہ ۱۰۲، طبرانی اوسط، کنز العمال: صفحہ ۴۳۰)

فائدہ:...... "نماز شروع کرتے وقت جب تکبیر تحریمہ کے لئے ہاتھ اٹھائے تو ہتھیلیاں کھلی رہیں انگلیاں اپنی حالت پر کھڑی اور کشادہ رہیں۔ الگ الگ نہ رہیں" ۔اور ہتھیلیوں کے سامنے والا حصہ قبلہ کی جانب رہے اور پشت ہتھیلی مشرق کی جانب رہے۔اور ہتھیلی کان کے قریب تک پہنچی ہو تو یہ نماز کا مسنون طریقہ ہے۔ "**کذافی الشروح وکتب الفقه**"۔ (السعایہ، الفتح الربانی: جلد۳ صفحہ ۱۷۰)

افسوس در افسوس کہ آج نماز جیسی اہم اور اسلام کی معیاری دولت بھی سنت اور شریعت کے مطابق ادا نہیں ہو رہی ہے۔ اہل علم اور پڑھا لکھا طبقہ بھی جو دین اور علم میں ممتاز سمجھا جاتا ہے سنتوں کی رعایت کے ساتھ نماز نہیں پڑھتے۔ گو کتابوں میں سرسری پڑھ لی گئی ہیں مگر عمل کے دائرے میں نہیں۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ نماز سیکھنے سے اور کسی واقف سنت کو دکھا کر کہ ہماری نماز کا ہر ہر جز سنت کے مطابق ہے یا نہیں اس طرح دکھا کر تعلیم سے آتی ہے۔ حضور پاک ﷺ صحابہ کو نماز سکھاتے تھے۔ صحابۂ کرام تابعین کو، اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا افسوس علمی جگہوں، مدارس و مکاتب میں بھی سنت کے مطابق نماز سکھانے کا طریقہ مفقود ہے اولاً تو یہ اصحاب تعلیم خود ہی واقف نہیں اگر کوئی واقف ہے تو سکھانے کا ذہن نہیں۔ اکثر و بیشتر لوگوں کی نمازیں سنت و مستحب کی رعایت کے ساتھ نہیں ہوتی کچھ تو فرائض اور واجبات سے بھی غافل۔ خدائے پاک ہی دین کی قیمت ذہن میں ڈالے۔ آپ دیکھیں گے نماز کی ابتداء بھی سنت کے

مطابق اکثر وبیشتر لوگ ہاتھ اٹھاتے وقت ہتھیلی کا رخ بجائے قبلہ کے کانوں کی طرف تلوار کے مانند رکھتے ہیں۔ یہ طریقہ خلاف سنت ہے جس میں اچھا خاصہ طبقہ گرفتار ہے۔ پھر ہاتھ کو باندھنے میں سنت کی رعایت نہیں مٹھی کی طرح ہاتھ باندھتے ہیں اسی طرح پیروں کو بھی خلاف سنت ٹیڑھا کر کے تکونا بنا رکھتے ہیں۔ حالانکہ دونوں پیروں کا بالکل سیدھا ہونا انگلیوں کا قبلہ رخ ہونا سنت ہے اسی طرح تمام حالتوں میں انگلیاں قبلہ رخ رکھنی سنت ہے۔

سنت کے مطابق نماز کو ماحول میں رائج کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ مساجد کے امام، اہل علم سنت سے پوری طرح واقف ہوں اور وہ کسی ایک وقت نماز کے بعد نماز کے فرائض واجبات وسنن ومستحبات کو بتائیں اور کر کے دکھلائیں اسی طرح مدارس ومکاتب میں بچوں کو، تب کچھ کام ہوگا۔

عورتیں اپنے ہاتھوں کو کہاں تک اٹھائیں گی

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان سے آپ ﷺ نے فرمایا: اے وائل جب تم نماز پڑھو تو اپنے ہاتھوں کو کانوں کے مقابل اٹھاؤ اور عورتیں اپنے ہاتھوں کو سینہ کے مقابل اٹھائیں۔ (مجمع الزوائد: جلد ا صفحہ ۱۰۳، کنز العمال: جلد ۷ صفحہ ۳۰۷، طبرانی)

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ عورتیں اپنے ہاتھوں کو (تکبیر تحریمہ کے وقت) کندھے تک اٹھائیں گی۔ (ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۳۹)

عاصم الاحول کہتے ہیں کہ میں نے حفصہ بنت سیرین کو دیکھا کہ سینہ کے مقابل ہاتھ کو اٹھایا۔

حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے متعلق مروی ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں کو جب نماز شروع فرماتیں تو کندھے تک لے جاتیں۔ (ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۳۹)

حضرت حماد عورتوں کے متعلق فرماتے تھے کہ وہ سینے کے مقابل ہاتھ اٹھایا کریں۔

(ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۳۹)

فائدہ:......عورتوں کے لئے سنت اور مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ نماز کے شروع کی تکبیر میں اپنے ہاتھوں کو مردوں کی طرح کانوں کے مقابل نہ اٹھائیں بلکہ کندھے اور

سینہ تک ہی اٹھائیں آپ ﷺ نے یہی حکم عورتوں کو دیا ہے حضرات صحابہؓ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ علامہ عینی نے البنایہ میں ذکر کیا ہے کہ ام درداء، عطا، زہری، حماد وغیرہ سے یہی طریقہ منقول ہے اور یہی صحیح ہے پردہ اور ستر کی رعایت کرتے ہوئے یہی مناسب ہے۔ (البنایہ: صفحہ ۱۲۰)

عورتیں اپنے ہاتھ سینے پر رکھیں گی

عورتیں اپنے ہاتھوں کو مردوں کی طرح ناف کے نیچے نہیں رکھیں گی بلکہ سینہ پر رکھیں گی۔

(شرح منیہ، البحر، بنایہ شرح ہدایہ: صفحہ ۱۳۳)

عورتیں اپنے ہاتھوں کو سینے پر رکھیں گی اور یہی حکم مخنث کا بھی ہے۔

(اعلاء السنن: جلد ۱ صفحہ ۱۷۲)

ہاتھ اٹھاتے وقت آپ ﷺ انگلیاں کس طرح رکھتے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز کے لئے تکبیر فرماتے تو انگلیوں کو پھیلائے رکھتے۔ (ترمذی: صفحہ ۹۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز میں داخل ہوتے تو انگلیوں کو کھلا رکھتے۔ عبداللہ بن سعید الاشج کی روایت میں ہے کہ رسول پاک ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو انگلیوں کو کھلا پھیلا کر رکھتے۔ (صحیح ابن خزیمہ: صفحہ ۲۳۳)

فائدہ:...... حدیث پاک میں جو مذکور ہے کہ انگلیوں کو نشر کرتے اس کا مطلب یہ ہے کہ نہ انگلیوں کو بالکل الگ الگ رکھتے اور نہ ملا کر رکھتے بلکہ اپنی حالت پر رکھتے۔ ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں ذکر کیا ہے کہ گھٹنوں پر انگلیوں کو کشادہ کر کے (رکوع کی حالت میں) رکھا جائے گا اور ملا کر سجدہ میں رکھا جائے گا، باقی تحریمہ کے وقت اور تشہد میں بیٹھنے کے وقت نہ بالکل کشادہ اور نہ بالکل ہی ملا کر رکھا جائے گا۔

(مرقات ، السعایہ: صفحہ ۱۵۲)

خیال رہے کہ ہاتھ اٹھاتے وقت ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی جانب رہے گا۔ اکثر لوگ

ہتھیلیوں کا رخ کان کی طرف رکھتے ہیں غلط ہے۔ (السعایہ: صفحہ۱۵۲)

کان کے قریب تک ہاتھ اٹھائیے

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے نماز شروع کی تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ وہ دونوں کانوں تک آ گئے۔

(مسند احمد، الفتح الربانی: ۱۶۵، مجمع: جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ دونوں انگوٹھے کان کے مقابل آ جاتے۔

(مسند احمد: الفتح الربانی: جلد ۳ صفحہ ۱۶۹، ابوداؤد، دارقطنی: صفحہ ۲۹۰، طحاوی: صفحہ ۱۱۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو دیکھا آپ نے تکبیر کہی اور دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھایا۔ (تلخیص: صفحہ ۲۳۱)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا جب وہ نماز شروع فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے یہاں تک کہ انگوٹھے کان کی لو تک پہنچ جاتے۔

(نسائی: صفحہ ۱۴۱، تلخیص: جلد ۱ صفحہ ۲۳۱)

فائدہ:......ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھوں کو کان کے مقابل اٹھانا سنت اور آپ ﷺ کے عمل سے ثابت ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کی روایت میں جو کان کے بجائے کندھے تک اٹھانے کا ذکر ہے بظاہر اس میں تعارض نہیں السعایہ میں ہے کہ ہتھیلی کندھے تک اور انگلیاں کان کے مقابل تک آ جاتی تھیں چنانچہ اس طرح دونوں روایتوں پر عمل ہو جاتا ہے۔ (صفحہ: ۱۵۳)

اس کی تائید اس روایت سے بھی ہو جاتی ہے جو ابوداؤد میں حضرت وائل سے اس طرح مروی ہے، ہاتھوں کو اٹھایا یہاں تک کہ کندھے تک ہو گئے اور انگلیاں کانوں تک۔

(السعایہ: ۱۵۳)

تکبیر کے بعد ہاتھ کس طرح باندھتے

حضرت قبیصہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نماز پڑھتے تو بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ (ترمذی: صفحہ ۵۹)

حضرت غضیف بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں بھولا نہیں ہوں کہ نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے ہیں۔

(مسند احمد الفتح الربانی: جلد ۳ صفحہ ۱۷۳، طبرانی مجمع:)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ (ہتھیلی) کو دائیں ہاتھ (ہتھیلی) سے پکڑ لیا۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۰۵)

اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے آپ ﷺ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے پکڑ کر رکھتے تھے۔ (دار قطنی: جلد ا صفحہ ۲۸۳)

حضرت عاصم بن کلیب کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ کو بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھا۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۰۵)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ نماز میں بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے تھے جب آپ نے دیکھا تو ان کے بائیں پر دائیں ہاتھ کو رکھ دیا۔

(ابوداؤد: صفحہ ۱۱۰)

فائدہ:...... خیال رہے کہ تمام نمازوں میں اکثر علماء کے نزدیک سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے تقریباً ۱۸ اصحابہ اور ۲ تابعی آپ ﷺ کے اس طرح ہاتھ رکھنے کو نقل کرتے ہیں۔ (نیل الاوطار: صفحہ ۸۶، الفتح الربانی:)

ابن عبد البر مالکی نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اس کے خلاف (ارسال) تو ثابت ہی نہیں۔

ہاتھ رکھنے کا مشروع طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑے۔ وضع اور اخذ دونوں روایتوں کا یہ جامع طریقہ ہے۔

(کذا فی السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۵۷)

دونوں ہاتھوں کو کہاں رکھے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ سنت یہ ہے کہ نماز میں ہتھیلی کو ہتھیلی پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھے۔ (الفتح الربانی: صفحہ ۱۷۱، نیل الاوطار: صفحہ ۱۸۸، دار قطنی: صفحہ ۲۸۶، ابوداؤد: صفحہ ۲۷۵)

جریر الضبی نے کہا کہ میں نے حضرت علی کو دیکھا کہ بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑے ہوئے ناف کے نیچے رکھے ہوئے ہیں۔ (السعایہ: صفحہ ۱۵۶)

فائدہ:...... اس سے معلوم ہوا کہ دونوں ہاتھوں کو باندھ کر ناف کے نیچے رکھے۔ دوسری بعض روایتوں میں سینے پر رکھنا بھی منقول ہے۔

ابن ہمام کہتے ہیں سینہ اور ناف کے نیچے دونوں ثابت ہے۔ (السعایہ: صفحہ ۱۵۶)

حضرات احناف نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کو اختیار کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ناف کے نیچے ہتھیلی پر ہتھیلی رکھنا ہے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۲۷۵)

حضرت وکیع نے بواسطہ ربیع حضرت ابراہیم نخعی کا یہ معمول نقل کیا ہے کہ وہ بائیں ہاتھ کو دائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔ (آثار السنن: صفحہ ۷۱: اعلاء السنن: صفحہ ۱۶۶، ابن ابی شیبہ)

بلوغ الامانی میں ہے کہ امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری، اسحاق راہویہ اور ابو اسحاق مروزی شافعی اسی کے قائل ہیں۔ (الفتح الربانی: جلد ۳ صفحہ ۱۷۴)

امام ترمذی نے بھی اسے ذکر کیا ہے۔

آپ تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھتے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز شروع فرماتے تو "سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ" پڑھتے۔ (نسائی: صفحہ ۱۴۳)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ہم لوگوں کو سکھلاتے تھے

کہ جب ہم نماز شروع کریں تو یہ پڑھیں "سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ" آخر تک۔

(دار قطنی ، ترمذی: صفحہ ۵۷، مجمع الزوائد: جلد ۲ صفحہ ۱۰۶)

فائدہ:...... تکبیر کے بعد ثناء پڑھنا تمام نمازوں میں سنت ہے فرائض کی امامت میں صرف اسی ثناء کو پڑھ کر اعوذ باللہ بسم اللہ کے بعد قرأت شروع کرنا ہے البتہ نوافل میں اور رات کی نمازوں میں طویل دعائیں اور اذکار بھی پڑھ سکتے ہیں جیسا کہ آپ سے ثابت ہیں۔

نوافل میں تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھتے

حضرت محمد ابن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نوافل پڑھتے تو اللہ اکبر فرماتے اور پھر یہ پڑھتے:

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ
حَنِیْفًا وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ
وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ
وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ
الْمَلِکُ لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ

(نسائی: صفحہ ۱۴۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عبدالرحمٰن بن عوف نے پوچھا کہ رات کی نماز آپ ﷺ کس طرح شروع فرماتے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب آپ ﷺ رات میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو نماز کی ابتداء تکبیر تحریمہ کے بعد اس سے شروع فرماتے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۱۱)

اَللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ
تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْمَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اِھْدِنِیْ
لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ اَنْتَ تَھْدِیْ

مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

ترجمہ: ''اے جبرائیل! میکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمان وزمین کو پیدا کرنے والے غیب وحاضر کے جاننے والے، آپ ہی بندوں کے درمیان فیصلہ کرتے ہیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں ہمیں حق کی ہدایت دیجئے ان باتوں میں جس میں یہ اختلافات کرتے ہیں آپ کی اجازت سے آپ جسے چاہتے ہیں سیدھے راستے کی ہدایت دیتے ہیں۔''

فائدہ:......نوافل اور رات کی نماز آپ ﷺ مختلف جامع دعاؤں سے شروع فرماتے تفصیل کے لئے ''الدعاء المسنون'' عاجز کا تالیف کردہ دیکھئے۔

ثناء کے بعد قرأت سے پہلے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھتے

ابن منذر سے منقول ہے کہ آپ ﷺ سے مروی ہے کہ آپ قرأت سے پہلے ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم'' پڑھتے۔

اسود نے کہا: ہم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ نماز شروع کرتے تو ''سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ'' پڑھتے ''اعوذ باللہ'' پڑھتے۔

(سنن کبریٰ: صفحہ ۳۶، نیل صفحہ ۱۹۷، دارقطنی: صفحہ ۱۶۶، السعایہ تلخیص الحبیر: صفحہ ۲۴۵)

جبیر بن مطعم کی روایت میں ہے کہ آپ قرأت سے پہلے اعوذ باللہ پڑھتے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رات میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو تکبیر کے بعد یہ پڑھتے ''سبحانک اللھم'' آخر تک پھر ''لاالٰہ الااللہ'' ۳ مرتبہ پڑھتے پھر اللہ اکبر ۳ مرتبہ پڑھتے پھر ''اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطٰن الرجیم من ھمزہ ونفخہ ونفثہ'' پڑھتے پھر قرأت شروع فرماتے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سورۃ الفاتحہ پڑھتے تو پہلے

بسم اللہ الخ پڑھتے۔ (تلخیص: صفحہ ۲۴۷، ابوداؤد: صفحہ ۱۱۳)

فائدہ:......تمام نمازوں میں خواہ فرض ہو یا نفل پہلی رکعت میں ثناء کے بعد اعوذ باللہ پڑھنا آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ اسی وجہ سے صرف پہلی رکعت میں پڑھا جائے گا۔ حافظ ابن حجر تلخیص میں فرماتے ہیں آپ ﷺ سے پہلی ہی رکعت میں شہرت کے ساتھ اعوذ باللہ منقول ہے اور باقی رکعتوں میں آپ ﷺ سے منقول نہیں۔ (تلخیص الحبیر: صفحہ ۲۴۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نماز کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔ (دار قطنی: صفحہ ۳۰۴)

حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے۔ (دار قطنی: صفحہ ۳۰۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا جب الحمد پڑھو تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھو۔ (دار قطنی: ۳۱۲، سنن کبریٰ: صفحہ ۴۵)

لہذا الحمد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے۔

اعوذ باللہ اور بسم اللہ آہستہ پڑھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز کو تکبیر اور الحمد سے (جہراً) شروع فرماتے ہیں۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۵۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما زور سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے تھے۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۵۲)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ بسم اللہ الخ آہستہ پڑھتے تھے اسی طرح ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (مجمع صفحہ: ۱۰۸، ابن خزیمہ: جلد ۱ صفحہ ۲۴۹)

حضرت وائل کہتے ہیں کہ حضرت علی اور حضرت عبداللہ نہ بسم اللہ الخ نہ اعوذ باللہ نہ آمین زور سے پڑھتے تھے۔ (مجمع الزوائد: جلد ۲ صفحہ ۱۰۸)

فائدہ:......تمام نمازوں میں خواہ فرض ہو یا نفل سنت، تنہا ہو یا امام ہو اعوذ باللہ بسم

اللہ اور ثناء کو آہستہ پڑھنا سنت ہے۔ آپ سے جو جہراً بعض روایات میں ہے وہ تعلیماً تا کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے۔

ہر رکعت میں الحمدللہ (سورۂ فاتحہ) پڑھتے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ (نماز میں) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اور الحمدللہ رب العٰلمین آخر تک پڑھتے پھر ہر آیت کو الگ الگ پڑھ کر دکھایا۔
(دار قطنی: صفحہ ۳۰۷، ابوداؤد: صفحہ ۲۴۷)

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (تلخیص: صفحہ ۲۴۷)

فائدہ:...... مطلب یہ ہے کہ آپ یا تو امام ہوتے تھے یا منفرد اس لئے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھی جائے۔ (تلخیص الحبیر: صفحہ ۲۷۴)

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ جب امام ہو یا تنہا نماز پڑھتا ہو تو اسے سورۂ فاتحہ پڑھنا ہے۔ فرض ہے تو شروع کی دو رکعت میں پڑھنا واجب ہے اور باقی میں مستحب۔ سنت اور نفل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا لازم ہے۔ (عمدۃ القاری: جلد ۲ صفحہ ۲۱)

سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملاتے

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور سورۃ ملا کر پڑھتے تھے اور آخر کی دو رکعت میں صرف سورہ فاتحہ ہی پڑھتے تھے۔ اسی طرح عصر میں کرتے تھے۔ (بخاری: صفحہ ۱۰۷، مسلم: صفحہ ۱۷۵)

حضرت اغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے سورۂ روم پڑھی۔ (مجمع: صفحہ ۱۱۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ مفصل کی کوئی سورۃ چاہے چھوٹی ہو یا بڑی ہر ایک کو میں نے ہر نماز میں پڑھتے ہوئے آپ ﷺ سے سنا۔ (مجمع الزوائد: صفحہ ۱۱۴)

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا سورۂ فاتحہ اور اس کے ساتھ کم از کم دو آیتوں کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

(مجمع: جلد ۲ صفحہ ۱۱۵، کنز العمال: صفحہ ۴۴۳، طبرانی)

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو فرض اور اس کے علاوہ (سنتوں ونوافل) میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(کنز العمال: جلد ۷ صفحہ ۴۳۷)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس میں فاتحہ اور کوئی دو آیت نہ پڑھی جائے وہ نماز نہیں ہوتی۔ (کنز العمال: جلد ۷ صفحہ ۴۴۴)

فائدہ:...... ان روایتوں کے پیش نظر فقہاء کرام نے بیان کیا کہ فرائض کے دو شروع کی رکعتوں میں اور نفل وسنت کی تمام رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ کم از کم ۳ آیتوں کا یا چھوٹی سورت کا ملانا ضروری ہے اس کے بغیر نماز نا تمام رہتی ہے۔ کہ آپ نے اس کا حکم بھی دیا ابونضرہ کہتے ہیں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم فاتحہ کے ساتھ جو آسان ہو قرآن وہ بھی پڑھیں۔ (عمدۃ القاری: جلد ۶ صفحہ ۳۳)

فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھتے

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ہمیں ظہر وعصر کی نماز پڑھاتے تو شروع کی دو رکعت میں آپ سورۂ فاتحہ اور سورۂ ملاتے۔ اور آخر کی دو رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے۔ (مسلم: جلد ا صفحہ ۱۸۵، ابوداؤد، زاد المعاد: صفحہ ۲۱۷)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ شروع کی دو رکعت میں (فاتحہ اور سورۃ) پڑھتے اور آخر کی دو رکعت میں (سورۃ) نہیں پڑھتے تھے۔ (مجمع الزوائد: صفحہ ۱۱۷، اعلاء السنن: صفحہ ۱۰۸)

امام محمد فرماتے ہیں کہ فرض نماز کی دو پہلی رکعتوں میں فاتحہ اور سورۃ پڑھی جائیں گی

اور آخر کی دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھی جائے گی اگر کچھ نہ پڑھے یا تسبیح پڑھ لی جائے تب بھی ٹھیک ہے۔ (اعلاء السنن: جلد۲ صفحہ ۲۰۸)

عبیداللہ بن ابی رافع نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرض کی شروع دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورۃ دونوں پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں کچھ نہیں پڑھتے تھے۔

(اعلاء: صفحہ ۱۰۹)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورہ پڑھتے تھے اور آخر کی دو رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔

(کنز العمال: صفحہ ۱۰۹)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ ظہر، عصر، عشاء کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھا کرتے تھے اور مغرب کی آخری رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے۔ (کنز العمال: جلد ا صفحہ ۱۱۰)

حضرت علی اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ فرض کی آخری دو رکعتوں میں صرف فاتحہ پڑھی جائے گی۔ (کنز العمال: جلد ا صفحہ ۱۱۵)

فائدہ:...... خیال رہے کہ نفل سنت کی تمام نمازوں میں ہر رکعت میں یعنی تیسری اور چوتھی میں بھی سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھی جائے گی اور یہ پڑھنا واجب ہے اور فرض کی تمام نمازوں میں پہلی اور دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ ضرور پڑھی جائے گی۔ اور تیسری اور چوتھی میں اختیار ہے خواہ صرف سورۂ فاتحہ پڑھے یا ذکر تسبیح کرے یا خاموش رہے۔

نماز کی حالت میں نگاہ کہاں رہے؟

حضرت ابن سیرین بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ (ابتدا میں) آسمان کی جانب نگاہ رکھتے تھے (وحی کے انتظار واشتیاق میں) تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

"الذین هم فی صلوٰتهم خاشعون" تو آپ نے سر جھکالیا (یعنی سجدہ گاہ کی طرف نظر رکھنا شروع کردیا) سعید بن منصور کے سنن میں ہے کہ حضرات صحابہؓ نماز

میں (قیام کی حالت میں) مستحب سمجھتے تھے کہ ان کی نگاہ سجدہ گاہ سے آگے نہ جائے۔

(نیل الاوطار: صفحہ ۱۸۹)

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں کو بائیں گھٹنے پر رکھتے شہادت کی انگلی سے اشارہ فرماتے اور آپ کی نگاہ انگلی سے باہر نہ جاتی (یعنی انگلیوں اور گھٹنوں کی حد سے آگے نہ جاتی)۔

(نیل: صفحہ ۱۸۹، نسائی، ابوداؤد)

فائدہ: ...... حضرت امام شافعی اور علماء کوفہ نے بیان کیا کہ نماز پڑھنے والے کی نگاہ نماز کی حالت میں مستحب ہے کہ سجدہ گاہ کی جانب رہے، اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں گھٹنوں اور انگلیوں سے آگے نہ بڑھے۔

ام سلمہ بنت امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عہد نبوت میں نماز پڑھنے والا جب کوئی نماز پڑھتا تو ان کی نگاہ دونوں قدم سے آگے نہ بڑھتی۔ (مختصراً، ترغیب: صفحہ ۳۷۳)

ابن قیم نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نماز میں آنکھوں کو بند نہ رکھتے۔ (زادالمعاد: جلد ۱ صفحہ ۲۹۳)

آپ کی نگاہ نماز کی حالت میں کہاں رہتی؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کی نگاہ مبارک مقام سجدہ سے کہیں الگ نہ ہوتی۔ (عمدۃ القاری: صفحہ ۳۰۸)

فائدہ: ...... حافظؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ حضرت امام مالکؒ تو فرماتے ہیں کہ نمازی کی نگاہ قبلہ کی طرف رہے۔ شوافع اور علماء کوفہ اس بات کے قائل ہیں کہ نمازی کی نگاہ مقام سجدہ کی جانب رہے۔ حافظؒ نے اسی کو قول راجح قرار دیتے ہوئے کہا کہ نگاہ کا مقام سجدہ کی جانب رکھنا مستحب اس وجہ سے ہے کہ یہ اقرب الی الخشوع ہے۔ خیال رہے کہ امام و منفرد کے لئے موضع سجدہ ہی مستحب ہے۔ بخلاف مقتدی فی الجماعۃ کہ اسے بھی مقام سجدہ ہی کی جانب نگاہ رکھنا مستحب ہے مگر امام کے اٹھنے اور بیٹھنے کی جانب نگاہ رکھے۔

(فتح الباری: صفحہ ۲۳۲)

علامہ عینی نے بعض حضرات کے قول کو نقل کیا ہے کہ اگر کعبہ مبارک سامنے بالکل نگاہ کے ہو تو کعبہ کو دیکھو۔ (عمدۃ القاری: جلد۵ صفحہ۳۰۶)

نگاہِ مصلی کے متعلق علامہ عینی نے لکھا ہے کہ قیام کی حالت میں موضع سجدہ کی جانب نگاہ رہے اور رکوع کی حالت میں دونوں قدم کی طرف اور سجدہ کی حالت میں ناک کی طرف اور تشہد کی حالت میں گود کی طرف نگاہ رکھے۔ (عمدۃ القاری: جلد۵ صفحہ۳۰۶)

نماز میں نگاہ اِدھر اُدھر کرنا ہلاکت ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اے بیٹے خبردار، نماز میں اِدھر اُدھر دیکھنے سے بچو، نماز میں ادھر ادھر دیکھنا ہلاکت ہے۔

(ترمذی، عمدۃ القاری: جلد۵ صفحہ۳۱۹، ترغیب: جلد۱ صفحہ۳۷۱)

اِدھر اُدھر دیکھنے اور نگاہ کرنے سے خدا بھی رخ پھیر لیتے ہیں

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب آدمی نماز میں کھڑا ہوتا ہے تو اللہ پاک اس کی جانب متوجہ ہوتے ہیں جب وہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے آدم کی اولاد! کس کی جانب متوجہ ہوتے ہو کون مجھ سے بہتر ہے جب بندہ دوبارہ اِدھر اُدھر دیکھتا ہے تو پھر یہی فرماتے ہیں جب تیسری بار یہی کرتا ہے تو خدائے تعالیٰ بالکل رخ پھیر لیتے ہیں۔ (عمدۃ القاری، ترغیب)

اِدھر اُدھر نگاہ کرنے پر ملائکہ کی تنبیہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز پڑھنے والے کے سر کے اوپر سے خیر کی بوچھاڑ اس کے سر کی مانگ تک آتی رہتی ہے۔ اور ایک فرشتہ اعلان کرتا رہتا ہے اگر بندہ جان لیتا کہ وہ کس سے ہم کلام ہے تو ہرگز اِدھر اُدھر نہ متوجہ ہوتا۔

(عمدۃ القاری: جلد۵ صفحہ۳۱۱)

اِدھر اُدھر نگاہ کرنے والوں سے اللہ کا خطاب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب بندہ نماز کی جانب کھڑا ہوتا ہے تو وہ خدائے رحمٰن کے سامنے کھڑا ہوتا ہے پس جب وہ اِدھر اُدھر متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ کہتے ہیں کس کی طرف متوجہ ہوتے ہو کون ہے جو مجھ سے بہتر ہے میری جانب متوجہ رہو، اے آدم کی اولاد میں اس سے بہتر ہوں جس کی جانب توجہ کررہے ہو۔ (ترغیب: صفحہ ۳۷۰)

ادھر ادھر نگاہ کرنے والے کی نماز ہی خدا واپس کردیتے ہیں

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ بندہ جب نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور ادھر ادھر دیکھتا ہے تو اللہ پاک اس کی نماز واپس کردیتے ہیں۔

(طبرانی، ترغیب: جلد ۱ صفحہ ۳۷۲)

فرض میں تو گنجائش ہی نہیں البتہ نفل میں کچھ توسیع

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اگر نگاہ پھیرنے کی ضرورت ہوجائے تو نفل میں پھیرو فرض میں نہیں۔

(عمدۃ القاری: صفحہ ۳۱۱، ترغیب: جلد ۱)

فائدہ:...... خیال رہے کہ نماز میں ادھر ادھر نگاہ سے دیکھنا مکروہ ہے۔ گو بعض شوافع اسے حرام کہتے ہیں اگر قبلہ سے چہرہ پھر جائے تو یہ ناجائز ہے۔ اگر قبلہ سے پورا بدن پھر جائے تو عمل کثیر ہوجانے کی صورت میں حرام ہے۔ اگر آنکھ کے کنارے سے دیکھا تو کراہت نہیں آئے گی۔ (عمدۃ القاری: جلد ۵ صفحہ ۳۱۱)

نماز میں آپ آنکھیں بند نہ فرماتے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک خوبصورت تصویر دار کپڑا تھا جسے گھر کے جانب پردہ کے طور پر ڈال دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس پردہ کو ہٹاؤ اس کی تصویریں ہماری نماز میں خلل پیدا کرتی ہیں۔

(بخاری: صفحہ ۵۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ایک خوشنما منقش چادر اوڑھ کر نماز پڑھی آپ کی نگاہ اس کی خوشنمائی اور نقش ونگار پر پڑی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا لے جاؤ یہ چادر اور ابوجہم کو واپس کردو (انہوں نے آپ کو ہدیہ دیا تھا) لاؤ میری موٹی سادی چادر اس چادر نے میری نماز میں خلل پیدا کردیا۔

(بخاری: جلد ا صفحہ ۵۴)

فائدہ:......اس روایت میں نماز کی حالت میں چادر پر نگاہ پڑنے اور دیکھنے کا ذکر ہے۔ جس کی وجہ سے خلل پیدا ہوا، اگر آنکھ بند کر کے پڑھتے تو پتہ ہی نہ چلتا چنانچہ ابن قیم نے زادالمعاد میں اس روایت سے ثابت کیا ہے کہ آپ آنکھ بند کر کے نماز نہ پڑھتے تھے۔

(صفحہ: ۲۹۳)

پس معلوم ہوا کہ نماز میں آنکھیں کھلی رکھنا سنت ہے۔ ابن قیم نے لکھا ہے کہ آنکھوں کا بند رکھنا یہود کا طریق ہے۔ گو بعض نے خشوع کے پیش نظر اجازت بھی دی ہے۔

(زادالمعاد: صفحہ ۲۹۴)

علامہ عینی نے شرح بخاری میں اس حدیث کے ذیل میں متعدد فوائد بیان کئے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ مسجد کے قبلہ کی جانب اور اس کی دیواروں کو نقش ونگار اور ہر ایسی چیز سے دور رکھا جائے گا جس سے نمازی کا ذہن خلل میں پڑے۔ چنانچہ آج کل مسجد کے قبلہ جانب اعلانات اور اشتہارات جو خوش نما اور مزین ہوتے ہیں لگائے اور آویزاں کئے جاتے ہیں۔ یہ ممنوع ہیں اور درست نہیں اس دور میں مدارس کے اشتہار جو دیدہ زیب ہوتے ہیں

اولاً تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ مدرسہ کی رقم سے ایسا خوشنما اشتہار طبع کرنا درست ہے؟ پھر ان کو مساجد میں آویزاں کرنا خلل نماز کی وجہ سے درست نہیں۔

ظہر کی نماز میں قرأت کی مقدار کیا ہوتی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ ظہر کے شروع کی دو رکعتوں میں ۳۰ آیتوں کی مقدار قرأت فرماتے۔

(سنن کبری: صفحہ ۶۴، ابوداؤد: صفحہ ۱۱۷، دارمی: صفحہ ۲۹۵)

حضرت ابو سعید خدری کی ایک روایت میں ہے کہ سورہ الم سجدہ کے مثل قرأت فرماتے۔ (سنن کبری: صفحہ ۶۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ظہر میں "سبح اسم ربک الاعلیٰ" پڑھتے۔ (طحاوی: صفحہ ۳۴)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ظہر و عصر میں سورۂ طارق اور سورۂ بروج پڑھتے۔ (سنن کبری: صفحہ ۳۹۱)

علامہ نووی نے بیان کیا کہ تمام علماء نے ظہر میں اور صبح میں طوال مفصل کا پڑھنا مسنون قرار دیا ہے۔ (نیل: صفحہ ۳۳۲)

عصر میں قرأت کی مقدار کیا ہوتی

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ عصر کی دو پہلی رکعتوں میں ۱۵ آیتوں کی مقدار قرأت فرماتے۔ (طحاوی: جلد ۱ صفحہ ۱۲۲)

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ ظہر و عصر میں سورۂ طارق، سورۂ بروج اور اسی کے مثل پڑھتے۔ (طحاوی: صفحہ ۱۲۲)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ظہر و عصر میں والشمس اور واللیل اور اسی کے مثل پڑھتے۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۲۵۷)

علامہ نووی نے ذکر کیا کہ تمام علماء کے یہاں سنت یہ ہے کہ عصر وعشاء میں اوساط مفصل پڑھے۔ (نیل: صفحہ ۲۴۳)

مغرب میں قرأت کی مقدار کیا ہوتی

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ مغرب میں سورۂ طور پڑھ رہے تھے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عشاء کی نماز تھی۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۲۶۳، بخاری: صفحہ ۱۰۵، طحاوی: صفحہ ۲۴، دارمی: صفحہ ۲۹۶)

ام الفضل نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مغرب میں سورۂ مرسلات پڑھتے ہوئے سنا تو کہا تم نے مجھے یاد دلا دیا میں نے مغرب میں آخری موقع پر آپ ﷺ کو مرسلات پڑھتے ہوئے سنا۔ (بخاری: صفحہ ۱۰۵، طحاوی: صفحہ ۱۲۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ مغرب میں سورۂ کافرون اور سورۂ احد پڑھ رہے تھے۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۶۰)

جابر بن سمرہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ شب جمعہ کی مغرب میں کافرون اور احد پڑھتے۔ (عمدۃ: صفحہ ۲۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ مغرب میں قصار مفصل پڑھتے تھے۔ (طحاوی: جلد ۱ صفحہ ۱۲۶)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مغرب کی نماز پڑھائی تو قل ھو اللہ احد پڑھی۔
(عمدۃ القاری: صفحہ ۲۵، سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۳۹۱)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ لکھ کر بھیجا کہ وہ مغرب میں قصار مفصل کی سورتوں کو پڑھا کریں۔ (عمدۃ القاری: صفحہ ۲۵، طحاوی: صفحہ ۱۲۶)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابن دقیق العید کا قول ذکر کیا ہے کہ اسی پر استمرار تعامل چلا آ رہا ہے کہ صبح میں طوال مفصل اور مغرب میں قصار مفصل پڑھتے ہیں۔

(فتح الباری: صفحہ ۲۴۸، الفتح الربانی: صفحہ ۲۲۹)

ابن مبارکؒ، امام احمدؒ، امام اسحاقؒ، امام مالکؒ اور ایک قول میں امام شافعیؒ کے نزدیک طوال مفصل پڑھنا مکروہ ہے۔ (الفتح الربانی: صفحہ ۲۲۸)

احناف کے یہاں بھی مستحب یہی ہے کہ قصار سے پڑھے۔

عشاء میں قرأت کی مقدار کیا ہوتی

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ سے میں نے سنا سورۂ ''والتین والزیتون'' عشاء میں پڑھ رہے تھے۔

(بخاری: صفحہ ۱۰۶، سنن کبریٰ: صفحہ ۳۹۳، ابن خزیمہ: صفحہ ۲۶۳)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کو عشاء سورۂ طور پڑھ کر پڑھا رہے تھے۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۲۶۳)

حضرت عبداللہ بن بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ عشاء کی نماز میں ''والشمس وضحٰها'' کے مثل پڑھتے تھے۔ (مسند احمد: صفحہ ۳۳۰)

حضرت براء کی ایک روایت میں آپ ﷺ نے سفر کے موقع پر ''والتین'' پڑھا تھا۔

(الفتح الربانی: صفحہ ۳۳۰)

علامہ نووی نے بیان کیا کہ تمام علماء کے یہاں سنت یہ ہے کہ عشاء میں اوساط مفصل سے پڑھے۔ (نیل الاوطار: صفحہ ۲۳۵)

علامہ شوکانی نے ذکر کیا ہے کہ احادیث سے ثابت ہے کہ آپ عشاء میں سورۂ الشمس اور ضحیٰ کے مثل پڑھتے تھے۔ (نیل اولاطار: صفحہ ۲۳۶)

فجر کی نماز میں کون سی سورت پڑھتے اور اس کی مقدار کیا ہوتی

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ صبح میں سورۂ قاف پڑھ رہے تھے۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فجر میں سورۂ واقعہ

اور اسی کے مثل پڑھتے تھے۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۲۵۶، مسند احمد: صفحہ ۳۳۳)

حارثہ بن النعمان کی صاحبزادی ام ہشام کہتی ہیں کہ فجر کی نماز میں آپ ﷺ ہی سے سن کر اسے یاد کیا ہے۔ (مسند احمد، الفتح: جلد ۱ صفحہ ۳۳۲)

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ صبح کی نماز میں سورۂ یٰسین پڑھ رہے تھے۔ (مجمع الزوائد: صفحہ ۱۱۹)

حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو تک آیتیں پڑھتے تھے۔ (مسند احمد، الفتح: جلد ۳ صفحہ ۳۳۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے سفر میں فجر کی نماز میں سورۂ کافرون اور قل ہو اللہ احد کے ساتھ نماز پڑھائی۔ (مجمع: جلد ۳ صفحہ ۱۲۰)

فائدہ:...... تمام نمازوں کے مقابلہ میں آپ ﷺ فجر میں طول فرماتے، سورۂ قاف، سورۂ یٰسین پھر اس سے کم سورۂ واقعہ جیسی سورتیں پڑھتے عموماً ۶۰ سے سو آیتوں تک پڑھنے کی مقدار ہوتی۔ البتہ اگر سفر میں ہوتے یا بچوں کے رونے وغیرہ کی آواز آتی تو مختصر پر بھی اکتفا فرماتے۔ (عمدۃ القاری: صفحہ ۳۲)

حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی طویل اور قصیر دونوں قسم کی سورتوں کا پڑھنا منقول ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ یوسف اور سورۂ کہف پڑھیں تو ایک موقع پر حضرت ابن عوف نے سورہ "اذا جاء نصر اللّٰه" اور سورۂ کوثر پڑھیں۔ علامہ عینی نے لکھا ہے کہ یہ اختلاف احوال اور زمان کے اعتبار سے ہے۔ (عمدۃ القاری: جلد ۵ صفحہ ۳۲)

ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ تمام نمازوں کے مقابلہ میں صبح کی نماز خوب لمبی پڑھتے اور پہلی رکعت زیادہ لمبی کرتے دوسری رکعت کے مقابلہ میں چونکہ یہ وقت لیل ونہار کے ملائکہ کی حاضری کا وقت ہوتا۔ (صفحہ: ۲۱۶)

سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین کہتے

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز

پڑھی۔آپ نے جب "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" پڑھا تو آمین زور سے آواز میں کہا۔ (دارقطنی، صفحہ ۳۲۴، الفتح الربانی: جلد ۳ صفحہ ۲۰۵، ابن ماجہ: صفحہ ۲۱)

حاکم اور دارقطنی نے ذکر کیا ہے کہ جب آپ ﷺ سورۂ فاتحہ سے فارغ ہوتے تو آمین کہتے۔ (تلخیص: صفحہ ۲۵۴)

ابن شہاب کہتے ہیں کہ آپ ﷺ آمین کہتے۔ (بخاری: صفحہ ۱۰۸)

آمین کہنے کا حکم فرماتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب امام "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہو۔ (ترمذی: صفحہ ۵۸، مسلم: صفحہ ۱۷۶)

حضرت سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب امام "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہو۔ (طبرانی، السعایہ، صفحہ ۱۷۳)

آمین کہنے کی فضیلت اور ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب امام "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہو، ملائکہ بھی آمین کہتے ہیں، جس کا آمین ملائکہ کے آمین سے موافقت کر جائے گا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ (بخاری: صفحہ ۱۰۸، مسلم: صفحہ ۱۷۶، ابوداؤد، نسائی، سنن کبری، دارمی: صفحہ ۲۸۴، مجمع)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی نماز میں آمین کہتا ہے تو فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں۔

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب امام "ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ (طبرانی، السعایہ: صفحہ ۱۷۳)

سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا جمہور علماء کے نزدیک مستحب ہے۔ امام مقتدی ہر ایک کے لئے جمہور علما قائل ہیں۔ (السعایہ: صفحہ ۱۷۲)

حافظ نے بیان کیا کہ نماز کے علاوہ میں بھی فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا مستحب ہے۔
(تلخیص: صفحہ ۱۱)

آمین آہستہ سے کہنا

حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی جب "غیر المغضوب علیھم ولا الضالین" پڑھا تو آمین کہا اور آہستہ کہا۔
(دار قطنی: صفحہ ۳۴، حکم، مسند ابو یعلی، مسند طیالسی، طبرانی، السعایہ: صفحہ ۱۴۳)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ چار چیزوں میں امام اخفا کرے گا۔ تعوذ، بسم اللہ، آمین، اور "ربنا لک الحمد" میں۔ (السعایہ: صفحہ ۱۷۴)

آمین میں اخفا کرنا جہر سے بہتر ہے

آمین سے متعلق دونوں قسم کی روایت ہے جہراً اور اخفاءً، مگر اخفاءً یعنی آہستہ سے کہنا بہتر ہے۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ یہ دعا ہے۔ اور دعا میں اخفا اصل ہے آمین قرآن نہیں جیسے کہ تعوذ، لہذا جس طرح تعوذ میں اخفا ہے اسی طرح آمین میں بھی اخفا ہونا چاہئے۔
(السعایہ: صفحہ ۱۷۴)

علامہ زیلعی اور عینی نے بیان کیا کہ جہراً آپ نے تعلیم اور جانکاری کے لئے کیا تھا۔

ظہر وعصر میں قرأت آہستہ فرماتے

ابو معمر نے حضرت خباب سے پوچھا کیا آپ ﷺ ظہر وعصر میں قرأت فرماتے تھے؟ کہا، ہاں۔ تو پوچھا کہ کیسے پہچانتے تھے (چونکہ آواز نہیں آتی تھی) فرمایا: داڑھی کی حرکت سے۔
(بخاری: صفحہ ۱۰۵، ابن خزیمہ: صفحہ ۲۵۵، ابوداؤد: صفحہ ۱۱۶، طحاوی: صفحہ ۱۲۳، ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۶۲)

خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ ظہر میں طویل قرأت فرماتے اور اپنے ہونٹوں کو ہلاتے اسی سے ہم لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ یہ قرأت کی وجہ سے ہے اور ہم

بھی اسی طرح (آہستہ) پڑھتے تھے۔ (مجمع:صفحہ ۱۱۵)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی قرأت کا پتہ داڑھی کے ہلنے سے ہوا کرتا تھا۔ (مجمع:صفحہ ۱۱۶)

فائدہ:...... ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ آپ ظہر وعصر میں قرأت آہستہ آہستہ فرماتے تھے، اس کے برخلاف مغرب، عشاء وفجر میں زور سے فرماتے، اسی وجہ سے فقہاء نے سراً قرأت کو واجب کہا ہے اسی وجہ سے اس کے خلاف پر سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ظہر میں قرأت عصر مغرب وعشاء سے کچھ طویل ہوتی تھی، چنانچہ حسن بصری نے کہا جہاں جہر نہیں وہاں جہر کرنے سے سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔

(ابن ابی شیبہ: جلد ا صفحہ ۳۶۳)

بلا ہونٹوں کے ہلے من من میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی

خارجہ بن زید کی روایت میں ہے کہ ظہر وعصر کی قرأت میں (آہستہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ) آپ کے دونوں ہونٹ ہلتے تھے۔ (مجمع الزوائد: صفحہ ۱۱۶)

حضرت ابوالاحواص نے حضرات صحابہؓ سے نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ کی قرأت ظہر وعصر میں داڑھی کی حرکت سے معلوم ہوتی تھی۔ (ابن ابی شیبہ: صفحہ ۳۶۲)

فائدہ:...... خیال رہے کہ قرأت کے آہستہ کی حد یہ ہے کہ منہ سے آواز نکلے اور خود سنے دوسرے کو آواز نہ آئے اس کی علامت یہ ہے کہ ہونٹ حرکت کرے چنانچہ آپ کے آہستہ پڑھنے کا علم ہونٹوں کی حرکت سے ہوا من من میں پڑھنا، دل ہی دل میں اس طرح پڑھنا اس سے نماز نہیں ہوتی، چنانچہ محدث بیہقی نے حدیث خباب سے استنباط کرتے ہوئے کہا کہ قرأت میں ہونٹوں کا ہلنا ضروری ہے۔ (صفحہ: ۵۴)

صاحب ہدایہ نے آہستہ کی حد ذکر کرتے ہوئے کہا: سر کی حد یہ ہے کہ اپنے آپ کو سنائے یعنی اسے صاف حروف کی ادائیگی محسوس ہو علامہ عینی نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے منہ کے پاس کوئی کان لے جائے تو اسے سنائی دے۔ ذخیرہ کے

حوالے سے ہے کہ زبان کا متحرک ہونا اور حروف کا صاف اور صحیح طور پر ادا ہونا ضروری ہے۔

(البنایہ: جلد ۲ صفحہ ۲۷۴)

ابن ہمام نے لکھا ہے کہ ہندوانی کا قول ہے کہ اس طرح حروف نکالے کہ خود سن لے اور اسے آواز محسوس ہو، یہی صحیح ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ نماز پڑھتے ہیں اور ان کے ہونٹ اور زبان بھی حرکت نہیں کرتے ان کی قرأت ہی نہیں ہوتی لہذا ان کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔

حافظ ابن حجرؒ نے بیان کیا کہ زبان اور ہونٹوں کے بلا ہلے سری قرأت ادا نہیں ہوتی۔

(جلد ۲ صفحہ ۲۴۵)

امام کے پیچھے قرأت نہیں کی جائے گی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو امام کے پیچھے ہو سو امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ یعنی اس کے لئے امام کی قرأت کافی ہے۔

(دارقطنی: صفحہ ۳۲۳)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جس نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے وہ نماز ناقص ہے ہاں مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو۔ (دارقطنی: صفحہ ۳۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: امام بنایا گیا ہے تا کہ تم اس کی اقتداء کرو۔ جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو، اور جب قرأت کرے تو خاموشی سے سنو۔ (دارقطنی: صفحہ ۳۲۹، مسند احمد الفتح: جلد ۳ صفحہ ۱۹۷)

حضرت شعبی کہتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا امام کے پیچھے قرأت نہیں ہے۔

(دارقطنی: صفحہ ۳۳۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ امام کے پیچھے قرأت کروں یا خاموش رہوں۔ آپ نے فرمایا۔ خاموش رہو یہی تمہارے لئے کافی ہے۔ (دارقطنی: صفحہ ۳۳۰)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں آپ ﷺ ہمیں وعظ فرماتے نماز سکھلاتے، اس کی سنتوں کو بیان فرماتے فرماتے صفوں کو درست کرو۔ تم میں سے کوئی امامت کرے۔ جب امام تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو۔ جب وہ قرأت کرے تو تم خاموشی سے سنو۔

(دار قطنی: صفحہ ۳۳۱)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے: جس کا کوئی امام ہو سو اس کی قرأت اس کے لئے کافی ہے۔ (مجمع الزوائد: صفحہ ۱۱۱)

عبادہ بن صامت کی روایت میں ہے کہ نماز بلا سورۃ کے نہیں ہوتی۔ اس کے متعلق سفیان بن عینیہ جو اس کے راویوں میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ تنہا نماز پڑھنے والوں کے حق میں ہے۔ (عمدۃ القاری: جلد ۵ صفحہ ۱۳)

موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول پاک ﷺ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم امام کے پیچھے پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔

(عمدۃ القاری: جلد ۵ صفحہ ۱۳)

تمہید میں ابن عبد البر نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ، سعدؓ، زید بن ثابتؓ امام کے پیچھے خواہ سری ہو یا جہری پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔ (عمدۃ القاری: جلد ۵ صفحہ ۱۳)

عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ دس صحابہ، حضرت ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، عبدالرحمان بن عوفؓ، سعد بن وقاصؓ، ابن سعدؓ، زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن عباسؓ، نہایت شدت سے پڑھنے کو منع فرماتے تھے۔

(عمدۃ القاری: جلد ۵ صفحہ ۱۳)

ابن ابی لیلیٰ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ جس نے امام کے پیچھے قرأت کی اس نے فطرت کے خلاف کیا۔ (دار قطنی: صفحہ ۳۳۱)

عبداللہ بن مقسم نے ابن عمر، کو زید ابن ثابت اور جابر بن عبداللہ سے پوچھا تو ان سب نے کہا امام کے پیچھے قرأت نہ کرو۔ (عمدۃ القاری: صفحہ ۱۳)

علامہ عینی نے ۸۰ بلند پایہ صحابۂ کرامؓ کا امام کے پیچھے ترک قرأت پر اتفاق نقل کیا جو

گویا ایک قسم کا اجماع ہے۔ "ومثل ھذا یسمی اجماع عندنا فکان اتفاقھم بمنزلۃ الا جماع" (عمدۃ القاری شرح بخاری: جلد ۵ صفحہ ۱۳)

اسی طرح اہل حدیث کے امام علامہ شوکانی نے بھی لکھا ہے کہ:

ان المؤتم لا یقرأ خلف الا مام فی الصلوٰۃ الجھریۃ وھم زید بن علی والھادی والقاسم واحمد بن عیسی وعبیداللّٰہ بن الحسن العنبری واسحٰق بن راھویہ واحمد ومالک والحنفیۃ. ومن جملۃ مااستدل بہ القائلون بوجوب السکوت خلف الا مام فی الجھریۃ بما تقدم من قول جابر من صلی رکعۃ لم یقرأ فیھا بام القراٰن فلم یصل الاوراء الامام

(نیل الاوطار: جلد ۲ صفحہ ۲۱۶)

رکوع میں جاتے وقت اسی طرح ایک حالت سے منتقل ہونے پر تکبیر کہتے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جھکنے، اٹھنے، کھڑے ہونے اور بیٹھنے پر اللہ اکبر کہتے تھے اسی طرح حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی کرتے تھے۔ (ترمذی: صفحہ ۵۸، سنن کبریٰ: صفحہ ٦٧)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ (رکوع وسجدہ کے لئے) جھکتے تو تکبیر کہتے۔ (ترمذی: صفحہ ۵۸، بخاری: صفحہ ۱۰۹)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز میں اٹھنے بیٹھنے میں اللہ اکبر کہتے۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ٦٧، بخاری: ۱۰۸)

حضرت عمران بن حصین کی روایت ہے کہ آپ ﷺ اٹھتے بیٹھتے تکبیر

(اللہ اکبر) کہتے۔ (بخاری: صفحہ ۱۰۸)

فائدہ:...... ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ رکوع میں جاتے ہوئے، سجدہ میں جاتے ہوئے اور اس سے اٹھتے ہوئے، تشہد سے تیسری رکعت کے لئے اٹھتے ہوئے غرض ہر اٹھنے بیٹھنے کے موقع پر آپ ﷺ تکبیر (اللہ اکبر) کہتے، یہ تکبیر ہر ایک کے لئے ہر حالت میں سنت ہے امام کے لئے، مقتدی کے لئے اور تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے۔ اسکا جلدی کی وجہ سے یا تغافل کی وجہ سے چھوڑ دینا مکروہ خلاف سنت ہے۔

رکوع اور سجدہ کو اعتدال واطمینان سے ادا کرنا

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع کرتے تو اعتدال سے کرتے۔ نہ سر کو زیادہ جھکاتے اور نہ اٹھاتے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے۔

(نسائی: صفحہ ۵۹، دارمی ، ابوداؤد: جلد ۱ صفحہ ۱۰۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا رکوع اعتدال کے ساتھ کرو اپنے دونوں بازوؤں کو زمین پر اس طرح نہ رکھو جس طرح کتا رکھتا ہے۔

(نسائی: صفحہ ۱۵۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا رکوع اور سجدہ جب کرو تو اعتدال کے ساتھ کرو۔ (نسائی: صفحہ ۱۶۱)

سر کو پیٹھ کے برابر رکھتے نہ اوپر اٹھاتے نہ زیادہ جھکاتے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو سر کو نہ جھکاتے نہ اوپر کرتے بالکل برابر بین بین رکھتے۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۱۹۴، مسلم: صفحہ ۱۹۴، بلوغ الامانی شرح مسند احمد: جلد ۳ صفحہ ۲۵۸، السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۸۰، بنایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)

ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں آپ کو رکوع میں سر کو نہ اٹھا رکھتے نہ سر کو جھکا رکھتے۔

رکوع کرتے ہوئے ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھتے اس طرح جیسے گھٹنوں کو پکڑے ہوئے ہوں۔ (طحاوی: صفحہ ۱۳۵)

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۲۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے اور بازوؤں کو جدا رکھتے۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۶۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب رکوع کرو تو اپنی ہتھیلی کو اپنے گھٹنوں پر رکھو۔ (کنز العمال: جلد ۷ ۸۴۴)

فائدہ:...... رکوع کرتے ہوئے آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں گھٹنوں پر اس طرح رکھتے گویا آپ اسے پکڑے ہوئے ہیں۔

چنانچہ فقہاء محدثین بھی اسی طریق کو سنت قرار دیتے ہیں۔ سعایہ میں ہے "**یضع راحتیھا علیھما ویا خذھما بالاصابع**" (صفحہ: ۱۷۸)

رکوع میں انگلیوں کو کشادہ رکھتے ملا کر نہ رکھتے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو انگلیوں کو کشادہ رکھتے (گھٹنوں پر رکھتے ہوئے) جب سجدہ فرماتے تو انگلیوں کو ملا لیتے۔

(سبل الہدی، مجمع الزوائد: جلد ۱ صفحہ ۱۳۵)

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنے پر رکھتے اور انگلیوں کو نیچے رکھتے اور انگلیوں کے درمیان کشادگی رکھتے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۲۶، نسائی: صفحہ ۱۵۹)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب رکوع کرو تو اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھو۔ (کنز العمال: جلد ۷ صفحہ ۴۵۴)

رکوع کی حالت میں انگلیاں گھٹنوں پر کشادہ رہیں گی دائیں بائیں پھیلی نہ رہیں گی۔

رکوع میں کہنیوں کو بدن سے جدا رکھتے

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنی کہنیوں کو جدا رکھتے۔ (نسائی: صفحہ ۱۵۹، مسند احمد: جلد ۴ صفحہ ۱۱۹)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اپنی (کہنیوں کو) بغل سے جدا رکھتے۔ (نسائی: صفحہ ۱۵۹)

فائدہ:......سنت یہ ہے کہ اپنی کہنیوں کو سینے سے نہ ملائے علیحدہ رکھے۔

عورتوں کے لئے رکوع کا طریقہ کار

عورتوں کے رکوع کا طریق مردوں سے جدا ہے:

1. ......رکوع میں تھوڑا جھکیں گی مردوں کی طرح پیٹھ اور سرین کو برابر نہیں کریں گی۔
2. ......انگلیوں کو گھٹنوں پر ملا کر رکھیں گی۔
3. ......پاؤں کو کچھ جھکائے رکھیں گی مردوں کی طرح سیدھے نہیں رکھیں گی۔
4. ......ہاتھ بازوؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھیں گی۔
5. ......جہاں تک ہو سکے سکڑ کر رکوع کریں گی۔

(عمدۃ القاری: جلد ۶ صفحہ ۱۰۱، ہندیہ: جلد ۱ صفحہ ۴۶، شامی: صفحہ ۴، ۵)

رکوع میں پیٹھ کو بالکل برابر رکھتے

حضرت وابصہ بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ نے رکوع کیا تو پیٹھ کو بالکل برابر رکھا کہ اگر اس پر پانی ڈالا جائے تو ٹھہر

جائے (یعنی کسی رخ جلدی نہ گرے)۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۱۲)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع کرتے تو اس طرح کرتے کہ اگر کسی پیالہ میں پانی رکھ کر پشت مبارک پر رکھ دیا جائے تو پانی نہ گرے۔

(مجمع: جلد ۲ صفحہ ۱۲۳، الفتح ربانی: صفحہ ۲۵۷، سبل الہدیٰ: صفحہ ۱۳۶، مسند احمد: جلد ا صفحہ ۱۴۳)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو پشت مبارک بالکل برابر رکھتے۔ (السعایہ: صفحہ ۱۷۹، بنایہ: صفحہ ۱۷۹)

فائدہ:...... ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ رکوع میں پشت مبارک کی کیفیت بالکل برابر اور سیدھی ہوتی تھی۔ دیکھنے والے راوی نے اس کی ترجمانی کرتے ہوئے کہا کہ اگر پانی یا پانی سے بھرا برتن رکھ دیا جاتا تو پانی ٹھہر جاتا کسی جانب نہ بہتا۔

جس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ سنت یہ ہے کہ پیٹھ بالکل برابر اور معتدل رکھے کسی جانب جھکاؤ یا اٹھان نہ رکھے اب ذرا لوگوں کی نمازوں پر غور کیجئے ان کے رکوع کی حالت کو دیکھئے۔ بیشتر نمازیوں کی پیٹھ کو کچھ اوپر اٹھا پائیں گے۔ کچھ کو جھکاتے پائیں گے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ اس کا اہتمام نہیں کرتے نہ معلوم کرتے ہیں نہ سیکھتے ہیں نہ کسی واقف اور عامل سنت کو اپنی نماز سنت کے مطابق کرنے کے لئے دکھلاتے ہیں کوئی معمولی کام بلا سیکھے نہیں آتا تو نماز جیسی اہم دولت بلا سیکھے صرف دوسروں کو دیکھنے سے آجائے گی؟

سنت کے مطابق نماز پڑھنے کے لئے کسی اہل علم جو متبع سنت ہوں ان کو دکھلا کر اپنی نماز سنت کے مطابق کیجئے۔

رکوع میں پہلوؤں کو الگ رکھتے ملاتے نہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنے پہلوؤں کو الگ رکھتے۔ (مجمع، ابن ماجہ: صفحہ ۸۴)

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے الگ رکھتے۔ (ترمذی: صفحہ ۶۰، السعایہ: صفحہ ۱۸۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ آپ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! جب رکوع کرو تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنے پر رکھو انگلیوں کو کشادہ رکھو اپنے ہاتھوں کو پہلوؤں سے الگ رکھو۔

(طبرانی صغیر، السعایہ: جلد۲ صفحہ ۱۸۷)

فائدہ:...... ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ رکوع کی حالت میں ہر عضو ایک دوسرے سے الگ رکھتے چنانچہ ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا کرتے اسی وجہ سے سنت ہے کہ مرد اپنی نماز میں ہاتھ اور کلائیوں کو پہلوؤں سے علیحدہ رکھے۔ سنن ترمذی میں حدیث ابوحمید کے تحت ہے۔ "**وھو الذی اختارہ اھل العلم ان یجا فی الرجل یدیه عن جنبیه فی الرکوع والسجود**" اسی طرح سنن نماز کو شمار کراتے ہوئے ہے۔ "**ومنھا تنحیة الیدین عن جنبیه**" (السعایہ: صفحہ ۱۸۰)

رکوع سے اٹھتے ہوئے پیٹھ کو اوپر کرتے ہوئے "سمع اللہ" کہتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ کی نماز کا نقشہ کھینچتے ہوئے بیان کیا آپ جب رکوع کے لئے پیٹھ اٹھاتے تو **سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ**' کہتے اور جب سیدھے کھڑے ہو جاتے تو **رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد** کہتے۔

(بخاری: صفحہ ۱۰۹، ابوداؤد، نسائی، عمدۃ القاری: صفحہ ۶۲، صحیح ابن خزیمہ: صفحہ ۳۰۹)

فائدہ:...... علامہ عینی اور حافظ ابن حجر نے بیان کیا کہ رکوع سے اٹھتے ہوئے کا ذکر "**سمع اللّٰہ**" ہے۔ اور جب ٹھیک سے کھڑا ہو جائے تو "**رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد**" چنانچہ اٹھتے ہوئے "**سَمِعَ اللّٰہُ**" کہنا سنت ہے۔ ایک قول میں یہاں تک ہے اگر اٹھتے ہوئے نہ کہہ سکا تو کھڑے ہو کر نہ کہے۔ (السعایہ: صفحہ ۱۸۵)

قومہ میں آپ ﷺ کیا پڑھتے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے

تو "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" کہتے۔ (السعایہ: جلد۲صفحہ۱۸۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے جب رکوع سے سر اٹھایا تو رفع یدین کیا اور "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" کہا۔

(نسائی: صفحہ۱۶۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے آپ "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" کہتے۔ (عمدۃ: صفحہ۷۹)

ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ تنہا نماز پڑھنے والا "تسمیع" اور تحمید دونوں کہے گا۔ البتہ امام امامت کی حالت میں دونوں کہے گا یا صرف "تسمیع" اس میں فقہا کا اختلاف ہے۔ امام ابو یوسفؒ وامام محمدؒ فرماتے ہیں کہ امام بھی "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" آہستہ سے کہے گا۔ امام ثوری، امام اوزاعی اور امام احمد بھی ایک روایت میں اسی کے قائل ہیں۔ امام فضلیؒ امام طحاوی اور متاخرین کی ایک جماعت کا یہی قول ہے۔ (عمدہ: صفحہ۶۲)

علامہ عینی نے ذکر کیا ہے کہ تحمید کے الفاظ 'رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد. رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد. اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد' ہر ایک منقول ہے اور سب صحیح ہیں۔ (بخاری: صفحہ۱۰۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب امام "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" پڑھے تو تم "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" پڑھو جس کا قول ملائکہ کے مثل ہو جاتا ہے۔ اس کے اگلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری: صفحہ۱۰۹)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ امام جب "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه" کہے تو جو لوگ اس کے پیچھے ہوں "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" کہیں۔

(کنز العمال: صفحہ۱۲۳)

امام مالکؒ، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام احمدؒ اس حدیث کے پیش نظر اس کے قائل ہیں کہ امام " ربنا لك الحمد " نہیں کہے گا۔ حافظ ابن حجر نے کہا کہ مقتدی کے لئے کوئی صحیح روایت نہیں جس سے جمع کا ثبوت ہو رہا ہو۔ (السعایہ: صفحہ۱۸۷)

رکوع میں پیٹھ کو اعتدال واطمینان سے برابر رکھنے کی تاکید

علی بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو رکوع میں پیٹھ کو اطمینان واعتدال سے نہیں رکھ رہا تھا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی نماز ہی نہیں جو رکوع وسجود میں پیٹھ درست نہ رکھے۔ (ترغیب: صفحہ ۳۳۶، کنز العمال: صفحہ ۴۴۸)

اس کی نماز کو اللہ دیکھتے بھی نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز کو نہیں دیکھتے جو رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ کو ٹھیک سے نہیں رکھتا، اسی طرح طلق کی روایت ہے۔ (مجمع: جلد ۲ صفحہ ۱۲۰، طبرانی، ترغیب: صفحہ ۹۱)

فائدہ:...... رکوع وسجود کو اطمینان سے ادا کرنا ضروری ہے۔ امام یوسف فرماتے ہیں کہ تسبیح کے برابر اطمینان سے رکنا ضروری ہے۔ امام شافعی اور امام احمد بھی اسی کے قائل ہیں۔

(عمدۃ القاری: جلد ۶ صفحہ ۶۵)

سب سے بڑا نماز کا چور

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے بڑا نماز کا چور وہ ہے جو نماز میں چراتا ہے۔ لوگوں نے کہا نماز میں کیسے چرائے گا فرمایا جو رکوع وسجود کو اطمینان سے نہیں کرتا۔ اور جو رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ کو ٹھیک سے نہیں رکھتا۔

(ترغیب: صفحہ ۳۴۵، مجمع: صفحہ ۱۲۰)

فائدہ:...... مطلب یہ ہے کہ جلدی جلدی نماز پڑھتا ہے۔ رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ کو اطمینان سے نہیں رکھتا پیٹھ سیدھی بھی نہیں ہوتی کہ دوسرے سجدہ میں چلا جاتا ہے جیسا کہ بعض لوگ جلد بازی یا تغافل وتکاسل کی وجہ سے کرتے ہیں۔

نماز ہی صحیح نہیں ہوتی

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی کی نماز ہی درست نہیں ہوتی۔ جب تک کہ وہ اپنی پیٹھ کو رکوع و سجود میں درست نہ رکھے۔

(ترغیب: صفحہ ۳۳۴)

ساٹھ سال سے نماز پڑھتا ہے مگر مقبول بارگاہ نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا آدمی (بعض) ساٹھ سال تک نماز پڑھتا ہے مگر اس کی نماز قبول نہیں کی جاتی۔ کہ رکوع ٹھیک سے کرتا ہے تو سجدہ نہیں۔ سجدہ کرتا ہے تو رکوع ٹھیک سے نہیں کرتا۔ (یعنی اعتدال اطمینان کے ساتھ نہیں کرتا)۔ (ترغیب: صفحہ ۳۳۷)

گویا کہ نماز ہی نہیں پڑھی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل روایت میں ہے کہ جس نے نماز میں ٹھیک سے رکوع سجدہ وغیرہ ادا نہیں کیا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے نماز ہی نہیں پڑھی جاؤ پھر سے نماز پڑھو۔ (بخاری: صفحہ ۱۰۹، مسلم: صفحہ ۱۷۰، ترغیب: صفحہ ۳۴۰)

ایسے محروم کی مثال

آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے علی اس شخص کی مثال جو نماز میں پیٹھ کو ٹھیک اور اطمینان سے نہیں رکھتا اس حاملہ عورت کی طرح ہے کہ ولادت کا زمانہ آیا اسقاط ہو گیا، نہ تو حاملہ ہی رہی نہ بچے والی رہی۔ (ترغیب: صفحہ ۳۳۸)

فائدہ:...... ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ رکوع، وسجدہ میں پیٹھ کو اطمینان اور ٹھیک

سے رکھنا بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر نماز ناقص بلا ثواب ہوتی ہے۔ بہت سے لوگ جلد بازی اور کسل وسستی کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں جو انتہائی بری بات ہے۔ مزید مسائل کتب فقہ میں دیکھئے۔

رکوع میں آپ ﷺ کیا پڑھتے؟

جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ" پڑھتے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رکوع میں یہ پڑھتے تھے "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ" (ابوداؤد: صفحہ ۱۲۷)

فائدہ:...... آپ ﷺ عموماً فرائض میں یہی ذکر فرماتے، البتہ رات کے نوافل میں خصوصاً دوسرے اذکار بھی پڑھ لیتے اس لئے فرائض اور امامت میں تو یہی ذکر پڑھے جیسا کہ رائج اور تعامل ہے تنہا اور نوافل میں دیگر اذکار کی اجازت ہے۔

بسا اوقات نوافل میں یہ پڑھتے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب "اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ" نازل ہوئی تو آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو بکثرت یہ پڑھتے:

سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ

(مجمع: صفحہ ۱۲۷، سبل الہدیٰ: صفحہ ۱۳۸، مسند احمد: جلد ۱ صفحہ ۳۹۴)

ترجمہ: "پاک ہیں آپ اے اللہ آپ ہی کی تعریف، اے اللہ میری مغفرت کیجئے اور آپ مہربان، توبہ قبول کرنے والے ہیں۔"

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو یہ پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ رَکَعْتُ وَبِکَ آمَنْتُ وَلَکَ اَسْلَمْتُ وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ اَنْتَ رَبِّیْ خَشَعَ لَکَ سَمْعِیْ وَبَصَرِیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ وَمُخِّیْ وَعَصَبِیْ وَعَظْمِیْ وَشَعْرِیْ وَبَشْرِیْ وَمَا اسْتَقَلَّتْ بِہٖ قَدَمِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(نسائی: صفحہ ۱۶۱، نزل الابرار)

ترجمہ: ''اے اللہ آپ ہی کے لئے سر جھکا آپ ہی پر ایمان لایا، آپ ہی پر بھروسہ کیا آپ ہی میرے رب ہیں جھک گئے آپ کے لئے میرے کان، میری آنکھ، میرا گوشت، میرا خون، میرا مغز، میرے پٹھے، میری ہڈی، میرے بال، میری کھال اور جس کے ساتھ قائم ہے میرا قدم، اس اللہ کے لئے ہے جو دونوں جہانوں کا رب ہے۔'' (عمدۃ القاری: جلد ۶ صفحہ ۷۰)

علامہ عینی نے ذکر کیا ہے کہ نوافل میں توسیع ہے۔
(مزید الدعاء المسنون میں ملاحظہ کیجئے۔)

تسبیح کتنی مرتبہ پڑھتے

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ رکوع میں ۳ مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ'' پڑھتے۔ (دار قطنی: جلد ۱ صفحہ ۳۴۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سنت یہ ہے کہ رکوع میں ۳ مرتبہ ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ'' کہے۔ (مجمع: جلد ۱ صفحہ ۱۲۸، ابوداؤد: صفحہ ۱۲۹)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب کوئی رکوع میں ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ'' ۳ مرتبہ کہے تو اس کا رکوع مکمل ہوگا اور یہ اس کی ادنیٰ مقدار ہے۔ (ترمذی: صفحہ ۱۶۰، ابوداؤد ج: صفحہ ۲۹)

فائدہ:...... خیال رہے کہ امامت کی حالت میں تو بہتر ہے کہ ۳ مرتبہ پڑھے اس

سے کم پڑھنا خلاف سنت ہے ۵/ مرتبہ پڑھے تو یہ بھی ٹھیک ہے اور تنہا ہو تو ۳/ ۵/ ۷ جیسا انشراح اور اس کا موقع ہو پڑھے۔ ۷/ مرتبہ یہ مقدار کمال ہے ابن کمال نے کہا کہ ادنیٰ کمال ۳/ مرتبہ اور اکمل ۷/ مرتبہ ہے حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت علیؓ ۳/ مرتبہ پڑھتے تھے۔ حضرت عمرؓ ۵/ مرتبہ پڑھتے۔ (عمدۃ القاری: جلد ۶ صفحہ ۷۰)

ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ آپ دس مرتبہ تسبیح پڑھتے۔ (زاد: صفحہ ۲۱۷، حاشیہ ابن داؤد: صفحہ ۱۲۹)

رکوع کے بعد قومہ کے لئے کب اٹھے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک صحابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا رکوع کرو یہاں تک کہ اطمینان سے ادا ہو جائے تو پھر سر اٹھاؤ (قومہ کے لئے)۔ (ابوداؤد: جلد ۱ صفحہ ۱۲۴)

یحییٰ بن خلاد کے چچا کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے نماز سکھاتے ہوئے فرمایا کہ رکوع کرو یہاں تک کہ تمام جوڑ (اعضاء) اپنے مقام رکوع میں صحیح طور پر بیٹھ جائے تو (کھڑے ہوتے ہوئے) "سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ" کہو۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۲۵)

خوب اطمینان سے رکوع ادا کرنے کے بعد آپ اٹھتے

حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع فرماتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھتے انگلیوں کو اس کے نیچے رکھتے انگلیوں کو کشادہ رکھتے کہنیوں کو الگ رکھتے یہاں تک کہ ہر عضو اپنی جگہ (رکوع کی حالت میں ہونا چاہئے) بالکل درست بیٹھ جاتا۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۶۲، نسائی مسند احمد: جلد ۴ صفحہ ۱۱۹)

رکوع اطمینان سے ادا کرنے کے بعد قومہ کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: رکوع کرو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھو پھر ذرا رکے رہو یہاں تک کہ اطمینان کے ساتھ تمام جوڑ صحیح بیٹھ جائیں پھر

۳ مرتبہ تسبیح کہو (تب اٹھو)۔ (کنز العمال: صفحہ ۴۵۱)

قومہ میں بالکل سیدھے ہو جاتے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تاوقتیکہ خوب اچھی طرح کھڑے نہ ہو جاتے سجدہ میں نہ جاتے۔

(ابن ماجہ: صفحہ ۸۹۳، مسلم: صفحہ ۱۹۴)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک طویل روایت میں ہے ''پھر رکوع سے سر اٹھاؤ، اطمینان سے کھڑے ہو جاؤ پھر سجدہ کرو۔'' (بخاری: صفحہ ۱۰۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک ﷺ کی نماز کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ نماز پڑھتے پھر جب رکوع سے سر اٹھاتے تو کھڑے ہوتے (اور خوب اطمینان سے کھڑے ہوتے) تو ہم لوگ یہ سمجھتے کہ آپ ﷺ (سجدہ میں جانا) بھول گئے ہیں۔

(بخاری: صفحہ ۱۱۰، ابن خزیمہ: صفحہ ۳۰۸)

فائدہ:...... علامہ عینی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد یہ ہے کہ آپ اطمینان اور اعتدال حاصل کرنے کے لئے دیر تک کھڑے ہوئے یہ نہیں کہ جھٹ کھڑے ہوئے جھٹ سجدہ میں گئے۔ (عمدۃ القاری: جلد ۶ صفحہ ۷۶)

بسا اوقات قومہ میں یہ بھی پڑھتے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ پڑھتے:

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ (نسائی: صفحہ ۱۶۲)

ترجمہ: ''سن لیا اللہ نے جس نے اس کی تعریف کی اور آسمان بھر،

زمین بھر اور اس کے درمیان بھر اور اس کے بعد آپ کی مشیت بھر
آپ کی تعریف ہے۔''

حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ
وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ مِنْ بَعْدِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ بِالثَّلْجِ
وَالْبَرْدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِيْ مِنَ الذُّنُوْبِ وَنَقِّنِيْ
مِنْهَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ

(الفتح الربانی: صفحہ ۲۷۲)

ترجمہ: ''اے اللہ آپ کے لئے تعریف ہے آسمان بھر زمین بھر اور
بھر کروہ شئے جو آپ اس کے بعد چاہیں۔ اے اللہ ہمیں پاک کر
دیجئے، برف سے اولے، ٹھنڈے پانی سے۔ اے اللہ ہمیں گناہوں
سے پاک کردیجئے اور اس طرح صاف کردیجئے جس طرح سفید کپڑا
میل سے صاف کیا جاتا ہے۔''

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ''سمع اللہ لمن حمدہ'' کہتے تو یہ کہتے:

اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ
مَاقَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَکَ عَبْدٌ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا
يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ

(الفتح الربانی: صفحہ ۲۷۴، السعایہ: صفحہ ۱۸۰، نسائی: صفحہ ۱۶۵)

ترجمہ: ''اے ہمارے رب آپ کے لئے تعریف ہے آسمان بھر زمین بھر اور
بھر کروہ جو اس کے بعد آپ چاہیں آپ تعریف و بزرگی کے لائق

ہیں آپ مستحق ہیں جو بندے نے کہا ہم سب آپ کے بندے ہیں
جسے آپ روک دیں کوئی نہیں دے سکتا اور مالدار کو مالداری نفع نہیں
دے سکتی۔"

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ یہ طویل اذکار نوافل میں پڑھتے تھے کبھی کبھار فرض میں
پڑھتے تھے، بیان جواز کے لئے۔ (السعایہ: جلد۲ صفحہ ۱۹۰)

سجدہ میں جاتے ہوئے اللہ اکبر کہتے

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب آپ سجدہ کے
لئے جھکتے تو اللہ اکبر کہتے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اٹھنے بیٹھنے کی حالت
میں اللہ اکبر فرماتے۔ (نسائی: صفحہ ۱۶۴، الفتح: صفحہ ۲۷۷)

فائدہ:...... محدثین نے باب قائم کیا ہے۔ "التکبیر للسجود" اس سے
اشارہ اس کی جانب کہ آپ ﷺ سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہتے چنانچہ سنت یہ ہے کہ
اطمینان اور بالکل ٹھیک سے کھڑے ہونے کے بعد سجدہ کی جانب اللہ اکبر کہتا ہوا جائے۔

تکبیر اس طرح کہے کہ پوری ہیئت انتقال کو شامل ہو، یہ نہیں کہ تکبیر شروع یا قیام یا
جھکتے ہی ختم ہو جائے۔ اللہ کے لام کو بہت معمولی سا کھینچے اس لئے فقہاء محدثین نے لکھا ہے
تکبیر کہتا ہوا جائے، مراقی میں ہے کہ تکبیر پیشانی رکھنے پر ختم کرے۔ (السعایہ: صفحہ ۱۹۳)

علامہ عینی نے البنایہ میں لکھا ہے کہ جیسے سجدہ کی جانب جھکے تکبیر شروع کرے اور اسے
دراز کرے یہاں تک کہ پیشانی سجدہ میں ٹک جائے۔

سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہاں شروع کرے کہاں ختم کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ اللہ اکبر فرماتے جب
سجدہ میں جاتے۔ (بخاری: صفحہ ۱۰۹)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ تکبیر کہتے ہوئے جھکتے۔

(دار قطنی ، بیہقی: جلد ۲ صفحہ ۲۵۳)

فائدہ:...... سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کا مسنون طریقہ یہ ہے، کہ تکبیر پوری ہئیت انتقال کو شامل ہو۔ یہ نہیں کہ اللہ اکبر کہا تب گئے، اور نہ یہ کہ جھکنے کے بعد سجدہ سے قبل ختم ہو جائے۔ بعض لوگ فقط اللہ کے لام کو کھینچنے سے منع کرتے ہیں جس کی وجہ سے تکبیر سجدہ سے قبل ختم ہو جاتی ہے سو یہ صحیح نہیں۔ امام بخاری نے باب قائم کیا ہے کہ "باب یھوی بالتکبیر حین یسجد" جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ تکبیر کہتا ہوا جھکے۔ علامہ عینی اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "ویبدا بالتکبیر حین یشرع فی الھوی الی السجود ویمدہ حتی یضع جبھته علی الارض ثم یشرع فی تسبیح السجود" اسی طرح تشہد سے اٹھتے ہوئے تکبیر کو اس قدر دراز کرے کہ قیام کی حالت ہو جائے۔ "وفیه انه یشرع فی التکبیر للقیام من التشھد الاول یمدہ حتی ینتصب قائماً."

کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ صرف ان کی رائے ہے بلکہ لکھتے ہیں، "ھذا مذھب العلماء کافة"

(عمدۃ القاری: صفحہ ۸۰)

حافظ ابن حجر نے بھی فتح الباری میں لکھا ہے "فیبتدی به حین یشرع فی الھوی بعد اعتدال الی حین یتمکن جالسا" (جلد ۲ صفحہ ۲۹۱)

ظاہر ہے کہ قیام سے لے کر سجدہ تک تکبیر کا کھینچنا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اللہ کے لام کو کچھ نہ کچھ طول کیا جائے۔ چونکہ بلا مد کے تو وسط ہی میں ختم ہو جائے گا۔

اسی طرح فقہاء کرام نے بھی اس کی تصریح کی ہے کہ سجدہ تک تکبیر ادا ہو۔ مراقی الفلاح میں ہے "ثم یکبر کل مصل خارا للسجود ویختم عند وضع جبھة للسجود"

(صفحہ ۵۳)

اور علامہ عبدالحی فرنگی محلی نے تفصیل کرتے ہوئے السعایہ میں لکھا ہے۔

"ساجدا اشارۃ الی ان وقت التکبیر عند الخرور
کما صرح به فی المحیط والتحفة والایضاح

وغيرها وذكر الشرنبلالی فی مراقی الفلاح انه
تختمه عند وضع جبهة للسجود" (جلد۲صفحہ۱۹۳)

اسی طرح حاشیہ شرح وقایہ میں ہے:

"ليفيد مقارنته التكبير مع السجود تنبيها على ان
ابتداء التكبيرعند ابتداء الا نخفاض والا نتهاء عند
وضع حبهته للسجود صرح به فی المحيط"

(حاشیہ شرح وقایہ: صفحہ۱۴۶)

اسی طرح ابن نجیم بحرالرائق میں راجح قول کو محقق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وعبارة الجامع الصغير ويكبر مع الانحطاط
قالوا وهو الا صح لئلا تخلو حالة الا نحناء عن
الذكر، ولما قدمنا من حديث الصحيحين."

(بحر: جلد۱صفحہ۳۳۳)

ان تمام محدثین وفقہاء کرام کی عبارت سے یہ بات بالکل واضح اور مصرح ہوجاتی ہے کہ تکبیر کی ابتداء حالت قیام سے لے کر ابتداء سجدہ تک ہوگی اور اس کی کوئی صورت نہیں کہ اللہ اکبر کے لام کو کچھ کھینچا جائے، اس لئے کہ کوئی ایسا کلمہ نہیں جس میں مداور اطالۃ کی گنجائش ہو، جو حضرات ایک الف سے زائد بالکل ممنوع قرار دیتے ہیں، ان کے نزدیک یہ مسنون طریقہ کس طرح ادا ہوگا۔ چونکہ یہ بالکل واضح ہے کہ ایک الف مد کی صورت میں قیام سے لے کر سجدہ تک ادا ہی نہیں ہوسکتا۔ وہ تو وسط قیام ہی میں ختم ہوجائے گا۔ دیکھئے ابن نجیم صحیحین کی حدیث سے حالت انحناء میں ذکر کو ثابت کررہے ہیں۔ اور اس کو واضح قرار دے رہے ہیں کہ تکبیر کو قیام سے لے کر انحناء کی حالت سجدہ تک لائے جس کی تصریح دیگر فقہاء کررہے ہیں، اور یہی آثار صحابہ سے ثابت ہے، چنانچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ تکبیر کہتے ہوئے جھکتے۔ (ابن ابی شیبہ: جلد۱صفحہ۲۵۵)

پس معلوم ہوا کہ اللہ اکبر کو اس طرح ادا کرنا کہ تکبیر کی ابتداء قیام سے ہوکر سجدہ میں

پیشانی رکھنے تک ہو۔ اگر اللہ کے لام کو ایک الف سے زائد منع کیا جائے گا اور قال، مال، لام صاد اور نام کی طرح ایک الف کی مقدار تک ادا کیا جائے گا تو یہ مسنون طریقہ جو احادیث وآثار و کلام فقہاء سے ثابت ہے، کس طرح ادا ہوگا۔ لہذا ایک الف سے کچھ زائد کھینچنا اقتضاء ثابت اور جائز ہوگا۔ اور جب تکبیر میں اس کی زیادتی ثابت ہوگی تو اذان جس میں شارع علیہ السلام نے ''ترسل'' کا حکم دیا ہے وہاں بھی گنجائش یقیناً ہوگی، جس پر امت کا تعامل ہے، ہاں گانے کی طرح یا طول فحش کی اجازت ہرگز نہ ہوگی۔

سجدہ میں کس طرح جاتے، سنت طریقہ کیا ہے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب سجدہ میں جاتے تو دونوں گھٹنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے، اور جب اٹھتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے اٹھاتے۔

(نسائی: صفحہ ۱۶۵، ابوداؤد، ترمذی: صفحہ ۶۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ تکبیر کے لئے جھکتے پھر دونوں گھٹنے پھر ہاتھ رکھتے۔

(بیہقی تلخیص الحبیر: صفحہ ۲۷۱، سنن کبری: جلد ۲ صفحہ ۹۹، دار قطنی: جلد ۱ صفحہ ۳۴۵)

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ (سجدہ میں جاتے ہوئے) پہلے دونوں ہاتھوں کو رکھتے پھر گھٹنوں کو، تو ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم پہلے گھٹنوں کو رکھیں۔

(ابن خزیمہ: صفحہ ۳۱۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سجدہ کو جائے تو پہلے اپنے گھٹنوں کو رکھے پھر ہاتھ کو۔ اس طرح نہ بیٹھے جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے۔ (طحاوی: صفحہ ۱۴۹، السعایہ)

فائدہ:...... ان احادیث کی وجہ سے جمہور علماء اس بات کے قائل ہیں کہ سجدہ میں جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جاتے ہوئے اولاً گھٹنے رکھے پھر دونوں ہاتھ رکھے پھر پیشانی پھر ناک، اور اٹھنے میں اس کا عکس۔ (عمدۃ القاری: جلد ۶ صفحہ ۷۹)

اور ہاتھوں میں اولاً دائیں گھٹنے لو رکھے پھر بائیں کو رکھے۔ (کذافی السعایہ: صفحہ ۱۹۳)

اگر عذر کی وجہ سے مثلاً ضعف کی وجہ سے ہاتھ پہلے رکھنا چاہئے تو اولاً دایاں ہاتھ پھر بایاں ہاتھ رکھے۔ (السعایہ: جلد ا صفحہ ۱۹۳)

جھکتے ہوئے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھے

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اللہ اکبر کہتے ہوئے زمین کی جانب جھکتے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے۔

(ابن خزیمہ: جلد ا صفحہ ۳۱۸)

سجدہ میں دونوں ہاتھوں کو کس کے مقابل اور کہاں رکھتے

حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا کہ آپ کے دونوں ہاتھ کانوں کے مقابل قریب تھے۔ (ترمذی: صفحہ ۶۲، الفتح الربانی: صفحہ ۲۸۲، ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۶۰)

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ سجدہ میں آپ کا سر مبارک دونوں ہاتھوں کے مابین تھا۔

(صحیح ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۳، دار قطنی: صفحہ ۳۴۵، ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۶۰)

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا، سجدہ کی حالت میں آپ کے دونوں انگوٹھے کان کے مقابل تھے۔

(نسائی، السعایہ: جلد ۲، صفحہ ۱۹۵، البنایہ: صفحہ ۱۹۷)

حضرت براء کی روایت ہے کہ سجدہ میں آپ کا سر دونوں ہتھیلیوں کے بیچ ہوتا۔

(نسائی: ۱۶۶، کنز العمال: صفحہ ۱۲۸)

فائدہ:...... سجدہ میں دونوں ہتھیلیوں کو دونوں کانوں یا سر کے مقابل رکھنا مسنون ہے۔ عموماً لوگ اس کا خیال نہیں کرتے۔ ہاتھ کو گلے یا کندھے کے مقابل رکھتے ہیں۔ ہدایہ میں ہے پیشانی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہاتھ کانوں کے مقابل رکھے۔ (بنایہ: صفحہ ۱۹۷)

سجدہ میں انگلیوں کو ملا کر رکھتے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سجدہ میں انگلیوں کو ملا کر رکھتے۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۴، تلخیص: صفحہ ۲۷۲، ابن حبان)

حضرت سفیان کہتے تھے، رکوع میں انگلیوں کو پھیلا کر رکھو۔ اور سجدہ میں ملا کر رکھو۔

(ابن ابی شیبہ: جلد اصفحہ ۲۶۰)

فائدہ:...... تمام فقہاء نے تصریح کی ہے کہ سجدہ میں انگلیوں کو ملا کر رکھے۔ ہاتھ کی انگلیوں میں انگوٹھا سیدھا قبلہ کی جانب اہتمام سے رکھے۔ عموماً انگوٹھے کا رخ ٹیڑھا ہو جاتا ہے۔ بالکل سیدھی ملا کر رکھنے میں انگوٹھا بھی جانب قبلہ ہوگا۔ (السعایہ: صفحہ ۱۹۶)

انگلیوں کا رخ سجدہ میں بالکل قبلہ کی جانب ہوتا

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے سجدہ کیا دونوں ہاتھوں کو نہ زمین پر بچھایا نہ ان کو موڑا اور انگلیوں کے سروں کا رخ قبلہ کی طرف تھا۔

(ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب کرتے۔ (دارقطنی: صفحہ ۳۴۴، ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۶۴)

حفص ابن عالم نے کہا کہ سنت یہ ہے کہ (سجدہ میں) ہتھیلیوں کو زمین پر بچھائے اور انگلیوں کو ملا دے اور ان کے رخ کو قبلہ کی جانب کرے۔ (ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۶۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے جب تم سجدہ کرو تو ہاتھوں (ہتھیلیوں) کا رخ قبلہ کی جانب کرو اس لئے کہ چہرہ کے ساتھ دونوں ہاتھ بھی سجدہ کرتے ہیں۔

(ابن ابی شیبہ صفحہ ۲۶۴)

ابن قیم نے لکھا ہے کہ مسجد میں آپ پیروں کی انگلیوں کے سروں کو قبلہ رخ رکھتے۔

(زاد المعاد: صفحہ ۲۳۲)

سجدہ میں پیروں کی انگلیوں کا سرا قبلہ کی جانب رکھتے

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے سجدہ کیا اپنے ہاتھوں کو نہ بچھایا نہ موڑا اور پیر کی انگلیوں کا سرا قبلہ کے رخ پر کیا۔

(بخاری: صفحہ ۱۱۴، السعایہ: ۱۹۶، ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ میرے بستر پر تھے میں نے آپ کو گم پایا (تلاش کیا) تو سجدہ کی حالت میں پایا اپنی انگلیوں کو قبلہ رخ کیے ہوئے دعا کر رہے تھے۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۸)

فائدہ:...... معلوم ہوا کہ پیر کی انگلیوں کے سروں کو قبلہ رخ رکھنا مسنون ہے، اسی وجہ سے امام بخاری نے باب قائم کیا ہے کہ انگلیوں کے سروں کو قبلہ کی جانب رکھے۔

(عمدہ: صفحہ ۸۹)

سجدہ کی حالت میں دونوں ایڑیوں کو کھڑی رکھتے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کو (سجدہ کی حالت میں دیکھا) میرا ہاتھ آپ کے باطن قدم پر پڑا تو آپ کے قدم مبارک کو اٹھا ہوا کھڑا دیکھا۔

(صفحہ: ۳۲۹)

ہاتھوں کی انگلیوں کی طرح پیروں کی انگلیاں بھی قبلہ کی طرف رکھنا سنت ہے۔

(السعایہ: جلد ۶ صفحہ ۱۹۶)

فائدہ:...... مستحب یہ ہے کہ سجدہ میں پیروں کو کھڑا رکھے اور انگلیوں کو قبلہ کی جانب موڑ کر رکھے۔ تمام فقہاء و محدثین نے اسے سنت قرار دیا ہے۔

بازو کو زمین پر نہ بچھاتے

حضرت ابوحمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو

ہاتھوں کو زمین پر نہ بچھاتے اور نہ ان کو سکوڑے رہتے (بلکہ ہر ایک عضو کو الگ رکھتے)۔

(بخاری صفحہ:۱۱۴، تلخیص: صفحہ ۲۷۳)

نہ سکوڑنے کا مطلب علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں بیان کیا ہے کہ اپنی انگلیوں کو نہ موڑتے۔

(عمدۃ القاری: جلد ۶ صفحہ ۹۷)

حضرت عطا منع کرتے تھے کہ سجدہ کی حالت میں بازوؤں کو زمین پر بچھایا جائے۔

(مصنف ابن عبدالرزق: جلد ۲ صفحہ ۱۷۳)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بازو کو زمین میں بچھانے سے منع کیا ہے جیسے کتا بچھا کر بیٹھتا ہے۔

(مسلم: صفحہ ۱۹۳، نسائی: صفحہ ۳۲۵، ابن شیبہ: صفحہ ۲۵۹، بخاری: صفحہ ۱۱۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے درندوں کی طرح ہاتھوں کو بچھا کر سجدہ کرنے سے منع فرمایا ہے۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۵)

فائدہ:...... سجدہ کی حالت میں مردوں کو زمین پر بازوؤں کا رکھنا اور بچھانا مکروہ ہے۔

کہنیوں کو ران سے اور پیٹ سے جدا رکھتے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب نماز (میں سجدہ) کرتے تو ران کو پیٹ سے جدا رکھتے۔ (صحیح ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۶)

سالم ابن براد کہتے ہیں کہ ہمیں ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز سکھائی جب سجدہ کیا تو رانوں کو جدا رکھا یعنی کہنیوں اور بازوؤں سے۔

(ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۵۷)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب سجدہ کرو تو ہتھیلیوں کو زمین پر رکھو اور کہنیوں کو بلند رکھو۔ (ملاؤ نہیں)۔

(الفتح الربانی: صفحہ ۲۸۱، صحیح ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۹)

بازوؤں کو بغل اور پہلو سے جدا رکھتے

حضرت مالک ابن بحینہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو جدا رکھتے یہاں تک کہ بغل نظر آ جاتا۔ (بخاری: صفحہ ۱۱۲، سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۱۴)

طحاوی میں ہے کہ دونوں باز و اور پہلو کے درمیان خلا رکھے۔ (جلد ا صفحہ: ۱۳۶)

ابو صالح جہنی کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو بازوؤں کو بغل اور پہلو سے جدا رکھتے۔ (سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۱۴)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اعضاء کو (ہاتھوں کو پہلو سے) الگ رکھتے یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آتی۔

(ابن خزیمہ: صفحہ ۳۲۶، مجمع: صفحہ ۱۲۵)

سجدہ میں ہر عضو کو دوسرے سے جدا رکھتے ملاتے نہیں

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ جب نماز پڑھتے تو (سجدہ میں) ہر عضو کو جدا رکھتے۔ (نسائی: صفحہ ۱۶۶)

حضرت مالک ابن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول پاک ﷺ جب سجدہ فرماتے تو ہر عضو کو ایک دوسرے سے جدا رکھتے۔ (الفتح الربانی: صفحہ ۲۷۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سجدہ میں اعضاء کو کشادہ (الگ الگ) رکھو۔ (کنز العمال: صفحہ ۴۶۶)

فائدہ:...... آپ ﷺ سجدہ کی حالت میں ایک عضو کو دوسرے سے ملاتے نہیں۔ الگ رکھتے یہی سجدہ کا مردوں کے لئے مسنون طریقہ ہے بخلاف عورتوں کے وہ ہر عضو کو ایک دوسرے سے ملائیں گی۔ محدثین نے "**التجا فی فی السجود**" کا باب قائم کر کے اس کی تصریح کی ہے۔

ران اور پیٹ وسینہ کے درمیان اتنا فاصلہ ہوتا

کہ بکری کا بچہ گزر جاتا

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو (پیٹ ران سے) اتنا جدا اور فاصلہ پر رکھتے کہ ایک بکری کا بچہ گزر جائے۔

(نسائی: صفحہ ۱۶۷، ابوداؤد: صفحہ ۱۳۰)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اس طرح (اعضاء کو الگ رکھ کر) سجدہ فرماتے اگر بکری کا بچہ گزرتا تو گزر جاتا۔ (دارمی: جلد ا صفحہ ۳۰۶)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو ہاتھوں کو اس طرح جدا رکھتے کہ پیچھے سے آپ ﷺ کے بغل مبارک نظر آتے۔

(دارمی: صفحہ ۳۰۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ فرماتے تو آپ ﷺ کے بغل مبارک بالکل صاف نظر آتے۔ (عمدہ: جلد ۶ صفحہ ۹۸)

سرین کو سجدہ میں اٹھائے رکھتے

پنڈلیوں یا پیروں سے نہ ملاتے نہ اس پر رکھتے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (سجدہ میں) آپ ﷺ نے اپنی ہتھیلیوں کو رکھا اور سیرین (پیچھے کے حصے) کو اٹھایا اور پیٹ کو زمین سے جدا رکھا۔ اور کہا اسی طرح آپ ﷺ نے سجدہ کیا۔ (الفتح الربانی، ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۵۸)

سجدہ میں دونوں پیروں کو کھڑا رکھتے

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ کرتے تو زمین پر اپنی ہتھیلیوں کو، دونوں گھٹنوں کو اور دونوں پیروں کی انگلیوں کو ٹیکتے۔

(سنن کبریٰ: جلد۲ صفحہ ۲۶۱)

فائدہ:......آپ ﷺ سجدہ میں پیروں کو بچھاتے نہیں بلکہ کھڑا رکھتے اور پیروں کی انگلیاں جانب قبلہ ہوتیں یہی سنت طریقہ ہے۔ بچھانا عورتوں کے لئے ہے۔ چنانچہ عامر بن سعد کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے سجدہ میں پیروں کو کھڑا رکھنے کا حکم دیا ہے۔

(ابن ابی شیبہ: جلد۱ صفحہ ۲۶۱)

پیشانی کے ساتھ ناک بھی زمین پر رکھتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بارش کے دن سجدہ کیا تو اس کا اثر میں آپ ﷺ کی پیشانی اور ناک پر دیکھ رہا تھا۔ (مجمع: جلد۲ صفحہ ۱۲۶)

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سجدہ فرماتے تو ناک بھی پیشانی کے ساتھ زمین پر لگاتے۔ (البنایہ: صفحہ ۱۲۸، ابویعلی، طبرانی)

نماز اچھی طرح نہ پڑھنے والے کو آپ ﷺ نے فرمایا: زمین پر پیشانی کے ساتھ ناک بھی ٹیکو۔ (السعایہ: صفحہ ۲۰۰)

پیشانی کے ساتھ ناک بھی رکھنے کا حکم فرماتے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اہل خانہ میں سے یک عورت نماز پڑھ رہی تھی اور ناک زمین پر نہیں رکھ رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا زمین پر ناک ٹیکو پیشانی کے ساتھ جو ناک نہیں رکھتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ (البنایہ: جلد۱ صفحہ ۱۹۹، دار قطنی: صفحہ ۳۴۸)

سجدہ میں پیشانی کے ساتھ ناک کا بھی رکھنا ہی نہیں زمین پر ٹیکنا ضروری ہے۔ اس کے

بغیر نماز خلاف سنت مکروہ ہوگی۔ اگر پیشانی نہیں رکھی صرف ناک رکھا تو نماز ہی نہ ہوگی۔

(البنایہ: صفحہ ۲۰۰)

امام مالک کے نزدیک دونوں کا رکھنا واجب ہے۔ (عمدۃ القاری: جلد ۹ صفحہ ۹۰)

بہتر یہ ہے کہ سجدہ میں پہلے پیشانی رکھے پھر ناک جیسا کہ علامہ عینی نے شرح البخاری میں لکھا ہے السعایہ میں ہے کہ بعض نے پہلے ناک پھر پیشانی رکھنا لکھا ہے بحر الرائق، درمختار اور معراج نے پہلے ناک ہی رکھنا ذکر کیا ہے اس کے برخلاف بدائع میں ہے کہ پہلے پیشانی رکھے۔

(السعایہ: صفحہ ۱۹۵)

علامہ عینی نے لکھا ہے پیشانی کھلی زمین پر رکھے۔ (عمدۃ القاری: صفحہ ۹۰)

لہذا اگر پیشانی رومال یا ٹوپی وغیرہ سے ڈھکی ہوئی ہو تو اسے کھول لینا چاہئے، علامہ عینی نے لکھا ہے کہ اگر کچھ معمولی غبار پیشانی پر لگ جائے تو اسے صاف نہ کرے۔

(عمدہ: صفحہ ۹۴)

پیشانی کے اوپری حصہ کو زمین پر ٹیکتے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول پاک ﷺ کو دیکھا کہ پیشانی کے اوپری حصہ اور بال اگنے کے نیچے کے حصہ کو سجدہ میں رکھے ہوئے ہیں۔

(دار قطنی: صفحہ ۳۴۹، مجمع: صفحہ ۱۲۵، تلخیص: صفحہ ۲۶۸، طبرانی)

فائدہ:...... مطلب یہ ہے کہ سجدہ میں پیشانی کا نچلا حصہ جو دونوں آنکھوں کے مابین ہے وہ زمین پر ٹیکتے بلکہ اوپری حصہ جو وضو میں منہ دھونے کی آخری حد ہے وہ زمین پر رکھتے۔ پیشانی رکھنے کا یہی طریقہ مسنون ہے۔ بہت سے لوگ نادانی کی وجہ سے پیشانی کے نچلے حصہ کو زمین پر رکھتے ہیں۔ چنانچہ چہرہ پر نشان سے آپ اندازہ لگالیں گے ویسے پیشانی کے کسی بھی حصہ کو ٹیکے خواہ بیچ کا یا نیچے کا تو سجدہ صحیح ادا ہو جائے گا۔

پیشانی کو کسی سخت چیز پر جو زمین پر مستقر ہو ٹیکے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سجدہ کرو تو پیشانی کو زمین پر ٹیکو۔ (تلخیص الحبیر: صفحہ ٦٢٨)

فائدہ:...... وہ نرم چیز یا بہت موٹی روئی جو زمین پر نہ ٹکے اس پر سجدہ ادا نہیں ہوتا منع ہے۔ ابن قیم نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ سجدہ کرتے تو پیشانی اور ناک کو زمین پر ٹیکتے۔

(زادالمعاد: جلد ا صفحہ ٢٣٢)

سردی میں چادر کے اندر ہاتھ رکھتے ہوئے سجدہ کرے یا ہاتھ نکال کر

حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ تشریف لائے ہم لوگوں نے مسجد بنی عبدالاشہل میں نماز پڑھی تو میں نے دیکھا کہ سجدہ کرتے ہوئے آپ کے ہاتھ کپڑے کے اندر تھے۔ حضرت مجاہد نے بیان کیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما چادر میں ہاتھ اندر رکھتے ہوئے سجدہ کرتے تھے۔

(الفتح الربانی: جلد ٣ صفحہ ٢٨٩، سنن کبری: جلد ٢ صفحہ ١٠٨، ابن ابی شیبہ: صفحہ ٢٦٥)

حمید کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن کو دیکھا کہ جاڑے میں کوٹ پہنے ہوئے تھے اور ہاتھ باہر نہیں کئے (اور سجدہ کیا)۔

ہشام حسن بصری سے نقل کرتے ہیں حضرات صحابۂ کرامؓ اپنی چادروں کے اندر ہاتھ رکھے ہوئے سجدہ کرتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: صفحہ ٢٦٦)

فائدہ:...... سخت جاڑا اور سردی ہو، چادر یا کوٹ پہنے ہو ہاتھ اندر رکھے ہوئے سجدہ کرسکتے ہیں حضرت وائل کی روایت جو طحاوی صفحہ ١١٥ میں ہے اس سے بھی پتہ چلتا ہے ہاتھ اندر رکھے ہوئے سجدہ کرسکتے ہیں اس کے خلاف بعض صحابہ و تابعین سے یہ بھی مروی ہے کہ

وہ سجدہ کرتے وقت ہاتھ اندر سے باہر نکال لیتے تھے چنانچہ حضرت اسامہؓ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت سالم کو دیکھا کہ وہ سجدہ کرتے ہوئے کوٹ کے اندر سے ہاتھ نکال لیتے تھے اسی طرح مغیرہ نے ابوالہذیل سے نقل کیا ہے کہ وہ سجدہ کرتے تو چادر سے ہاتھ باہر نکال لیتے تھے۔ (ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۲۶)

بھیڑ اور اژدھام کی وجہ سے اگلے کی پیٹھ پر سجدہ کرنے کی اجازت

حضرت سیار بن معرور رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ دیتے ہوئے فرمارہے تھے رسول اللہ ﷺ نے اس مسجد کی تعمیر فرمائی، ہم مہاجرین وانصار آپ کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا: جب بھیڑ ہو جائے تو آدمی اپنے بھائی کی پیٹھ پر سجدہ کرے۔ (الفتح الربانی: جلد۳ صفحہ ۳۸۹)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جمعہ (عید وغیرہ) کے دن زمین پر (سجدہ) نہ کرسکے تو اپنے بھائی کی پیٹھ پر سجدہ کرلے۔ حضرت طاؤس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب جمعہ کے دن زمین پر سجدہ نہ کرسکے تو اپنے بھائی کی پیٹھ پر سجدہ کرلے۔

(ابن ابی شیبہ: جلد ا صفحہ ۲۶۴)

فائدہ:......خیال رہے اژدحام اور بھیڑ ہو جائے جگہ تنگ ہو جائے تو اگلی صف والے کی پیٹھ پر بھی سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ بھی نماز میں ہو۔

تہجد اور نوافل کے سجدہ میں گنجائش

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرات صحابۂ کرامؓ نے سجدہ میں اعضاء کو الگ الگ رکھنے پر مشقت کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا گھٹنوں سے مدد حاصل کرلو۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۳۱)

فائدہ:......مطلب یہ ہے کہ نوافل میں دیر تک سجدہ یا بکثرت سجدہ کرنے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہو تو آپ نے اجازت دے دی کہ کہنیوں کو گھٹنوں میں لگالیا کریں تاکہ

سہارا ہو جائے یا گھٹنوں کے سہارے اٹھ جایا کریں تا کہ مشقت میں کچھ کمی ہو جائے۔

سجدے میں سات اعضاء کا استعمال

حضرت عباس بن عبدالمطلب کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جب بندہ سجدہ کرتا تو اس کے ساتھ سات اعضاء سجدہ کرتے ہیں چہرہ، دونوں ہتھیلیاں، گھٹنے دونوں پیر۔

(مسلم: صفحہ ۱۹۳، ابن ماجہ: صفحہ ۶۳، ترمذی: صفحہ ۶۲)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ نے فرمایا مجھے سات ہڈیوں کے ساتھ سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیشانی کے ساتھ اور آپ نے اپنے ہاتھ سے ناک کی جانب اشارہ کیا (یعنی پیشانی اور ناک کو ایک عضو فرمایا) اور دونوں ہاتھوں سے اور گھٹنوں سے اور دونوں پیروں کی انگلیوں کے سروں سے اور یہ کہ کپڑے اور بالوں کو نہ سمیٹیں۔ (بخاری: صفحہ ۱۱۲)

فائدہ:...... سجدہ میں ۷/ اعضاء کا استعمال ضروری ہے۔ پیشانی اور ناک کا شمار ایک ہی عضو میں ہے۔ ابن ماجہ نے طاؤس کا قول نقل کیا ہے کہ آپ دونوں کو ایک شمار کرتے تھے۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۶۳)

کوے کے چونچ مارنے کی طرح سجدہ کرنے سے منع فرماتے

عبدالرحمٰن بن شبل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ کوے کی طرح ٹھونگ، چونچ مار کر سجدہ کرے۔ (یعنی اتنی جلدی کرے کہ جاتے ہی اٹھ جائے)۔

(ابوداؤد: صفحہ ۱۲۵، سنن کبریٰ: صفحہ ۱۱۸، ابن خزیمہ: جلد ۱ صفحہ ۳۳۱)

سجدہ میں آنکھوں کو بند کرنے سے منع فرماتے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حالت سجدہ میں آنکھوں کو بند کرنے سے منع فرمایا ہے کہ یہ یہود کی عادت ہے۔ (کنز العمال: جلد ۷ صفحہ ۴۶۵)

فائدہ:...... یہود سجدہ میں آنکھیں بند رکھتے تھے اس سے آپ نے منع فرمایا ہے۔

سجدہ میں پیر کو زمین سے اٹھانا منع ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: (سجدہ میں) اپنے دونوں پاؤں کو بالکل لگائے رکھو۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۸۹۶، کنز العمال: صفحہ ۴۴۱)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اپنے دونوں پیروں کو زمین پر لگائے رکھو۔ (کنز العمال: جلد ۷ صفحہ ۴۶۷)

فائدہ:...... حضرت سفیان کہتے ہیں کہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول پاک ﷺ سجدہ میں دونوں پیروں کو کھڑا رکھتے اور انگلیوں کو زمین پر رکھتے۔ (عبدالرزاق: جلد ۲ صفحہ ۱۷۴)

فائدہ:...... سجدہ کی حالت میں دونوں پیروں کا زمین پر ٹیکے رہنا ضروری ہے۔ عموماً لوگ پیروں کو اٹھا لیتے ہیں یا ہلاتے رہتے ہیں، یہ مکروہ تحریمی ہے، دونوں زمین سے الگ رہیں سجدہ ہی نہ ہوگا۔

آپ سجدہ نہایت اطمینان سے ادا فرماتے

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کا سجدہ رکوع اور جلسہ سب برابر (یعنی اطمینان سے اور یکساں ہوتا تھا جلدی نہیں) ہوتا تھا۔ (بخاری)

حضرت براء ابن عازب کی روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کی نماز کو دیکھا تو میں نے آپ کے قیام کو، رکوع اور سجدہ کے مثل پایا۔ اور رکوع مثل سجدہ کے فرماتے۔ اور سجدہ کے درمیان بیٹھنا سارے امور قریب قریب برابر ہوتے۔ (یعنی جلدی اور عجلت سے کوئی رکن ادا نہ فرماتے اور سجدہ خوب اطمینان سے ادا فرماتے جتنا وقت کھڑے ہونے میں معلوم ہوتا اتنا ہی وقت سجدہ میں معلوم ہوتا۔ (ابوداؤد: صفحہ ۸۵۴)

اطمینان سے سجدہ کرنے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:
سجدہ کرو تو خوب اطمینان سے کرو۔ (بخاری: صفحہ ۱۱۲، سنن کبری: صفحہ ۱۱۷)

علی بن شیبانی کی روایت میں ہے کہ ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جو رکوع اور سجدہ میں پیٹھ کو ٹھیک سے نہیں رکھتا تھا، تو آپ نے نماز پوری کرنے کے بعد فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت اس کی نماز ہی نہیں جس کی پیٹھ رکوع وسجدہ میں درست نہ ہو۔

فائدہ:......بعض لوگوں کی پیٹھ سجدہ میں ٹھیک اطمینان سے بیٹھ بھی نہیں پاتی کہ سر سجدہ سے اٹھالیتے ہیں۔ یہ مارے جلدی کے ایسا کرتے ہیں اس سے آپ نے منع فرمایا۔ اور تاکید کی کہ ارکان طمانیت سے ادا کریں۔

اطمینان سے رکوع وسجدہ نہ کرنے والے کے متعلق سخت وعید

ابووائل کہتے ہیں کہ حضرت ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا جو رکوع وسجود کو ٹھیک سے ادا نہیں کر رہا تھا تو حضرت حذیفہ نے ان سے پوچھا، کتنے دنوں سے ایسی نماز پڑھ رہے ہو؟ کہا چالیس سال سے تو فرمایا تم نے خدا کے واسطے نماز نہیں پڑھی (کہ اپنے من کے واسطے من کے مطابق جلدی جلدی پڑھی) اگر تمہارا اسی حالت میں انتقال ہو گیا تو خلاف سنت (نماز پڑھتے) مرو گے۔

(بخاری: صفحہ ۱۰۹، سنن کبری: جلد ۲ صفحہ ۱۱۸، ابن خزیمہ: صفحہ ۳۳۲)

عبداللہ اشعری کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اصحاب کو نماز پڑھائی پھر مجلس میں بیٹھ گئے ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے اور رکوع وسجود میں کوے کے چونچ مارنے کی طرح جلدی کرنے لگا آپ نے فرمایا دیکھتے ہو اسے، جو شخص ایسی حالت میں انتقال کر جائے تو ملت محمدی کے غیر پر انتقال کرے گا۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۳۳۲)

فائدہ:...... خلاف سنت نماز پڑھتے انتقال ہوا تو خلاف سنت طریقہ پر نماز پڑھتے ہوئے انتقال ہوا، اللہ کی پناہ کیسی بری بات ہے۔

سجدہ میں تسبیح پڑھتے اور کتنی مقدار میں پڑھتے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ آپ ﷺ سجدہ میں ۳/ مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" پڑھتے۔ (صحیح ابن خزیمہ: جلد اصفحہ ۳۳۴، ابوداؤد: صفحہ ۱۲۷)

دار قطنی وغیرہ کی روایت میں ہے کہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ" ۳ مرتبہ پڑھتے۔ (دار قطنی: صفحہ ۳۴۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے سجدہ میں ۳/ مرتبہ "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" پڑھ لیا اس کا سجدہ پورا ہو گیا اور یہ کم مرتبہ ہے۔ (مسند طیالسی مرتب: جلد اصفحہ ۱۰۰)

حضرت سعدی کی ان کے والد یا چچا سے روایت ہے کہ میں نے آپ کی نماز میں رکوع اور سجدہ کا اندازہ لگایا تو آپ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" ۳/ مرتبہ کہنے کے برابر رکتے۔

(ابوداؤد: صفحہ ۸۸۵)

فائدہ:...... خیال رہے کہ سجدہ میں یا رکوع میں ۳/ مرتبہ سے زائد مقدار میں طاق عدد کے موافق مستحب ہے لیکن امام کے لئے اگر مقتدی کے حق میں گراں ہو جائے تو ۳/ ہی بہتر ہے۔ (کبیری: صفحہ ۲۸۳)

ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ رکوع وسجدہ میں قریب دس مرتبہ تسبیح ادا فرماتے۔

(جلد اصفحہ ۲۱۷)

بسا اوقات سجدہ میں یہ دعائیں بھی پڑھتے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے سجدہ میں آپ ﷺ کو یہ پڑھتے پایا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَاَعُوْذُ

بِمُعَافَاتِکَ مِنْ عُقُوْبَتِکَ، اَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ
لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ

(ابن خزیمہ: صفحہ ۳۳۵، نسائی: ۱۶۹، ابوداؤد: صفحہ ۱۲۸)

ترجمہ: ''اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں آپ کی رضا کے ذریعہ آپ کی ناراضگی سے آپ کی معافی کے ذریعہ آپ کی سزا سے پناہ مانگتا ہوں آپ سے میں آپ کی تعریف کا احصار و شمار نہیں کرسکتا جیسا کہ آپ نے اپنی تعریف کی ہے اسی کے آپ لائق ہیں۔''

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سجدہ میں یہ دعا فرمارہے تھے:

سَجَدَ لَکَ سَوَادِیْ وَخِیَالِیْ وَآمَنَ بِکَ فُؤَادِیْ اَبُوْءُ
بِنِعْمَتِکَ عَلٰی هٰذِهٖ یَدِیْ وَمَا جَنَیْتُ عَلٰی نَفْسِیْ

(مجمع: جلد ۲ صفحہ ۱۲۸)

میرے دل اور خیال نے آپ کو سجدہ کیا۔ میرا قلب آپ پر ایمان لایا ان نعمتوں کی وجہ سے جو آپ کی ہمارے اوپر ہے رجوع کرتا ہوں میں اپنے نفس پر کوئی ظلم نہ کروں۔
حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کو ایک رات بستر پر سے گم پایا۔ میرا ہاتھ آپ پر پڑا تو سجدہ میں آپ یہ دعا فرمارہے تھے:

رَبِّ اَعْطِ نَفْسِیْ تَقْوٰهَا، وَزَکِّهَا اَنْتَ خَیْرٌ مَنْ زَکّٰهَا
اَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلَاهَا (مجمع: ۱۲۸)

ترجمہ: ''اے اللہ میرے نفس میں تقوی عطا فرما اس کا تزکیہ فرما۔ آپ بہتر تزکیہ فرمانے والے ہیں آپ ہی ولی و آقا ہیں۔''

(الفتح: صفحہ ۲۹۲)

فائدہ:...... فرائض میں اور امامت کی حالت میں تو ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' پر اکتفا کرنا بہتر ہے خواہ تین مرتبہ ہو یا پانچ مرتبہ البتہ نوافل میں اور صلوٰۃ اللیل میں دیگر

اذکار ودعائیں مسنون ہیں مزید "الدعاء المسنون" میں ملاحظہ کیجئے۔

عورتیں کس طرح سجدہ کریں گی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ عورتیں سجدہ کس طرح کریں گی تو فرمایا تمام اعضاء کو ملا کر جمع کریں گی۔

حضرت ابراہیم نخعی نے کہا کہ عورتیں سجدہ میں اپنی رانوں کو ملالیں گی اور پیٹ کو ران سے لگالیں گی۔

یزید بن حبیب سے مرسلاً مروی ہے کہ نبی پاک ﷺ کا گزران دو عورتوں پر ہوا جو نماز پڑھ رہی تھیں تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ جب تم سجدہ کرو تو اپنے جسم کے بعض حصوں کو زمین سے چمٹالو۔ عورتیں سجدہ مردوں کی طرح نہ کریں گی۔

(مراسیل ابی داؤد، اعلاء السنن: جلد۳ صفحہ۲۰، البحر الرائق: جلد ۱ صفحہ ۳۳۹)

حضرت حسن فرماتے ہیں عورتیں سجدہ میں اعضاء کو سمیٹ لیں گی اور ملالیں گی۔

(ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۷۰)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ عورتیں جب سجدہ کریں گی تو اپنے اعضاء کو رانوں سے ملالیں گی۔ (اعلاء السنن: جلد۳ صفحہ۲۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً مروی ہے کہ عورتیں جب سجدہ کریں گی تو اپنے پیٹ کو ران سے ملالیں گی کہ یہ اس کے لئے زیادہ ستر کا باعث ہے۔

(کنز العمال، اعلاءُ السنن: صفحہ ۲۴)

ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ جب عورتیں سجدہ کریں گی تو اپنی ران کو پیٹ سے ملالیں گی اور اپنی سرین کو (مردوں کی طرح) نہ اٹھائیں گی اور نہ الگ الگ عضو کو (مردوں کی طرح) رکھیں گی بلکہ ملالیں گی۔ (ابن ابی شیبہ: جلد ۱ صفحہ ۲۷۰)

علامہ ابن نجیم نے کنز الدقائق کی شرح بحر الرائق میں لکھا ہے کہ عورتوں کی نماز مردوں کی نماز سے ان چند امور میں مختلف ہے۔ (یعنی ان امور میں مردوں کی طرح نہیں ہے۔)

(۱) عورتیں اپنے دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائیں گی۔
(۲) دونوں ہاتھوں کو سینہ پر رکھیں گی۔
(۳) سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے جدا نہ رکھیں گی۔
(۴) اپنے دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھیں گی۔
(۵) ان کی انگلیاں گھٹنوں پر رہیں گی (تشہد کی حالت میں)۔
(۶) سجدہ میں اپنی بغل کو بازو سے ملائے رکھیں گی۔
(۷) سرین پر بیٹھ کر دونوں پیروں کو باہر نکال لیں گی۔
(۸) رکوع میں انگلیوں کو کشادہ نہ رکھیں گی بلکہ ملا کر رکھیں گی۔
(۹) مردوں کی امامت نہ کریں گی۔
(۱۰) ان کے لئے فجر کی جماعت مکروہ ہے۔
(۱۱) پیروں کی انگلیاں اٹھائیں گی نہیں۔
(۱۲) ان کے لئے فجر میں اسفار (روشنی میں) مستحب نہیں۔
(۱۳) نماز میں جہر بالکل نہ کریں گی۔ (البحر الرائق: جلد ا صفحہ ۳۳۹)

سجدہ سے آپ ﷺ کس طرح اٹھتے

حضرت ابوحمید الساعدی کی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ سجدہ سے اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھی جب دوسرے سجدہ سے اٹھے تو اللہ اکبر کہا اور سلام کے بعد فرمایا آپ ﷺ اسی طرح نماز پڑھتے تھے۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۲۴۲)

فائدہ:...... سجدہ سے اٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے سر اٹھائے پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھائے۔

خیال رہے کہ سر اٹھانے میں اولاً پیشانی یا ناک دونوں میں سے کسی کو اٹھائے اجازت ہے مگر اولاً پیشانی آسان ہے۔ (کذافی السعایہ: صفحہ ۲۰۹)

شرح منیہ میں ہے کہ گھٹنوں کے سہارے یعنی اس پر ہاتھ رکھتے ہوئے زور لگاتے

ہوئے اٹھ جائے۔ (حلبی: صفحہ ۳۲۴)

جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سجدہ سے سر اٹھاتے جب تک ٹھیک سے نہ بیٹھتے سجدہ (دوسرا) نہ فرماتے۔ (الفتح الربانی: صفحہ ۲۹۳، سنن کبریٰ: صفحہ ۱۳۱)

حضرت عامر بن عقبہ آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ سجدہ سے سر اٹھاتے پھر بیٹھتے۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۱۲۱)

فائدہ:...... دونوں سجدہ کے درمیان بیٹھنا جسے جلسہ بھی کہتے ہیں نماز کے لوازمات میں سے ہے۔

سجدوں کے درمیان کتنی مقدار بیٹھتے

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کا رکوع، سجدہ اور جلسہ قریب برابر ہوتا (یعنی سجدہ، رکوع اطمینان سے ٹھہر کر ہوتا اسی طرح دو سجدوں کے درمیان بیٹھنا ہوتا)۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۱۲۲، ابن خزیمہ: صفحہ ۳۴۰)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بیٹھتے تو نہایت اطمینان سے بیٹھتے۔ (نسائی، السعایہ: صفحہ ۲۰۷)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سجدوں کے درمیان ''رب اغفرلی رب اغفرلی'' فرماتے اور سجدہ کی مقدار بیٹھتے۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۱۲۲)

فائدہ:...... سنت طریقہ یہ ہے کہ جلسہ میں نہایت اطمینان سے بیٹھے جس طرح اطمینان سے سجدہ کیا جاتا ہے۔

سجدوں کے درمیان کس طرح بیٹھتے

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سجدہ سے سر اٹھاتے تو بائیں پیر کو بچھا کر بیٹھتے۔

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ تکبیر کہتے (سجدہ سے اٹھتے ہوئے) پھر ایک پیر کو بچھاتے دوسرے کو کھڑا کرتے۔

(سنن کبریٰ: صفحہ ۱۱۸، السعایہ: صفحہ ۲۰۷، تلخیص الحبیر: جلد ۱ صفحہ ۲۷۷)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دو سجدوں کے درمیان بائیں پیر پر بیٹھتے۔ (دارمی: جلد ۱ صفحہ ۳۰۶)

فائدہ:......اس سے معلوم ہوا کہ دو سجدوں کے درمیان تشہد کی طرح بیٹھے، ایڑیوں پر نہ بیٹھے کہ یہ منع ہے۔

دو سجدوں کے درمیان بیٹھتے ہوئے کیا پڑھتے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ دو سجدوں کے درمیان یہ پڑھتے۔ "رَبِّ اغْفِرْلِیْ. رَبِّ اغْفِرْلِیْ" (دارمی: صفحہ ۳۰۴، نسائی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ پڑھتے "رَبِّ اغْفِرْلِیْ، وَارْحَمْنِیْ. وَاجْبُرْنِیْ. وَارْفَعْنِیْ وَارْزُقْنِیْ. وَاهْدِنِیْ" پھر سجدہ میں جاتے۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۱۲۲، الفتح الربانی: صفحہ ۲۹۴)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان یہ پڑھتے "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ، وَارْحَمْنِیْ. وَاجْبُرْنِیْ. وَاهْدِنِیْ وَارْزُقْنِیْ"

(ترمذی: جلد ۱ صفحہ ۶۳)

دو سجدوں کے درمیان ایڑیوں کو کھڑا رکھ کر ان پر بیٹھنا ممنوع ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اے علی جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں وہی تمہارے لئے ناپسند سمجھتا ہوں اور جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں وہی تمہارے لئے۔

تم دو سجدوں کے درمیان اقعا (ایڑیوں کو کھڑا کر کے پنجوں کے بل بیٹھنا) نہ کرنا۔ (ترمذی: صفحہ ۶۳)

فائدہ:...... یعنی آپ ﷺ نے دو سجدوں کے درمیان ایڑیوں کو کھڑا کر کے پنجوں کے بل بیٹھنے سے منع فرمایا اس طرح بیٹھنا خلاف سنت ہے مسنون یہ ہے کہ بائیں کو بچائے دائیں کو کھڑا رکھے۔ البتہ کوئی تکلیف ہو تو اس کی گنجائش ہے۔

عذر کی وجہ سے گنجائش ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ وہ نماز میں چہارزانو بیٹھتے ہیں تو اس کی نقل ان کے صاحبزادے نے کی تو ان کے والد حضرت ابن عمر نے ان کو منع کیا اور فرمایا کہ نماز میں سنت کا طریقہ یہی ہے کہ دائیں پیر کو کھڑا رکھے اور بائیں کو بچھائے اور میں جو کرتا ہوں سو میرا پیر اس طرح بیٹھنے کو برداشت نہیں کرتا۔ (عذر کی وجہ سے ایسا کرتا ہوں)۔

(طحاوی: صفحہ ۱۵۲)

فائدہ:...... معلوم ہوا کہ سنت طریقہ تو اسی طرح تشہد میں اور سجدوں کے درمیان بیٹھنا ہے۔ مگر پیر میں تکلیف ہو یا اور کوئی بھی عذر ہو تو اس کے علاوہ ایڑی کے بل یا چہارزانو بھی بیٹھا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ثابت ہے۔

پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے لئے آپ ﷺ کس طرح اٹھتے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز سے سیدھے پیروں کے سہارے کھڑے ہو جاتے (بیٹھ کر کھڑے نہ ہوتے)۔

(ترمذی: صفحہ ۶۴، سنن کبری: صفحہ ۱۲۴، بنایہ: صفحہ ۲۱۴)

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب دوسرے سجدہ سے اٹھتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے۔ (تلخیص الحبیر: صفحہ ۲۶۹)

عبدالرحمٰن بن یزید کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ وہ سیدھے پیر کے بل کھڑے ہو جاتے تھے۔

فائدہ:...... پہلی اور تیسری رکعت جس کے بعد تشہد نہ ہو سیدھے کھڑے ہو جائے۔ کچھ بیٹھ کر پھر کھڑا نہ ہو کہ یہ عذر کی حالت میں ہے محدث بیہقی اور علامہ عینی نے بیان کیا کہ اسی طرح حضرات صحابہ میں حضرت ابن عمر، ابن عمرو، ابن عباس، ابن زبیر، ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا یہی عمل تھا۔

(بیہقی: صفحہ ۱۲۵، بنایہ: صفحہ ۲۱۴، سعایہ: صفحہ ۲۱۰)

اور وہ روایت جو ابو حمید اور مالک بن الحویرث وغیرہ سے منقول ہے کہ کچھ بیٹھتے پھر اٹھتے تو وہ ضعف اور مرض کی حالت میں ہے۔ (بنایہ: صفحہ ۲۱۴، السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

حافظ کے حوالہ سے سعایہ میں ہے کہ اکثر علماء نے اسے مستحب کے خلاف کہا ہے۔

ابن تمیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے۔ (زاد المعاد: صفحہ ۲۴۰)

کس ترتیب سے سجدہ سے اٹھتے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سجدہ کو جاتے تو ہاتھ سے قبل گھٹنوں کو رکھتے۔ اور جب سجدہ سے اٹھتے تو گھٹنوں سے قبل ہاتھ اٹھاتے۔

(نسائی: صفحہ ۱۶۵، ابوداؤد، زاد المعاد: جلد ۱ صفحہ ۲۲۳)

عبداللہ بن یسار سے منقول ہے کہ جب سجدہ سے اٹھتے تو پہلے سر کو اٹھاتے پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو۔ (مصنف ابن عبدالرزاق: صفحہ ۱۷۷)

السعایہ میں ہے کہ آپ ﷺ اسی ترتیب سے اٹھتے کہ اولاً سر پھر دونوں ہاتھ پھر گھٹنے۔

(السعایہ: صفحہ ۲۰)

اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھتے، زمین پر ہاتھ رکھ کر سہارا لے کر نہیں اٹھتے۔

ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ ﷺ جب اٹھتے تو اولاً سر اٹھاتے پھر دونوں ہاتھ پھر دونوں گھٹنے۔ (صفحہ: ۲۲۴)

اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ سے اٹھنے کا مسنون طریقہ یہی ہے۔ ہاں اگر ضعف اور کمزوری ہو تو پہلے گھٹنے کو سہارا لگاتے ہوئے اٹھا جا سکتا ہے۔

سجدہ سے قیام کی طرف اٹھتے ہوئے ہاتھوں کا سہارا لینا ممنوع ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے کہ نماز میں اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگاتے ہوئے اٹھے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۴۲)

حضرت وائل کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب اٹھتے تو گھٹنوں پر اٹھتے، اور اپنی ران کا سہارا لیتے۔ (اعلاء السنن: صفحہ ۴۳)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب آدمی قیام کی طرف آئے تو ہاتھوں سے ٹیک لگا کر، زمین پر رکھ کر نہ اٹھے، ہاں مگر یہ کہ ضعیف اور بوڑھا ہو۔

فائدہ:...... دوسرے سجدہ سے اٹھتے ہوئے قیام کی طرف سنت یہ ہے کہ گھٹنوں کے سہارے اٹھے۔ (حلبی: صفحہ ۳۲۳)

گھٹنوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر اٹھے آپ ﷺ اسی طرح اٹھتے، گھٹنوں کو پہلے اٹھا کر ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سہارے سے اٹھنا خلاف سنت ہے عموماً لوگ اسی طرح اٹھنے کی عادی ہیں۔ مرض، ضعف اور بڑھاپے کی وجہ سے ایسا کریں تو گنجائش ہے ورنہ بلا کسی عذر کے ایسا کرنا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ (سعایہ: جلد ا صفحہ ۲۱۰)

چنانچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ دونوں ہاتھوں کے سہارے سے اٹھتے تھے۔ (مصنف ابن عبدالرزاق: صفحہ ۱۷۸)

ابن قیم نے لکھا ہے کہ آپ گھٹنوں کے سہارے کھڑے ہوتے۔ (زادالمعاد: جلد ا صفحہ ۲۴۵)
یعنی گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے اٹھتے۔

دوسری رکعت کس طرح شروع کرے

خیال رہے کہ دوسری رکعت کے لئے جب کھڑا ہو اور قیام کرے تو قرأت اور سورہ پہلی

رکعت کی طرح پڑھے گا ہاں ثنا اور تعوذ یعنی "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" نہ پڑھے۔

(ہدایہ، شرح وقایہ)

البتہ پہلی رکعت کے علاوہ دوسری رکعت وغیرہ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بہتر ہے۔

(السعایہ: صفحہ۲۱۲، التحلیہ: صفحہ۳۱۲)

ابن قیم نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ جب اٹھتے تو فوراً قرأت شروع کر دیتے (وقفہ یا کچھ دیر خاموش نہ رہتے)۔ (زادالمعاد: جلد۱صفحہ۲۴۱)

دوسری رکعت پہلی سے لمبی نہ کرتے

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے کم کرتے۔ یعنی پہلی کے مقابلہ میں دوسری رکعت کو کچھ کم کرتے۔

(ابوداؤد: صفحہ۱۱۶، ابن ماجہ: صفحہ۵۹، نسائی: صفحہ۱۵۳، السعایہ: صفحہ۲۱۲)

علامہ ابن قیم نے زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آپ ہر نماز کی پہلی رکعت کو دوسری کے مقابلہ میں لمبی کرتے۔ (زادالمعاد: جلد۱صفحہ۲۱۳)

تشہد میں کس طرح بیٹھتے

حضرت وائل بن حجر کہتے ہیں کہ میں مدینہ حاضر ہوا اور میں نے یہ ارادہ کیا کہ نبی پاک ﷺ کی نماز کو دیکھوں چنانچہ آپ ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھے تو اپنے بائیں پیر کو بچھالیا اور اس پر بایاں ہاتھ رکھ کر یعنی بائیں ران پر، اور دائیں پیر کو کھڑا کر لیا۔

(ترمذی: صفحہ۶۵، ابن خزیمہ: صفحہ۳۴۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سنت یہ ہے کہ بائیں پیر کو بچھالو اور دائیں پیر کو کھڑا کر لو۔ (دارقطنی: صفحہ۳۴۹، ابوداؤد: صفحہ۱۴۲)

فائدہ:......قعدہ اولیٰ ہو یا قعدۂ ثانیہ احناف نے اسی طریقہ کو مسنون قرار دیا ہے۔

تشہد میں دایاں پیر کھڑا اور بایاں پیر بچھا لیتے

حضرت وائل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں آپ کے پیچھے نماز میں شریک ہوا جب آپ تشہد کے لئے بیٹھے تو بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھے۔ (طحاوی: صفحہ ۱۵۲، اعلاء السنن، سعید بن منصور)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ بائیں پیر کو بچھا لیتے اور دائیں پیر کو کھڑا رکھتے۔ (مسلم: صفحہ ۱۹۵)

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ جب آپ ﷺ تشہد کے لئے بیٹھے تو بائیں پیر کو بچھالیا اور اس پر بیٹھ گئے۔ بائیں ہاتھ کو بائیں ران پر رکھا اور دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھا۔ (جلد ا صفحہ ۱۵۳)

فائدہ:...... ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ تشہد پڑھنے کے وقت بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور دائیں کو کھڑا رکھے اور دونوں پیروں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رہے۔

پیروں کی انگلیوں کو رخ قبلہ رکھے

حضرت ابوحمید کی حدیث میں ہے کہ آپ بائیں پیر کو بچھا کر بیٹھتے اور دائیں پیر کے اوپری حصہ کو رخ قبلہ فرما لیتے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۳۹، ۲۵۴، عمدۃ القاری: صفحہ ۱۰۴)

فائدہ:...... پیروں کی انگلیوں کا رخ جانب قبلہ رکھنا مسنون ہے۔

(عمدۃ القاری: صفحہ ۱۰۶)

ہاتھوں کی انگلیاں کس طرح رکھے

دونوں گھٹنوں پر ہاتھ کی انگلیاں کشادہ اور سیدھی رکھ کر کے قبلہ کی جانب رکھے انگلیوں سے گھٹنوں کو نہ پکڑے کہ انگلیوں کا رخ زمین کی طرف ہو جائے یہی مسنون طریقہ ہے۔

(اعلاء السنن: صفحہ ۸۹، بحر الرائق: جلد ا صفحہ ۳۴۲)

اگر تیسری رکعت کے لئے اٹھنا ہو تو درود وغیرہ نہ پڑھتے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دو رکعت پر اس طرح بیٹھتے جیسے گرم پتھر پر یعنی بہت جلد اٹھ جاتے۔ (نسائی: صفحہ ۱۷۵)

فائدہ:...... یعنی جس طرح گرم پتھر پر آدمی بیٹھتا ہے تو جلد اٹھ جاتا ہے اسی طرح آپ بہت جلد صرف تشہد پڑھ کر بلا درود و دعا پڑھے اٹھ جاتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دو رکعت پر تشہد سے زیادہ نہ پڑھتے۔ (ابویعلی، مجمع الزوائد: جلد ۲ صفحہ ۱۴۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہمیں وسط صلوٰۃ (دو رکعت پر) اور آخر میں تشہد سکھاتے...... پھر فرمایا اگر وسط صلوٰۃ ہو تو تشہد سے فارغ ہوتے ہی آپ اٹھ جاتے اگر آخری تشہد ہوتا تشہد کے بعد جو اللہ چاہتا دعا فرماتے۔ پھر سلام پھیرتے۔ (مجمع الزوائد: صفحہ ۱۴۲، تلخیص الحبیر: جلد ۱ صفحہ ۱۹۸)

فائدہ:...... اگر فرض اور واجب نماز ہو تو تشہد کے بعد فوراً اٹھنا واجب ہے تاخیر کرنے سے اور درود پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہو جائے گا کبیری شرح منیۃ المصلی میں ہے کہ اگر التحیات کے بعد ''اللھم صلی علی محمد'' بھولے سے پڑھ لیا تو سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔ (صفحہ: ۳۳۰)

نفل میں دو رکعت پر تشہد کے بعد درود اور دعا وغیرہ کی اجازت ہے

نبی پاک ﷺ جب رات کی نماز پڑھتے تو ۹/ رکعت پڑھتے اور آٹھویں رکعت میں بیٹھتے، حمد کرتے، ذکر کرتے، پھر دعا کرتے، پھر کھڑے ہو جاتے اور سلام نہ کرتے۔ (یعنی تشہد کے بعد دعا پڑھ کر پھر مزید رکعت کے لئے کھڑے ہو جاتے۔) (ابن حبان، اعلاء السنن: صفحہ ۱۰۵)

فائدہ:......نفل نماز کے قعدہ اولیٰ کے بعد درود دعاوغیرہ پڑھ کر تیسری رات کے لئے کھڑے ہونا درست ہے اس سے سجدہ سہو لازم نہ آئے گا۔

تشہد میں دائیں گھٹنے پر دایاں اور بائیں گھٹنے پر بایاں ہاتھ رکھتے

حضرت ابوحمید الساعدی کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ دائیں گھٹنے پر دایاں ہاتھ، بائیں گھٹنے پر بایاں ہاتھ رکھتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ (ابن خزیمہ: صفحہ ۳۴۳)

مالک بن نمیر الخزاعی کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے رسول پاک ﷺ کو دیکھا کہ دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھے ہوئے تھے۔ (کنز العمال: جلد ۸ صفحہ ۱۲۷)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر رکھتے۔

(مسلم: صفحہ ۲۱۶، سنن کبری: جلد ۲ صفحہ ۱۳۰)

فائدہ:......تشہد میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر اور بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر اس طرح کر کے رکھے کہ انگلیوں کا رخ سیدھا قبلہ کی طرف رہے۔ لوگوں کی انگلیاں نیچے کی جانب جھکی رہتی ہیں۔ اس طرح انگلیوں کا رخ خلاف سنت ہے۔

ابن ہمام نے لکھا ہے کہ انگلیوں کے اطراف (سرے) گھٹنے کے کنارے پر رہیں۔ (فتح القدیر: صفحہ ۳۱۲) یعنی ران پر نہ رہیں۔

تشہد میں انگلیوں سے اشارہ کرتے

حضرت ابوحمید الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو موڑا، انگشت شہادت اور انگوٹھے کا حلقہ بنایا۔ پھر اشارہ کیا۔ (طحاوی: جلد ۱ صفحہ ۱۵۳)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھتے پھر اپنی انگلیوں کو موڑ لیتے۔ اور انگوٹھے کے بغل والے سے اشارہ فرماتے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۴۲)

حضرت مالک بن زبیر الخزاعی کی روایت میں ہے کہ میں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا کہ دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھے ہوئے انگشت شہادت کو اٹھائے (اشارہ) کر رہے ہیں۔ اور اسے تھوڑا جھکائے ہوئے تھے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۱۴۲)

فائدہ:...... ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ تشہد میں آپ ﷺ انگلیوں سے اشارہ فرماتے۔ اور یہ اشارہ کرنا مسنون ہے۔ بکثرت صحیح روایتوں سے یہ ثابت ہے۔

انگلی سے اشارہ کرنے کا مسنون طریقہ

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب تشہد کے لئے بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ اور انگوٹھے کو بیچ والی انگلی پر رکھتے۔ (دارقطنی: جلد ۱ صفحہ ۳۵۰، مسلم: صفحہ ۲۱۶)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو دائیں ہاتھ کو دائیں گھٹنے پر رکھتے، اور ۵۳/ عدد کے مطابق انگلیاں کرتے اور سبابہ: انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ (مسلم: صفحہ ۲۱۶)

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کی نماز کو نقل فرماتے ہوئے یہ کیا کہ دو انگلیوں کو سمیٹ لیا۔ اور اس کا حلقہ بنایا (اس کی تشریح کرتے ہوئے) بشر راوی نے ابہام اور وسطی کا حلقہ بنایا اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔

(ابوداؤد: صفحہ ۱۳۸، اعلاء السنن: صفحہ ۸۴)

فائدہ:...... ان روایتوں میں آپ ﷺ سے نماز میں تشہد کے وقت میں کلمہ شہادت کے وقت انگلیوں سے اشارہ کرنے کی کیفیت کا بیان ہے۔ اشارہ کی یہ روایتیں صحاح اور سنن میں بکثرت رواۃ سے مذکور ہیں۔ جس کی سنت پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

ان احادیث کو سامنے رکھ کر فقہاء محدثین نے اشارہ کے مسنون و ماثور طریقہ کی جو تشریح کی ہے وہ ۳/ طریقے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت سے یہ طریقہ ماخوذ ہے کہ چھوٹی اس کے بعد والی اور بیچ والی کو موڑ کر رکھے، انگشت شہادت کو چھوڑ دے، انگوٹھے کو انگشت شہات کی جڑ میں رکھے۔ (مرقات جدید: صفحہ ۶۲۴)

حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ طریقہ معلوم ہوتا ہے کہ انگوٹھے کو بیچ والی انگلی سے جو مڑی ہوئی ہو ملالے۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے یہ طریقہ معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹی انگلی اور اس کے بعد والی انگلی موڑے۔ بیچ والی اور انگوٹھے سے حلقہ بنالے۔

ملا علی قاری نے مرقات میں علامہ رافعی کے حوالہ سے ذکر کیا ہے۔ احادیث میں یہ سب طریقے وارد ہیں آپ ﷺ کبھی اس طریقہ سے کبھی اس طریقہ سے اشارہ فرماتے تھے۔

(مرقات جدید: صفحہ ۶۲۴)

ابن زبیر کی ایک روایت میں ہے کہ انگلیوں کو ران پر رکھتے ہوئے اشارہ فرماتے۔

(نیل الاوطار: صفحہ ۲۸۵)

ملا علی قاری نے اشارہ کی کیفیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے جمہور اصحاب کے نزدیک مختار طریقہ یہ ہے کہ ہتھیلی کو ران پر، گھٹنے پر رکھے، پھر جب لا الٰہ الا اللہ پڑھنے لگے تو چھوٹی اور اس سے بغل والی انگلی موڑ لے اور انگشت شہادت اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے۔ پھر لا کے وقت انگشت شہادت کو تھوڑا اٹھائے الا اللہ کے وقت گرادے۔

(اعلاء السنن: جلد ۳ صفحہ ۸۷)

اشارہ کے لئے انگلیوں کا حلقہ کب بنائے

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ جب کلمہ توحید پر آئے تو حلقہ بنائے۔

(اعلاء السنن: جلد ۳ صفحہ ۸۶)

احادیث کے الفاظ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب اشارہ کا وقت آتا تب انگلیوں

سے حلقہ بناتے۔ چنانچہ عاصم بن کلیب کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے انگلیوں کو موڑا اور انگشت شہادت سے اشارہ کیا۔ (اعلاء السنن: جلد۳ صفحہ۹۱)

حضرت وائل کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے دائیں کہنیوں کو دائیں ران پر رکھا، پھر دو انگلیوں کو موڑ لیا، حلقہ بنایا پھر انگلی کو اٹھایا (اور اشارہ کیا)۔

(نیل: جلد۲ صفحہ ۲۸۳، الفتح الربانی: صفحہ۱۴)

فائدہ:...... ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ اشارہ کے لئے انگلیاں شروع تشہد ہی سے موڑے خواہ جب کلمہ شہادت پر پہنچے تو حلقہ بنا کر اشارہ کرے۔ چنانچہ علامہ شامی نے شرح کبیر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اشارہ کے وقت انگلیوں کا حلقہ بنائے۔ امام محمد اور امام ابو یوسف سے یہی مروی ہے۔ (شامی: صفحہ۵۰۹)

اٹھاتے وقت انگلی کو حرکت نہ دیتے

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب انگلی سے اشارہ فرماتے تو اسے حرکت نہ دیتے۔ اور آپ ﷺ کی نگاہ انگلی کے مقام سے ادھر ادھر نہ جاتی۔

فائدہ:...... ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ اشارہ کرتے وقت انگلی ہلائے نہیں۔

(مرقات جدید: جلد۲ صفحہ۶۳۳، ابوداؤد: صفحہ۱۴۲)

اشارہ کے لئے انگلی کس کلمہ پر اٹھائے اور رکھے

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ لا الٰہ کے وقت اشارہ کے لئے انگشت شہادت اٹھائے اور ''الا اللہ'' کے وقت رکھ دے۔ (مرقات جدید: جلد۲ صفحہ۶۲۴، اعلاء السنن: صفحہ ۸۶)

درمختار اور شامی میں بھی ہے کہ لا کے وقت انگلی اٹھائے اور ''الا اللہ'' کے وقت گرا دے۔ (صفحہ:۵۰۹)

اعلاء السنن میں ہے کہ فتوی اس پر ہے کہ ''لا'' نفی کے وقت اٹھائے اور اثبات کے وقت گرا دے۔ (جلد۳ صفحہ۸۶ تا ۸۹)

ابن ہمام نے علامہ حلوانی کا قول لکھا ہے کہ ''لا الہ'' پر انگلی اٹھائے اور ''الا اللہ'' پر انگلی گرادے۔ (فتح القدیر: جلد ۱ صفحہ ۲۱۴)

انگشت شہادت کا رخ قبلہ کی طرف رکھے آسمان کی طرف نہیں

حضرت ابن عمرؓ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو انگلیوں کو (گھٹنے پر) بچھا کر رکھتے (یعنی پکڑتے نہیں کہ انگلیوں کا رخ فرش کی طرف ہو جائے)۔

(مشکوٰۃ: صفحہ ۸۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے انگشت شہادت سے قبلہ رخ اشارہ کیا۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۱۳۲)

حافظ ابن حجر کے حوالہ سے ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ سنت ہے کہ اٹھاتے وقت انگلی قبلہ رخ رہے۔ (مرقات جدید: جلد ۲ صفحہ ۶۲۴)

یعنی زیادہ اوپر نہ اٹھائے کہ آسمان کی طرف ہو جائے۔ امام نووی نے بھی لکھا ہے کہ رخ قبلہ کرتے ہوئے اشارہ کرے۔ (شرح مسلم: صفحہ ۲۱۶)

انگلیوں کا حلقہ آخر نماز تک باقی رکھے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے۔ اور انگوٹھے کے بغل والی انگلی سے اشارہ کرتے اور آپ کا بایاں ہاتھ گھٹنے پر پھیلا ہوا رہتا۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۱۳۱)

مالک ابن نمیر خزاعی کی روایت میں ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ کو نماز میں قعدہ کی حالت میں دیکھا کہ دائیں ہاتھ کو دائیں ران پر رکھے ہوئے انگشت شہادت کو تھوڑا اٹھائے ہوئے دعا پڑھ رہے تھے۔ یعنی اشارہ۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۱۳۱)

فائدہ:...... ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ انگلیوں کا حلقہ آخری تشہد تک باقی رہے، اسی طرح رہنے دے۔ (مرقات جدید: صفحہ ۶۳۵)

حضرت عقبہ ابن مکرم کی حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ یہ حلقہ انگلیوں کا آخری نماز تک باقی رہے۔ محلی شرح موطا میں بھی ہے کہ یہ حلقہ آخری تشہد تک باقی رکھے ابن حجر مکی نے بھی زکر کیا کہ یہ حلقہ آخری تشہد تک باقی رکھے۔ (اعلاء السنن: صفحہ ۸۹)

یعنی اشارہ کرنے کے بعد انگلیوں کا حلقہ کھول کر گھٹنوں پر پھیلائے نہیں۔

اشارہ کرتے ہوئے نگاہ انگلی پر رکھے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھتے اور انگلی سے اشارہ کرتے اور نگاہ اسی پر رکھتے۔ اور کہتے فرمایا رسول پاک ﷺ نے یہ (اشارہ) شیطان پر لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ (مسند احمد، الفتح: جلد ۳ صفحہ ۱۵)

فائدہ:...... تشہد میں بیٹھتے وقت نگاہ دونوں گھٹنوں کے درمیان یا گھٹنوں پر رہے اور اشارہ کرتے وقت انگلی پر نگاہ رکھنا مسنون ہے، ادھر ادھر نگاہ رکھنا خلاف سنت ہے۔

اشارہ ایک انگلی سے کرنا سنت ہے دو سے نہ کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے نماز میں دو انگلیوں سے اشارہ کیا تو آپ نے فرمایا ایک سے، ایک سے۔ (ترمذی: صفحہ ۶۵، نسائی: صفحہ ۱۸۷، بیہقی)

فائدہ:...... حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ نے ایک انگلی سے اشارہ کیا۔ (نسائی: صفحہ ۱۷۳، سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۳۰)

حضرت صالح کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت سعد (بن وقاص) کو دیکھا کہ وہ دو انگلیوں سے اشارہ کرتے ہیں تو آپ نے ان سے فرمایا ایک سے ایک سے۔

(سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۳۱)

فائدہ:......صرف انگشت شہادت سے اشارہ کرے، دو انگلی سے اشارہ کرنا ممنوع ہے۔
(اعلاء السنن: صفحہ ۸۹)

اگر کسی کی انگلی شہادت کٹی ہوئی ہو، یا کچھ ہوگیا ہو تو اسے دوسری کسی انگلی سے اشارہ کرنے کی اجازت نہیں بلکہ اشارہ چھوڑ دے۔ (کذافی شرح المسلم للنووی: جلد ا صفحہ ۲۱۶)

اشارہ کرتے وقت کیا نیت کرے

ابوالقاسم مقسم کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تو انگلی سے اشارہ فرماتے تو مشرکین کہتے یہ ہمیں جادو کرتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ توحید کا ارادہ فرماتے تھے۔
(سنن کبری: جلد ۲ صفحہ ۱۳۳)

علامہ نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ جب انگلی سے اشارہ کرے تو توحید اللہ کی وحدت کی نیت کرے۔ (جلد ا، صفحہ ۲۱۶)

تشہد میں عورتوں کے بیٹھنے کا طریقہ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ عورت جب نماز پڑھے تو سرین کے بل بیٹھے اور اپنی رانوں کو ملائے رکھے۔ (مغنی ابن قدامہ: جلد ا صفحہ ۵۶۲)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ عورتوں کو حکم دیتے تھے کہ وہ تربع اختیار کریں۔

حضرت عطا فرماتے ہیں کہ عورتوں کی ہیئت اور حالت بیٹھنے میں مردوں کی طرح نہیں ہے۔
(ابن ابی شیبہ: جلد ا صفحہ ۲۳۹)

محمد بن اسحاق نے ابن لجلاج سے نقل کیا ہے کہ عورتیں مردوں کی طرح نہ بیٹھیں گی بلکہ اپنی سرین پر۔ (ابن ابی شیبہ: صفحہ ۲۷۰، عمدۃ القاری: جلد ۶ صفحہ ۱۰۱)

عطا کہتے ہیں عورتیں بائیں رخ پر (سرین پر) بیٹھیں گی۔ (ابن ابی شیبہ: جلد ا صفحہ ۲۷۱)

ابن ہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں کہ عورتیں تورک کریں گی یعنی اپنے دونوں پیروں کو دائیں

جانب نکال لیں گی اور بائیں سرین پر بیٹھیں گی چونکہ اس طرح بیٹھنے میں پردہ زائد ہے۔

(فتح القدیر: جلد ۱ صفحہ ۳۱۲)

اسی طرح علامہ طحطاوی مراقی الفلاح کی شرح میں لکھتے ہیں: عورت کے لئے تورک کی شکل بہتر ہے اس طرح کہ اپنی ران کو ران پر رکھیں گی۔ اور سیرین کے بل بیٹھیں گی اور پیروں کو نکال لیں گی چونکہ اس ہیئت میں بیٹھنے سے ستر کی رعایت زیادہ ہے۔ (طحطاوی: جلد ۱ صفحہ ۱۴۶)

علامہ عینی نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ عورتیں مردوں کی طرح نہ بیٹھیں گی۔

(عمدۃ القاری: جلد ۶ صفحہ ۱۰۱)

حضرت نافع نے حضرت ابن عمر کے متعلق بیان کیا کہ ان سے پوچھا گیا کہ عورتیں کس طرح نماز آپ ﷺ کے زمانہ میں پڑھتی تھیں حضرت ابن عمر نے بیان کیا کہ چہار زانوں بیٹھتی تھیں پھر ان کو حکم دیا گیا کہ سرین پر بیٹھیں (ستر کی وجہ سے)۔ (جامع المسانید: جلد ۱ صفحہ ۴۰۰، اعلاء السنن: صفحہ ۲۰)

ابن النجیم نے البحر میں لکھا ہے کہ عورت تورک کرے گی اور یہ کہ اپنی انگلیوں کو کھڑی نہ رکھیں گی۔ (البحر الرائق: جلد ۱ صفحہ ۳۳۹)

تشہد کون سا پڑھنا بہتر ہے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میری ہتھیلی آپ کی ہتھیلی کے درمیان تھی اور آپ ﷺ تشہد پڑھا رہے تھے جس طرح کہ قرآن سکھاتے تھے جب تشہد میں بیٹھے تو یہ پڑھا:

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوات وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ
اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى
عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ...... أَشْهَدُ أَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ
اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

(بخاری: صفحہ ۱۱۵، مسلم: صفحہ ۱۷۴، ابوداؤد: صفحہ ۱۳۹، ترمذی: صفحہ ۶۵، ابن ماجہ: صفحہ ۶۴)

تشہد کے متعلق مختلف صیغے آپ ﷺ سے منقول ہیں ان میں تشہد ابن مسعودؓ سب سے زیادہ بہتر ہے کہ بقول امام ترمذی ''اصح ما فی الباب'' آپ نے اس کو قرآن پاک کے

اہتمام کی طرح یاد کرایا اور سکھایا ہے خود آپ نے اسے اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ خصیف سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھا تو پوچھا لوگ تشہد کے بارے میں بہت اختلاف کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا تم پر ابن مسعود والا تشہد لازم ہے۔ جو صیغے اور کلمے ابن مسعود کی روایت میں ہیں علامہ نووی نے اس کی صحت پر محدثین کا اتفاق نقل کیا ہے۔ (عمدۃ القاری: جلد ۶ صفحہ ۱۱۵)

آپ ﷺ نے اس کو سکھایا اور پھر لوگوں کو سکھانے کا حکم بھی دیا۔

تشہد کے بعد درود شریف پڑھے

آپ ﷺ نے حضرت ابو بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا جب تم نماز میں بیٹھو تو تشہد اور مجھ پر درود نہ چھوڑو۔ یہ نماز کی زکوٰۃ ہے تمام انبیاء و رسل پر سلام بھیجو۔ اللہ کے برگزیدہ بندوں پر سلام بھیجو۔ (دار قطنی: صفحہ ۳۵۵)

سہل بن سعد سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی نماز نہیں جو اپنے نبی پر درود نہ پڑھے۔ (دار قطنی: صفحہ ۳۵۵)

فائدہ:...... اگر آخری قعدہ ہے تو تشہد کے بعد درود پاک کا پڑھنا سنت ہے اور درود ابراہیمی کا پڑھنا بہتر ہے۔ (کبری: صفحہ ۳۳۴)

نماز میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنے کو فرماتے

فضالہ بن عبید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جس نے نماز پڑھی مگر نہ خدا کی حمد، بڑائی بیان کی اور نہ نبی پاک ﷺ پر درود پڑھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس نے جلد بازی کی اور اسے بلایا اور فرمایا جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اولاً خدا کی حمد و ثنا کرے (جیسا کہ شروع رکعت میں پڑھا جاتا ہے) پھر درود شریف پڑھے پھر دعا پڑھے۔ (سنن کبری: جلد ۲ صفحہ ۱۴۸)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم

دو رکعت پر بیٹھو (اور یہ قعدۂ اخیرہ ہو) التحیات پڑھو پھر نبی پاک ﷺ پر درود بھیجو پھر دعا کرو۔
(سنن کبریٰ: جلد ا صفحہ ۱۴۸)

ابوالاحوص اور ابو عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ تشہد پڑھے پھر درود پاک پڑھے پھر دعا کرے۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۱۴۹)

درود پاک کے بعد کیا دعا پڑھے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز میں (تشہد و درود کے بعد) یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَاثَمِ وَالْمَغْرَمِ

(بخاری: صفحہ ۱۱۵، نسائی: صفحہ ۱۹۳، بخاری مسلم)

ترجمہ:...... ''اے اللہ میں عذاب قبر سے۔ اور مسیح دجال کے فتنے سے اور میں گناہ سے اور بوجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔''

فائدہ:...... نماز کی دعا میں ان امور اربعہ سے پناہ مانگنے کا حکم ہے چنانچہ مسلم میں مرفوعاً یہ حدیث ہے کہ تشہد کے بعد چار چیزوں سے پناہ مانگو۔ (کبریٰ: صفحہ ۳۳۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ تشہد کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ (ابوداؤد: صفحہ ۱۴۱)

ترجمہ:...... ''اے اللہ عذاب دوزخ سے عذاب قبر سے دجال کے فتنہ سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔''

حضرت صدیق اکبرؓ کو ایک دعا کی تعلیم

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ ﷺ سے درخواست کی کوئی دعا مجھے بتادیجئے جو میں نماز میں پڑھا کروں تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا پڑھو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

(بخاری: صفحہ ۱۵۵، نسائی: جلد ۱ صفحہ ۱۹۲، ابن خزیمہ: جلد ۲ صفحہ ۳۰)

ترجمہ:...... ''اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور کوئی گناہ کو معاف نہیں کرسکتا، مگر آپ، پس آپ اپنی طرف سے میری مغفرت فرما دیجئے اور رحم فرمائیے یقیناً آپ بخشنے والے نہایت مہربان ہیں۔''

معاذ بن جبلؓ کو ایک دعا کی تعلیم

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے مجھ سے ملاقات فرمائی تو مجھ سے فرمایا: اے معاذ میں تم سے محبت کرتا ہوں تو میں نے آپ ﷺ سے کہا خدا کی قسم اے اللہ کے رسول ﷺ! میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تم اس دعا کو ہر نماز میں پڑھا کرو۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ

ترجمہ:...... ''اے اللہ اپنے ذکر اور شکر اور اچھی عبادت سے میری مدد فرما۔'' (الفتح مسند احمد: صفحہ ۳۷)

نماز میں تشہد کے بعد دعا اور تعوذ کا حکم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا (تشہد کے بعد) جو بہتر دعا ہو اسے پڑھو۔ (بخاری: جلد ا صفحہ ۱۱۵، سنن کبری: صفحہ ۱۵۳)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ تشہد پھر درود پھر اپنے لئے دعا کرے۔ (صفحہ: ۱۵۳)

فضالہ بن عبید سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھ پر درود بھیجو پھر اپنے لئے جو چاہو دعا کرو۔ (نسائی: صفحہ ۱۹۱، بیہقی، حاکم، الفتح: جلد ۳ صفحہ ۲۲)

فائدہ:...... خیال رہے نماز میں سلام سے قبل درود کے بعد دعا آپ ﷺ سے ثابت ہے آپ ﷺ نے حکم بھی دیا ہے اور مسنون بھی ہے نماز میں دعا عربی میں ہوگی ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی ایسی دعا نہ ہو جو کلام الناس کے مشابہ ہو بہتر ہے کہ جو دعا آپ ﷺ سے ثابت ہے وہ پڑھے جس کا ذکر (الدعاء المسنون) میں ہے جو دعاؤں پر بہت جامع کتاب ہے۔

دعا کے بعد دائیں بائیں جانب سلام فرماتے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ دائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ یہاں تک کہ دایاں رخسار مبارک نظر آ جاتا پھر بائیں جانب رخ پھیرتے اور فرماتے السلام علیکم ورحمۃ اللہ یہاں تک کہ بایاں رخسار مبارک نظر آ جاتا۔ (مشکوٰۃ: صفحہ ۸۸، ابن ماجہ، نسائی: صفحہ ۱۹۵)

حضرت عامر بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دائیں بائیں جانب سلام اس طرح پھیرتے کہ رخسار مبارک کی سفیدی نظر آ جاتی۔

(مسلم: صفحہ ۲۱۶، مشکوٰۃ: صفحہ ۸۷)

فائدہ:...... آپ ﷺ دائیں بائیں جانب دونوں طرف سلام پھیرتے اولاً دائیں

جانب پھر بائیں جانب اور یہ کہ رحمۃ اللہ تک ہی کہتے، نماز کے سلام میں برکاتہ کہنا درست نہیں بدعت اور ممنوع ہے۔ (اعلاء السنن: صفحہ ۱۴۳) آپس کے سلام میں اس کی اجازت ہے۔

سلام میں چہرہ مبارک پورا دائیں بائیں موڑتے

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دائیں بائیں جانب اس طرح سلام پھیرتے کہ رخسار مبارک کی سفیدی نظر آجاتی۔ (نسائی: صفحہ ۱۹۵)

فائدہ:...... اس سے معلوم ہوا کہ سلام پھیرتے وقت چہرے کو پوری طرح دائیں کندھے اور بائیں کندھے کی طرف موڑے بعض لوگ تھوڑا سا رخ کرتے ہیں اور سلام پھیر دیتے ہیں گردن پوری طرح نہیں موڑتے سو یہ خلاف سنت ہے۔

سلام میں اللہ کے زیر کو ادا نہ کرے اور نہ سلام پر مد کرے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حذف سلام سنت ہے۔

(ترمذی: جلد ۱ صفحہ ۶۶، ابن خزیمہ: جلد ۱ صفحہ ۳۶۲)

فائدہ:...... مطلب یہ ہے کہ رحمۃ اللہ کی ہا پر سکون، وقف کرے، زیر نہ پڑھے بعض جاہل امام کو دیکھا گیا ہے کہ پہلے سلام میں اللہ کی ہا پر زیر پڑھتے ہوئے دوسرے سلام سے ایک سانس میں ملا دیتے ہیں یہ درست نہیں، دونوں سلام الگ الگ سکون کے ساتھ ہونا چاہئے اور سلام میں الف کو زیادہ مد کی طرح نہ کھینچنا چاہئے کہ یہ منع ہے۔

سلام پھیرتے وقت کیا نیت کرے

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم امام کو سلام کریں اور ایک دوسرے پر سلام کریں۔ (ابن ماجہ: صفحہ ۶۶، تلخیص: صفحہ ۱۰۵)

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا پھر دائیں بائیں جانب سلام پھیرتے ہوئے اپنے بھائی کی نیت کرے۔ (مسلم: جلد ۱ صفحہ ۱۸۱)

فائدہ:......سلام پھیرتے وقت اس طرح نیت کرنا مسنون ہے مقتدی سلام اول میں دائیں جانب کے مقتدی اور فرشتوں کی نیت کرے اور بائیں جانب میں بائیں جانب کے مقتدی اور فرشتوں کی نیت کرے مقتدی امام کی بھی نیت کرے اگر امام بالکل سامنے بیچ میں ہی ہے تو دائیں سلام میں اس کی نیت کرے اگر دائیں یا بائیں جانب ہے تو پھر اس رخ میں جس رخ میں امام ہو سلام کی نیت کرے۔ (ہدایہ بنایہ: جلد۲ صفحہ ۲۵۷)

سلام کے بعد آپ ﷺ دائیں جانب کا رخ فرماتے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اکثر آپ ﷺ کو دیکھا کہ دائیں جانب رخ پھیر لیتے تھے (نماز سے فارغ ہونے کے بعد)۔ (مسلم: جلد۱ صفحہ ۲۴۷)

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگ تمنا کرتے تھے کہ نماز میں دائیں جانب رہیں کہ آپ ﷺ کا رخ ہماری جانب رہے۔ (مسلم: جلد۱ صفحہ ۲۴۷)

فائدہ:......نماز سے فارغ ہونے پر اکثر آپ ﷺ دائیں جانب رخ فرمالیتے تھے اسی وجہ سے حضرات صحابہ یہ تمنا کرتے تھے کہ ہم دائیں جانب رہیں تاکہ آپ کا مواجہ ہو اور آپ ﷺ کا سامنا مبارک ہو۔

کبھی دائیں اور بائیں دونوں جانب حسب موقع رخ فرماتے

قبیصہ بن ہلب کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ امامت فرماتے دائیں جانب کبھی بائیں جانب رخ فرماتے۔ (ترمذی: صفحہ ۶۶، عمدۃ القاری: صفحہ ۱۴۳)

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نماز پڑھ لیتے تو ہماری جانب رخ فرماتے۔ (بخاری: صفحہ ۱۱۸)

عمر بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ دائیں اور بائیں جانب رخ پھیر لیتے تھے۔

فائدہ:......علامہ عینی ان روایات مذکورہ کی شرح میں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے

متعلق دونوں قسم کی روایتیں ہیں، کبھی دائیں جانب کبھی بائیں جانب نماز سے فراغت پر رخ فرما لیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ اکثر دائیں جانب رخ فرماتے تھے۔ (عمدۃ: صفحہ ۱۴۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں اگر آپ کو دائیں جانب کوئی ضرورت ہوتی تو دائیں رخ اور بائیں جانب کوئی ضرورت ہوتی تو بایاں رخ مڑ کر جاتے۔

(عمدۃ: صفحہ ۱۴۳)

فائدہ: ...... خیال رہے کہ دائیں بائیں جانب رخ کرنے کی متعدد وجہیں ہوتی تھیں:

❶ ...... کبھی امور آخرت، مسائل دینیہ کی باتیں بتاتے تھے۔ علامہ عینی لکھتے ہیں جو حضرات پند و نصیحت کے اہل ہیں ان حضرات کے لئے ہے کہ وہ مصلیٰ کی طرف دائیں یا بائیں رخ کر کے بیان کریں۔ (عمدۃ: جلد ۲ صفحہ ۱۳۶)

❷ ...... کبھی اس لئے مڑتے کہ نماز کے بعد مجلس وعظ و نصیحت مسجد میں منعقد فرماتے۔ اور دائیں رخ اس لئے اختیار فرماتے کہ اس کو شرف حاصل ہے۔

(فتح الباری: صفحہ ۲۸۰، اعلاء السنن: صفحہ ۱۵۱)

③ کبھی آپ ﷺ حجرہ مبارکہ میں جانے کے لئے بائیں رخ اختیار فرماتے کہ مسجد کے بائیں جانب حجرہ تھا۔ (اعلاء السنن: صفحہ ۱۵۱)

④ فجر کے بعد عموماً خواب معلوم کرنے اور بتانے کے لئے بھی رخ موڑ لیتے تھے علامہ طحطاوی فرماتے ہیں امام کے لئے یہ ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنت نہیں ہے خواہ دائیں جانب یا بائیں جانب متوجہ ہو جائے۔ (صفحہ: ۳۶۳)

مراقی الفلاح میں ہے کہ مستحب ہے کہ امام سلام و دعا کے بعد دائیں جانب سنت و نوافل کے لئے ہو جائے۔ عصر اور فجر کے بعد دائیں یا کبھی بائیں جانب متوجہ ہو کر ذکر و دعا کرے، اور جن نمازوں کے بعد سنت ہے، متصلاً بلا بیٹھے مختصر دعا مانگ کر سنت میں مشغول ہو جائے۔

(کبری: صفحہ ۳۴۱، اعلاء السنن: جلد ۳ صفحہ ۱۵۲)

فرض نماز کے بعد کس مقدار دعا مانگتے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز کے بعد سلام پھیرتے تو صرف اس دعا کی مقدار بیٹھتے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (ابن خزیمہ: صفحہ ۳۶۳)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے اور یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ يَاذَالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ تک۔ (ابوداؤد: صفحہ ۲۱۳، ابن خزیمہ: صفحہ ۳۶۳)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز سے جب سلام پھیرتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَالْمُؤَخِّرُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (ابوداؤد: صفحہ ۲۱۲)

ترجمہ: ......"اے اللہ ہمارے اگلے پچھلے مخفی ظاہر اور ہماری زیادتی کو معاف فرما آپ ہم سے خوب واقف ہیں آپ ہی اول آپ ہی آخر ہیں آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

فائدہ: ......فرض نماز کے بعد دعائیں آپ سے بکثرت روایات میں ثابت ہیں۔ سلام سے فارغ ہونے کے بعد دعا مانگنی سنت ہے۔ خیال رہے کہ جن نمازوں کے بعد سنت ہے اس کے بعد دعا مختصر مانگنی چاہئے۔ مثلاً "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ" کے مقدار جیسی دعائیں، طویل مانگنی خلاف سنت ہے۔ شرح منیہ میں کبیری نے اور الدر المختار میں علامہ حصکفی نے لکھا ہے جن نمازوں کے بعد سنت ہے "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ" کی مقدار سے زائد رکنا اور دعاء کرنا مکروہ ہے۔ بلکہ جلد ہی سنت کی ادائیگی میں لگ جائے۔

(صفحہ: ۳۴۱، شامی: صفحہ ۵۳)

خیال رہے کہ یہ امام کے حق میں ہے۔ تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے گنجائش ہے۔ (کبری: صفحہ ۳۴۲)

جن نمازوں کے بعد سنت نہیں ہے اس میں کچھ طویل کی اجازت ہے احادیث میں جو نماز کے بعد طویل اور مختلف دعائیں ثابت ہیں وہ ان نمازوں کے بعد ہیں جن کے بعد سنت نہیں ہے۔ (اعلاء السنن: صفحہ ۱۵۴)

شمس الائمہ حلوانی نے فرض کے بعد اذکار اور اوراد کی اجازت دی ہے اور کہا کہ "لا باس به"۔

(طحطاوی مراقی الفلاح، اعلاء السنن: جلد ۳ صفحہ ۱۵۴)

اسی طرح علامہ شامی اور دیگر فقہاء نے بھی فرض کے بعد اذکار و وظائف کی اجازت دی ہے۔ (شامی: جلد ا صفحہ ۵۳)

سلام کے بعد استغفار فرماتے

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو تین مرتبہ استغفار فرماتے۔ (مسلم: صفحہ ۲۱۸، نسائی: صفحہ ۱۹۶، ابن خزیمہ: جلد ا صفحہ ۳۶۳)

امام اوزاعی نے کہا کہ آپ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ" کہتے تھے۔ (مسلم: جلد ا صفحہ ۲۱۸)

حضرت عبد اللہ بن زبیر سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز کے بعد "لا الہ الا اللہ" فرماتے۔

(مسلم: جلد ا صفحہ ۲۱۸)

سلام کے بعد تکبیر کہتے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کا علم ہم لوگوں کو تکبیر کی آواز سے ہوتا۔ (بخاری: جلد ا صفحہ ۱۱۶، نسائی: صفحہ ۱۹۶)

فائدہ:...... اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ایک مطلب یہ بیان کیا ہے کہ نماز کے بعد ایک مرتبہ یا تین مرتبہ اللہ اکبر فرماتے۔ (حاشیہ نسائی: صفحہ ۱۹۶)

حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا کہ ممکن ہے آپ تسبیح و تحمید سے قبل اللہ اکبر ادا فرماتے ہوں۔

(فتح الباری: جلد ۲ صفحہ ۳۲۶)

سلام کے بعد کا ایک عمل

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو دائیں ہاتھ کو سر پر رکھتے ہوئے یہ دعا پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآاِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّی الْھَمَّ وَالْحُزْنَ (الدعاء للطبرانی: ع ۱۰۹۶، زاد المعاد: صفحہ ۳۰۲)

سلام کے بعد آیت الکرسی

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا اس کے لئے جنت سے روکنے والی چیز صرف موت ہوگی۔

(عمل الیوم، للنسائی: صفحہ ۱۸۲، زاد المعاد: صفحہ ۳۰۳)

حضرت عبداللہ بن حسن کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا وہ دوسری نماز کے آنے تک خدا کی حفاظت میں رہے گا۔

(الدعاء صفحہ ۱۱۰۳، مجمع: جلد ۲ صفحہ ۱۵۱، زاد المعاد: صفحہ ۳۰۴)

فرض نماز کے بعد آپ ﷺ کیا ذکر فرماتے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ سلام کے بعد یہ پڑھتے:

لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ. لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ

(ابوداؤد: صفحہ ۲۱۱، مسلم: صفحہ ۲۱۸)

ترجمہ:...... ''اللہ کے سوا اس کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی

شریک نہیں اسی کے لئے تعریف ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کے لئے خالص تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں اسی کے لئے خالص دین ہے اگر چہ کافر کو پسند نہ ہو۔"

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نماز کے بعد یہ پڑھتے:

لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. اَللّٰهُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَامُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَايَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (بخاری: صفحہ ۱۱۷)

ترجمہ:...... "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت اسی کے لئے تعریف وہ ہر شے پر قادر ہے۔ اے اللہ جسے آپ دیں اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے نہ دیں اسے کوئی دینے والا نہیں۔ اور مالداروں کو مالداری نفع نہیں دیتی۔"

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جو اسے فرض نماز کے بعد پڑھے گا قیامت کے دن اس پر میری شفاعت واجب ہے:

اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِيْلَةَ وَاجْعَلْهُ فِي الْمُصْطَفَيْنَ مُحَبَّتَهٗ وَفِي الْعَالِيْنَ دَرَجَتَهٗ وَفِي الْمُقَرَّبِيْنَ دَارَهٗ

(مجمع الزوائد: صفحہ ۱۱۲)

ترجمہ:...... "اے اللہ محمد ﷺ کو وسیلہ سے نوازیئے۔ اور منتخب لوگوں میں ان کو محبوب بنا دیجئے اور بلند مقام میں ان کو درجہ دیجئے اور مقربین میں ان کا ٹھکانہ بنا دیجئے۔"

کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ نماز کے بعد ایسے اذکار ہیں جس کا پڑھنے والا نامراد نہیں ہوگا۔ ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر۔

(ترغیب: جلد ۲ صفحہ ۴۵۰، مسلم: صفحہ ۲۹۱)

فائدہ:...... نماز کے بعد آپ ﷺ سے متعدد اذکار دعائیں مروی ہیں۔ جن کا مفصل بیان ''الدعاء المسنون'' میں مذکور ہے۔ وہاں اس کی تفصیل دیکھئے۔ اکثر و بیشتر آپ ﷺ ۳ مرتبہ استغفار فرماتے۔

فرض کی جگہ سنت ادا نہ فرماتے جگہ بدل دیتے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ سنت یہ ہے کہ امام سلام پھیرے تو اسی جگہ نفل نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ اس جگہ سے ہٹ جائے یا گفتگو سے فصل نہ پیدا کر دے۔

(سنن کبری: صفحہ ۱۹۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی فرض کے بعد نفل پڑھنے کا ارادہ کرے تو آگے پیچھے یا دائیں بائیں ہو جائے۔

(سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۹۰، فتح: جلد ۲ صفحہ ۳۳۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ امام اسی جگہ نماز نہ پڑھے (جس جگہ فرض ادا کیا ہے)۔ (فتح الباری صفحہ ۳۳۴ جلد ۲)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ جب ادا فرما لیتے (فرض نماز) تو فوراً ہٹ جاتے یا تو کھڑے ہو جاتے یا منحرف ہو جاتے دائیں جانب یا بائیں جانب۔ (عمدۃ القاری: صفحہ ۱۲۹)

حضرت عطا نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جیسے آپ نے نماز پڑھی ویسے ہی کھڑے ہوئے۔ (یعنی اس جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ آ گئے۔ پھر میں نے حضرت ابو بکر کے پیچھے نماز پڑھی نماز سے فارغ ہوئے تو فوراً ہٹے گویا تیزی سے کود کر ہٹ گئے۔ (عمدۃ: صفحہ ۱۳۹)

فرض کی جگہ نفل و سنت نہ پڑھتے

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا امام اسی

جگہ نماز (نفل نہ پڑھے جس جگہ فرض پڑھا ہے)۔ (سنن کبریٰ صفحہ ۱۹۰)

حضرت عطأ کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دیکھا کہ ایک شخص کو دھکا دیا جو اسی فرض کی جگہ نفل پڑھ رہا تھا اور فرمایا کہ میں نے اسی وجہ سے دھکا دیا تا کہ آگے یا پیچھے ہو جاؤ۔ (سنن کبریٰ: صفحہ ۱۹۱)

حفص ابن غیاث کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب نماز سنت پڑھتے تو اسی جگہ سے ہٹ جاتے جہاں (فرض نماز پڑھتے)۔ (سنن کبریٰ: جلد ۲ صفحہ ۱۹۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اس بات سے عاجز ہے کہ جب سنت ونفل پڑھنے کا ارادہ کرے تو آگے پیچھے ہو جائے۔ دائیں جانب یا بائیں جانب سے ہٹ جائے۔ (سنن کبریٰ صفحہ ۱۹۰ جلد ۲)

حضرت معاویہ نے سائب بن یزید سے کہا کہ (جب کہ وہ فرض کی جگہ سنت ادا کر رہے تھے) کہ جب تم جمعہ پڑھ لو تو اسی جگہ دوسری نماز نہ پڑھو یا وہاں سے ہٹ جاؤ یا بات وغیرہ کر لو کہ رسول پاک ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ایک نماز کے ساتھ دوسری نماز کو نہ ملائیں چاہے گفتگو کر لیں یا ہٹ جائیں۔ (مسلم: جلد ۱ صفحہ ۱۸۸، سنن کبریٰ: صفحہ ۱۹۱)

فائدہ:...... ان تمام روایتوں کا حاصل یہ ہے کہ جس مقام پر فرض ادا کیا گیا ہے اسی مقام پر نفل وسنت ادا نہ کرے بلکہ ذرا ہٹ جائے۔ امام کے لئے تو اسی جگہ سنت کا ادا کرنا مکروہ ہے چنانچہ اعلاء السنن میں ہے۔ حدیث اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ امام کا فرض کی جگہ سنت ادا کرنا ممنوع ہے کم از کم اس سے کراہت آئے گی جوہرہ میں ہے کہ اسی جگہ سنت امام کے لئے مکروہ ہے۔ صاحب المراقی نے کہا کہ امام کے لئے مستحب ہے کہ سنت ونفل کے لئے اس مقام سے ہٹ جائے اسی طرح مقتدی کے لئے بھی۔ (اعلاء: صفحہ ۳۴۴)

اسی طرح درمختار اور شامیہ میں بھی ہے اسی جگہ ادا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی: صفحہ ۵۳۱)

امام کے مقابلہ میں مقتدی کے لئے کچھ گنجائش ہے گو اس کے لئے بھی مستحب ہے یہی ہے کہ فرض کے بعد سنت کے لئے الگ ہٹ جائے۔ (شامی: جلد ۱ صفحہ ۵۳۱)

حضرت سائب اور ابو ہریرہ اور آثار ابن مسعود حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

یہ معلوم ہورہا ہے کہ مقتدی بھی فرض کی جگہ سے ہٹ کر سنت ونوافل ادا کرے چنانچہ سائب اورابوہریرہ کی حدیث سے مقتدی کے لئے بھی تحول ثابت کیا گیا ہے، کمافی اعلاء صفحہ ۳۳۰ چنانچہ طحطاوی میں ہے کہ قوم یعنی مقتدی کے لئے مستحب ہے کہ ہٹ جائے تاہم اگر بھیڑ اور ازدحام ہوتو اسی جگہ پڑھ لے گردنوں کو پھاند کر نمازیوں کو اس مستحب کی ادائیگی میں پریشان نہ کرے، نہ کسی نماز پڑھنے والے کے آگے سے گزرے۔

عموماً لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ جگہ بدلنے کے لئے جو ایک امر مستحب اور بہتر ہے کوئی واجب ولازم نہیں مصلیوں کے آگے سے گزرتے ہیں لوگوں کی گردنوں کو پھاندتے ہیں سو یہ درست نہیں اس سے لوگوں کو اذیت ہوتی ہے مسبوق کو بقیہ نماز ادا کرنے میں زحمت ہوتی ہے ایک امر مستحب کی ادائیگی کے لئے مصلی کے آگے سے گزرنے کا گناہ اور لوگوں کو اذیت کا گناہ حاصل کرنا تقاضہ ایمانی اور عقل شرافت کے خلاف ہے اسی مقام پر سنت ونوافل ادا کریں کوئی مکروہ تحریمی اور ناجائز نہیں ہے۔

چنانچہ بخاری میں ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اسی جگہ سنت ادا کر لیتے تھے۔ ان سے دونوں قسم کی روایت ثابت ہے، ہٹ کر پڑھنا، اور دوسروں کو بھی اس کی تعلیم دینا اور اسی جگہ پڑھ لینا۔ جیسا موقعہ دیکھا ویسا کر لیا مثلاً تنگی، بھیڑ ازدحام دیکھا وہیں پڑھ لیا یا اس وجہ سے کہ لوگ لازم اور ضروری قرار نہ دے دیں وہیں پڑھ لیا کریں۔

فرض نماز کے بعد دعا کے متعلق ایک تحقیق

سلام کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا فرماتے

محمد بن یحیٰ اسلمی کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ سلام سے پہلے کی دعا میں ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہا ہے تو اس شخص سے فراغت نماز پر کہا کہ نبی ﷺ ہاتھ اٹھا کر دعا اس وقت فرماتے جب نماز سے فارغ ہو جاتے۔

(ابن ابی شیبہ: اعلاء السنن: جلد ۳ صفحہ ۱۶۱)

اسود عامری نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے نبی پاک ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھی۔ جب سلام پھیرا تو دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کی۔

(ابن ابی شیبہ، اعلاء السنن: جلد ۳ صفحہ ۱۶۴)

حضرت سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ ہمارے والد نے کہا جب آپ ﷺ دعا فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے پھر دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔

(ابوداؤد: صفحہ ۱۸۷)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا فرض نماز سے فارغ ہو کر جو بندہ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگے، تو اللہ پاک کا حق ہے کہ اسے نامراد خالی ہاتھ نہ لوٹائے:

اَللّٰھُمَّ اِلٰھِیْ وَاِلٰہَ اِبْرَاھِیْمَ وَاِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ وَاِلٰہَ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ اَسْئَلُکَ اَنْ تَسْتَجِیْبَ دَعْوَتِیْ فَاِنِّیْ مُضْطَرٌّ وَتَعْصِمَنِیْ فِیْ دِیْنِیْ فَاِنِّیْ مُبْتَلٰی وَتَنَالَنِیْ بِرَحْمَتِکَ فَاِنِّیْ مُذْنِبٌ وَتَنْفِیْ عَنِّی الْفَقْرَ فَاِنِّیْ مُتَمَسْکِنٌ (ابن سنی: صفحہ ۱۳۸، اعلاء السنن، صفحہ ۱۶۴)

ترجمہ:...... ”اے اللہ! میرے اللہ، ابراہیم، اسحاق، یعقوب کے، اور جبرائیل، میکائیل، اسرائیل کے اللہ، آپ سے سوال کرتے ہیں آپ دعا قبول کیجئے۔ میں پریشان حال ہوں۔ میرے دین کی حفاظت کیجئے۔ میں آزمائش میں پڑا ہوں، آپ کی رحمت مجھے حاصل ہو کہ میں گنہگار ہوں اور فقر اور غربت دور فرما دیجئے کہ میں مسکین ہوں۔“

فائدہ:...... ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ فرض نماز کے بعد دعا آپ ﷺ سے روایات صحیحہ سے ثابت ہے۔ ارباب حدیث نے الدعاء بعد السلام پر باب قائم کر کے اس کے سنت ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ کہ ہاتھ اٹھا کر بھی ثابت ہے اور یہ ہاتھ

اٹھانا دعا کے آداب میں بھی ہے۔ ابوطیب سندھی ثم المدنی کی شرح ترمذی کے حوالہ سے اعلاء السنن میں ہے "اذا فرغت فسلم وارفع یدیک بعدها سائلاً" (جلد۳ صفحہ۱۶۵)

فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ سلام کرو اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگو۔ مزید تفصیل "الدعاء المسنون" میں دیکھئے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھا کر قبلہ رخ متوجہ ہوتے ہوئے یہ دعا مانگی: "اللهم خلص الوليد بن الوليد" (تحفۃ الاحوذی: صفحہ۲۴۵)

محمد بن یحییٰ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ فراغت نماز سے پہلے ہاتھ اٹھا کر مانگنے لگا تھا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے بتاتے ہوئے کہا کہ جب تک آپ ﷺ نماز سے (سلام پھیر کر) فارغ نہ ہو جاتے ہاتھ اٹھا کر دعا نہ مانگتے۔

(مجمع الزوائد: تحفۃ الاحوذی: صفحہ۲۴۵)

فائدہ:...... اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی ہے۔ لہٰذا اس کی سنیت ثابت ہو گئی، اور قاعدہ ہے کہ سنت سے ثبوت کے بعد تاوقتیکہ ممانعت و نسخ وغیرہ ثابت نہ ہو جائے اس کی مسنونیت باقی رہتی ہے۔ بھلا بتائیے جو طریقہ سنت سے ثابت ہو بدعت اور رسم سے اسے موسوم کیا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

کیا فرض نماز کے بعد دعا مانگنا خصوصاً ہاتھ اٹھا کر بدعت ہے

خیال رہے کہ فرض نمازوں کے بعد دعاؤں کا مانگنا احادیث سے ثابت ہے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ سے ہر قسم کی روایتیں منقول ہیں۔ آپ ﷺ سے اس کے متعلق فضائل تاکید تعلیم بھی ثابت ہیں اور آپ ﷺ سے عملاً بھی ثابت ہے۔ آپ ﷺ نے فرض کے بعد دعا کی اور اس کی تاکید اور فضائل بھی بیان فرمائے اور آپ سے دعاؤں میں ہاتھ اٹھانا بھی ثابت ہے اس کی فضیلت اور روایتیں بھی منقول ہیں۔ اہل علم و اہل فہم پر یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ جو آپ ﷺ نے کیا خواہ چند ہی مرتبہ کیا ہو اور اس کی فضیلت اور

ثواب بیان فرمایا جس کی تاکید کی ہو بھلا وہ بدعت ہو سکتی ہے اور خلاف سنت کہا جا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں چنانچہ اس کے متعلق روایتیں اور آثار ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ اس کا استحباب وسنیت دلائل سے معلوم ہو جائے۔

❶ ......وہ روایتیں جن میں فضائل وتاکید ہیں:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اس دعا کو فرض نماز کے بعد پڑھے گا، قیامت کے دن اس پر میری شفاعت ضرور ہوگی۔

اَللّٰھُمَّ اَعْطِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَاجْعَلْہُ فِی الْمُصْطَفِیْنَ مُحَبَّتَہ‘ وَفِی الْعَالِیْنَ دَرَجَتَہ‘ وَفِی الْمُقَرَّبِیْنَ دَارَہ‘ (مجمع الزوائد: جلد۲ صفحہ۱۱۲)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہر نماز کے بعد میں معوذتین پڑھوں۔ (ابوداود: صفحہ۲۱۳، اذکار نووی: صفحہ۱۰۱)

فائدہ:......معوذتین استعاذہ اور دعا ہے۔

نماز کے بعد دعا کے سلسلے میں آپ کی عملی روایتیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آپ ﷺ جب سلام پھیرتے تو یہ دعا فرماتے اور اس مقدار سے زیادہ نہ بیٹھتے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

(مسلم: صفحہ۲۱۸، ابوداود: صفحہ۲۱۲، ترمذی: صفحہ۶۶، النسائی: صفحہ۱۹۶، مطالب عالیہ عن ابن عمر جلد۱ صفحہ۱۳۰)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ جب سلام پھیرتے تو ۳ مرتبہ استغفار فرماتے پھر یہ دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

(روی ابن ابی شیبہ عن ابن عمر، مسلم: صفحہ۲۱۸، ترمذی: صفحہ۶۶، دارمی: ۳۱۱، نسائی)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے:

لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَامَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (بخاری: صفحہ ۱۱۷، ابوداؤد: صفحہ ۲۱۱، مسلم، نسائی: ، دارمی: جلد ا صفحہ ۳۱۱)

مصنف ابن عبدالرزاق میں ہے کہ مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط میں لکھا کہ میں نے خود نبی پاک ﷺ کو سلام کے بعد یہ دعا فرماتے ہوئے سنا، چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر (خطبہ اور تقریر کے دوران) لوگوں کو حکم دیتے تھے اور ان کو یہ دعا سکھاتے تھے کہ نماز کے بعد پڑھا کریں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: جلد ۲ صفحہ ۲۴۵، نسائی: صفحہ ۱۹۷)

دیکھئے حضرت مغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ روایت حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتائی تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ برسرِ عام منبر پر لوگوں کو اس کا حکم اور اس کی تعلیم فرمانے لگے، اب بتایا جائے کہ یہ خلاف سنت تھا، اس واقعہ سے تو صحابہ کے ایک جم غفیر کی اس کی سنیت پر تصدیق ہوگئی۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ مَاعَلِمْتُ مِنْهُ وَمَالَمْ اَعْلَمْ (مطالب عالیہ: صفحہ ۱۳۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نماز کے سلام کے بعد یہ دعا پڑھتے:

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

(منحۃ المعبود مسند طیالسی: صفحہ ۱۰۶، الدعاء: جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۱)

حضرت مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق کہتے ہیں کہ میرے والد ہر نماز کے بعد یہ دعا فرماتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ

میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آپ اسے نماز کے بعد پڑھتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ اس دعا کو رسول پاک ﷺ نماز کے بعد پڑھتے تھے۔ (نسائی: صفحہ ۱۹۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ کوئی نماز ایسی نہیں (خواہ فرض یا نفل) جس کے بعد آپ ﷺ یہ دعا نہ فرماتے ہوں:

رَبِّ جِبْرَئِیْلَ وَمِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ اَعِذْنِیْ مِنْ حَرِّالنَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ　(نسائی: جلد ا صفحہ ۱۹۷، الطبرانی)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ کے ساتھ کوئی فرض نماز نہیں پڑھی مگر یہ کہ آپ ﷺ ہماری طرف رخ فرماتے اور یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ کُلِّ عَمَلٍ یُخْزِیْنِیْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ کُلِّ صَاحِبٍ یُرْدِیْنِیْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ کُلِّ عَمَلٍ یُلْھِیْنِیْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ کُلِّ فَقْرٍ یُنْسِیْنِیْ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ کُلِّ غِنًی یُطْغِیْنِیْ

(مجمع: جلد ا صفحہ ۱۱۰، سبل الہدی: جلد ۸ صفحہ ۱۷۰، مجمع الزوائد، ابویعلی، ابن سنی: صفحہ ۱۰۷)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے جب بھی آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی تو فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ سے یہ دعا سنی:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطَائِیْ وَذُنُوْبِیْ کُلَّھَا وَاَجِرْنِیْ وَاھْدِنِیْ لِصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَالْاَخْلَاقِ لَایَھْدِیْ لِصَالِحِھَا وَلَا یَصْرِفُ سَیِّئَھَا اِلَّا اَنْتَ

(سبل الہدی: جلد ۸ صفحہ ۱۷۰، مجمع الزوائد: صفحہ ۱۰۱، وبزار، نزل الابرار: صفحہ ۱۰۰)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ

ہوتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَیْرَ عُمْرِیْ آخِرَہٗ وَخَیْرَ عَمَلِیْ خَوَاتِمَہٗ وَاجْعَلْ خَیْرَ اَیَّامِیْ یَوْمَ اَلْقَاکَ

(مجمع: صفحہ ۱۱۰، اذکار: صفحہ ۶۰، ابن سنی، نزل الابرار: صفحہ ۱۰۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ ظہر کی نماز کے بعد یہ دعا کررہے تھے: "اللھم خلص الو لید وسلمہ ابن ھشام الخ" (تحفۃ الاحوذی: صفحہ ۲۴۵)

فجر کی نماز کے بعد خاص کر یہ دعا فرماتے

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فجر کی نماز کے بعد یہ دعا فرماتے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رِزْقًا طَیِّبًا وَعِلْمًا نَافِعًا وَعَمَلًا مُتَقَبَّلًا

(ابن ماجہ: صفحہ ۶۶، مسند احمد: جلد ۶، صفحہ ۲۹۴، مجمع، ابن سنی: صفحہ ۲۴)

فجر اور مغرب کے بعد دعا کی تاکید

ابو حارث تمیمی کہتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے مجھے بتایا کہ جب تم مغرب کی نماز سے فارغ ہو جاؤ تو ۷ مرتبہ یہ پڑھو "اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ" یعنی اگر تم اسی دن وفات پا گئے تو آزادی جہنم کا خلاصی نامہ خدائے پاک مرحمت فرمائے گا۔ اسی طرح صبح کی نماز سے جب تم فارغ ہو جاؤ تو ۷ مرتبہ یہ کہو۔ اگر انتقال کر گئے تو آزادی جہنم کا پروانہ تمہارے لئے لکھ دیا جائے گا۔ (ابوداؤد: صفحہ ۲۹۳، ابن سنی: صفحہ ۱۲۲)

فائدہ:...... دیکھئے ان دو فرضوں کے بعد بھی دعاؤں کا ثبوت عملاً وقولاً بھی آپ ﷺ کے عمل سے اور آپ ﷺ کے فرمان مبارک سے ہو رہا ہے اور آپ ﷺ اس کی فضیلت اور تاکید فرما رہے ہیں۔ اب آپ بھی سنجیدگی سے اور طمانیت قلب سے غور کیجئے جس پر آپ نے عمل کیا، جس کی آپ نے فضیلت اور تاکید فرمائی وہ سنت اور مستحب ہوگی یا بدعت اور منکر ہوگی اور کیا اس پر رد اور نکیر کرنا درست ہوگا۔ ہاں اگر مزاج ہی بدل جائے تو دوسری بات ہے۔ خیال رہے کہ

حدیث پاک میں بعد الصلوٰۃ سے مراد فرض کے بعد مراد ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ المفاتیح میں ہے: "المراد بالصلوٰۃ عند الاطلاق المکتوبۃ" (جلد۳ صفحہ ۳۱۹)

نماز کے بعد دعاؤں کے ثبوت میں قولی روایتیں

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے میرا ہاتھ ایک دن پکڑا اور فرمایا اے معاذ میں تم سے محبت رکھتا ہوں۔ حضرت معاذ نے فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان میں بھی آپ سے محبت رکھتا ہوں آپ نے فرمایا اے معاذ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کسی نماز کے بعد اس دعا کو نہ چھوڑنا: "اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ." (ابوداؤد: صفحہ ۲۱۳، نسائی: ابن خزیمہ)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ سے انہوں نے پوچھا کون سی دعا زیادہ باعث قبول ہے آپ نے فرمایا شب اخیر کی دعا اور فرض نماز کے بعد کی دعائیں۔
(نسائی وترمذی: صفحہ ۵۶۳)

فضالۃ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز پڑھ لو تو اولاً خدا کی تعریف، حمد وثناء، بیان کرو، پھر مجھ پر درود پڑھو، پھر جو چاہو دعا کرو۔ (اذکار: صفحہ ۷۹)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: نماز دو دو رکعت ہے ہر رکعت میں تشہد ہے پھر تخشع تخضع، تواضع کی ہیئت بناؤ، پھر نماز کے بعد دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی کی رخ کو اپنی طرف کرتے ہوئے قبلہ رخ دعا مانگو کہو اے رب اے رب......
(تحفۃ الاحوذی: جلد ا صفحہ ۲۴۶، ترمذی: صفحہ ۸۷)

فرض نماز کے بعد کی دعا باعث قبولیت

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا کس وقت دعا زیادہ قبول ہوتی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا شب آخیر میں اور فرض نماز کے بعد۔
(ترمذی: صفحہ ۵۶۳)

حضرت جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرض نماز کے بعد کی دعا نفل نماز کے بعد کی دعا سے اسی طرح افضل ہے جیسے فرض نماز کو فضیلت ہے نفل نماز پر۔

(تحفۃ الاحوذی: صفحہ ۲۴۵)

حضرت فضالۃ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو خدا کی حمد و ثناء کرو۔ پھر درود پڑھو، پھر جو چاہو دعا کرو۔

(ابن سنی: صفحہ ۱۱۳، نزل الابرار: صفحہ ۱۰۱)

فائدہ:......ان روایتوں سے بھی نمازوں کے بعد دعاؤں کا ثبوت ہو رہا ہے، جب فرض کے بعد دعاء کی قبولیت کا وقت ہوگا تو اس دعا کا حکم اور فضیلت ثابت ہو جائے گی۔

مختلف مواقع پر آپ ﷺ سے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بادیہ نشین اعرابی آپ ﷺ کے پاس جمعہ کے دن آیا اور کہا اے اللہ کے رسول جانور پریشان ہو گئے، لوگ ہلاک ہو گئے (بارش نہ ہونے کی وجہ سے) تو آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ اپنے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا۔ (تحفۃ الاحوذی: صفحہ ۲۴۶)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کیا دعا میں ہاتھ اٹھاتے تھے؟ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ہاں آپ سے جمعہ کے دن کہا گیا بارش کی وجہ سے قحط کا سامنا پڑ رہا ہے زمین خشک ہو رہی ہے جانور ہلاک ہو رہے ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور اتنا اٹھایا کہ بغل کی سفیدی نظر آئی۔

(طحاوی: جلد ۱ صفحہ ۱۹۱، تحفۃ: صفحہ ۲۴۶، بخاری: جلد ۱ صفحہ ۱۲۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ طفیل بن عمر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں آئے اور کہا کہ قبیلہ دوس نے نافرمانی کی آپ ان پر بددعا فرما دیجئے، چنانچہ آپ ﷺ قبلہ رخ ہوئے اور ہاتھوں کو اٹھایا اور دعا فرمائی: "اللھم اھد دوسا" اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دیجئے۔ (ادب مفرد، تحفۃ الاحوذی: صفحہ ۲۴۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی پاک ﷺ کو دیکھا ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہے ہیں۔ (مسلم: صفحہ ۲۹۶، تحفۃ الاحوذی: صفحہ ۲۴۶)

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ دعا فرماتے تو دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے اور دونوں ہاتھوں کو اپنے چہرے پر پھیر لیتے۔ (ابوداؤد: صفحہ ۲۰۹)

فائدہ:......ان تمام روایتوں سے معلوم ہوا کہ دعاء میں ہاتھ اٹھانا سنت ہے۔ آپ ﷺ سے ثابت ہے اسی وجہ سے تمام محدثین وفقہاء نے دعا کے آداب میں شمار کیا ہے، اہل حدیث کے محقق عالم محدث عبدالرحمٰن اعظمی نے تحفۃ الاحوذی میں لکھا ہے: "**ان رفع اليدين من آداب الدعاء قد ثبت عن رسول الله صلى الله عليه وسلم رفع اليدين فى كثير من الدعاء**" (صفحہ: ۲۴۶)

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں عرفات میں آپ ﷺ کا ردیف تھا، آپ دونوں ہاتھوں کو اٹھائے دعا فرما رہے تھے۔ (نسائی: صفحہ ۴۴)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا فرما رہے تھے۔ (ادب مفرد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ طفیل بن عمرو دوسی نے آپ ﷺ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ قبیلہ دوس نے نافرمانی اور انکار کیا ہے آپ ان کے لئے بددعا فرما دیجئے۔ تو آپ ﷺ قبلہ رو ہوئے اور دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا کی۔ لوگوں نے گمان کیا کہ آپ ان کے لئے بددعا فرمائیں گے مگر آپ نے ان کے لئے دعا کی اے اللہ قبیلہ دوس کو ہدایت دیجئے اور ان کو میرے پاس لائیے۔ (ادب مفرد)

ان تمام روایتوں سے دعا کے موقعہ پر آپ ﷺ کا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے، اسی وجہ سے نماز کے بعد یا اور کسی عبادت کے بعد مطلقاً کسی دعا کے لئے ہاتھ اٹھانا سنت ہے جو دعا کے آداب میں سے ہے۔ تمام فقہاء ومحدثین نے اسے آداب دعا میں شمار کیا ہے، محدثین نے باب قائم کر کے اس کی سنیت مشروعیت کی طرف اشارہ کیا ہے، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ادب مفرد میں باب قائم کیا ہے "**رفع الايدى فى**

الدعاء"اسی طرح امام ترمذی نے "باب رفع الایدی عند الدعاء" قائم کیا ہے۔
(جلد۲صفحہ۱۷۶)

اہل حدیث کے محقق عالم صاحب تحفۃ الاحوذی نے شرح ترمذی میں خود اسے ثابت کرتے ہوئے لکھا ہے۔"ان رفع الیدین من اداب الدعاء قدثبت عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین فی کثیر من الدعاء" (جلد۱صفحہ۲۴۶)

تعجب ہے پھر کس طرح ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے پر رد اور انکار کرتے ہیں۔

دعا میں ہاتھ اٹھانے کی فضیلت اور حکم

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی پاک ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا رب بڑا ہی حیاء دار کریم ہے جب کوئی ہاتھ اٹھا کر اس سے کوئی دعا کرتا ہے تو خالی ہاتھ واپس کرنے میں اسے شرم محسوس ہوتی ہے۔ (ابن ماجہ: صفحہ۲۷۵، ابوداؤد: صفحہ۲۰۹)

فائدہ:...... دیکھئے اس روایت میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی منقبت اور فضیلت ہے اور خدائے پاک کو ایسے ہاتھوں کو نامراد واپس کرنے سے شرم محسوس ہوتی ہے اور جس عمل کی فضیلت اور منقبت حدیث وسنت سے ثابت ہو اس پر رد وانکار درست نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ دعا مانگنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو کندھے تک اٹھاؤ۔ (ابوداؤد: صفحہ۲۰۹)

حضرت مالک بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم دعا کرو تو ہتھیلیوں کو اندر کی جانب کرتے ہوئے مانگو۔ (ابوداؤد: صفحہ۲۰۹)

ابن ابی وداعۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا نماز دو دو رکعت ہو تو ہر دو رکعت پر تشہد پڑھو، خضوع اور مسکنت کا ظہار کرو، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر (سلام کے بعد) دعا کرو، اور کہو اے اللہ اے اللہ...... (ابوداؤد: صفحہ۱۸۳، ابن ماجہ: صفحہ۹۴)

فائدہ:...... دیکھئے ان روایتوں میں دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر دعا مانگنے کی فضیلت اور تاکید ہے اور جن روایتوں میں فضیلت اور حکم ہو اسے اختیار کرنا مشروع اور مسنون ہوگا۔

محدثین کرام نے ابواب قائم کر کے اس کے سنت ہونے کو ثابت کیا ہے

محدثین نے نماز کے بعد دعاؤں کی سنیت اور مشروعیت پر باب قائم کیا ہے، تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ فرض اور دیگر نمازوں کے بعد دعا کرنی سنت یا مستحب ہے۔

(۱) امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے "استحباب الذکر بعد الصلوٰۃ"

(۲) امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے "مایقول اذا سلم" (صفحہ:۲۱۱)

(۳) امام نسائی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے "الدعاء بعد التسلیم" (صفحہ ۱۹۷ اور "الدعاء عند الا نصراف من الصلوٰۃ" (صفحہ:۱۹۷)

(۴) امام ابن ماجہ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے "باب ما یقال بعد التسلیم" (جلد ۱، صفحہ ۶۶)

(۵) امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے "باب مایقول الرجل اذا سلم" (جلد ۱ صفحہ ۲۲)

(۶) امام دارمی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے "القول بعد السلام" (جلد ۱ صفحہ ۳۱۱)

(۷) مطالب عالیہ میں حافظ ابن حجر نے "القول عقب الصلوٰۃ"

(۸) علامہ منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے الترغیب میں "اذکار بعد الصلوٰۃ المکتوبات" (جلد ۱ صفحہ ۴۵۰)

(۹) نیل الاوطار میں علامہ شوکانی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے "فی الدعاء والذکر بعد الصلوٰۃ" (جلد ۲ صفحہ ۳۰۶)

(۱۰) ابوبکر ہیثمی رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے مجمع الزوائد میں "الدعاء عقیب الصلوٰۃ" (جلد ۲ صفحہ ۱۴۷)

ان کے علاوہ اور بہت سے محققین محدثین نے نماز کے بعد دعا کی سنیت مشروعیت پر

باب قائم کیا ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی سنیت اور مشروعیت کے قائل ہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں "واستدل به البخاری رحمه الله تعالیٰ علی فضل الدعا عقب الصلوٰة کما سیأتی فی الدعوات" (جلد۳صفحہ۲۳۱)

انتباہ

فرض نماز کے بعد دعا مانگنے پر انکار کرنے والے حضرات عموماً ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ کی اس عبارت سے استدلال کرتے ہیں "اما الدعاء بعد سلام من الصلوٰة مستقبل القبلة او الما مؤمنین فلم یکن من هدیه ولا روی عنه باسناد صحیح ولا حسن"

یہ تحقیق اور رائے ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ کے منفردات میں سے ہے، مطلقاً آپ ﷺ سے ثبوت اور اس کی سنت و مستحب ہونے کا انکار صحیح نہیں ہے، ماقبل میں اس کی تحقیق آ چکی ہے، خیال رہے کہ جس عمل کی فضیلت و منقبت اور تاکید و حکم اسی طرح آپ ﷺ کا عمل ثابت ہو جائے خواہ ایک دو ہی مرتبہ سہی تو وہ سنت و مستحب ہو جاتی ہے تاوقتیکہ اس کی ممانعت یا اس کا نسخ ثابت نہ ہو جائے، فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا آپ ﷺ سے ثابت ہے لہذا اس کا سنت اور مستحب ہونا ثابت ہو جائے گا اس پر نکیر کرنا بدعت قرار دینا جہالت ہے، ہاں چونکہ واجب و لازم نہیں لہذا اس کے نہ کرنے والے پر رد کرنا طعن کرنا درست نہ ہوگا، حافظ ابن حجر ابن قیم رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول پر فتح الباری میں رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> وما ادعاه النفی مطلقاً مردود فقد ثبت عن معاذ ان النبی صلی الله علیه وسلم قال له یا معاذ والله انی لاحبک فلاتدع دبر کل صلاة ان تقول اللهم اعنی علی ذکرک وشکرک وحسن عبادتک الخ
>
> (فتح الباری: جلد۱۱، صفحہ۱۳۸)

علامہ ابو صالح دمشقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی سبل الہدی میں علامہ ابن قیم کی رائے پر

اختلاف کرتے ہوئے حافظ رحمہ اللہ تعالیٰ کی رائے کو نقل کر کے دعا کی مشروعیت کو محقق قرار دیا ہے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد جلد ۸، صفحہ ۱۷۱)

پس حد اعتدال وراہ مستقیم اس سلسلے میں یہ ہے کہ واجب ولازم نہیں (کہ نہ آپ نے حکم دیا نہ دواماً عمل فرمایا) کہ نہ کرنے والے پر ملامت کی جائے اور کرنے والے پر نہ ردو نکیر کی جائے۔

نماز کے مجموعی سنن مستحبات کا بیان

صاحب نور الایضاح نے نماز کی ۵۱ سنتوں کو بیان کیا ہے۔ جس کی تفصیلی وضاحت اوراس کی تحقیق مستند حوالوں سے ذکر کر رہے ہیں۔

نماز جو ایمان واسلام کی اساس ہے۔ اور مسلمانوں کا اولین فریضہ ہے، اسے سنن ومستحبات کی رعایت کے ساتھ ادا کرے، اسے بوجھ سمجھ کر جلدی سے سر سے پھینکنے کی کوشش نہ کرے، اطمینان سکون طمانیت کے ساتھ سنن وآداب کی رعایت کرتے ہوئے ادا کرے تاکہ یہ بنیادی اور اساسی فریضہ کامل مکمل طور پر ادا ہو کر خداوند قدوس کی رضا وخوشنودی کا سبب بنے اوراس کے نفع وبرکات کا آخرت کے علاوہ اس دنیا میں بھی حاصل ہو کر سعادت دارین کا باعث ہو۔

ہاتھوں کا کانوں کی لو تک اٹھانا سنت ہے

(۱)......رفع اليدين للتحريمة حذاء الاذنين للرجل الخ

(نور الایضاح: صفحہ ۷۱، طحطاوی: ۱۳۹)

تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو دونوں ہاتھوں کا کان کے مقابل تک اٹھانا۔

یعنی جب نماز شروع کرے تو نیت کے بعد اپنی دونوں ہتھیلیوں کو کان کے مقابل اس طرح اٹھائے کہ انگوٹھے کان کی لو تک آجائیں۔ (طحطاوی صفحہ ۱۳۹، فتح القدیر صفحہ ۲۸۱)

یہ انگوٹھے کان کی لو کو چھو جائیں۔ (بحر: صفحہ ۳۲۲، الشامی: صفحہ ۴۸۲)

یا انگوٹھے اس کے محاذاۃ اور مقابل میں آجائیں۔ خواہ کان کی لو کو نہ لگیں۔

(کنز الدقائق۔ طحطاوی علی المراقی: صفحہ ۱۵۲)

دونوں صورتیں مسنون ہیں۔ یعنی انگوٹھوں کا کان کی لو سے سٹنا اور اس کے مقابل میں ہونا۔

ہاتھ اٹھانے کے بعد فوراً تکبیر کہنا

📖 ...... دونوں ہاتھوں کے اٹھانے کے بعد فوراً تکبیر (اللہ اکبر) کہے۔

(طحطاوی: صفحہ ۱۱۱، الشامی: صفحہ ۴۸۲)

اور یہ بھی سنت ہے کہ اللہ اکبر کہے اور ہاتھ اٹھائے۔

"کذافی البحر فیکبر اولاً ثم یرفع یدیه" (صفحہ ۳۲۲)

اسی طرح یہ بھی مسنون ہے کہ ہاتھ کا اٹھانا اور تکبیر کا کہنا دونوں ایک ساتھ ہو۔

(طحطاوی: صفحہ ۱۱۱، بحر: صفحہ ۱۱، السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۴۹)

📖 ...... اگر کسی عذر کی وجہ سے ہاتھ کان تک نہ اٹھا سکے مثلاً ہاتھ میں درد ہو، کندھے میں درد ہو یا جاڑے کے کپڑے میں ٹھنڈک کی زیادتی کی وجہ سے ملبوس ہو تو جہاں تک اٹھ سکے اٹھائے۔ "فلو لم یقدر علی الرفع المسنون...... رفع بما قدر، مجمع الانهر" (طحطاوی: صفحہ ۱۳۹)

📖 ...... اگر دونوں ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلی تو کندھے کے مقابل ہو اور انگلیاں کان کے مقابل آجائیں تو یہ بھی مسنون ہے۔ "عند المحاذاة الیدین للمنکبین من الرسغ تحصل المحاذاة للاذنین بالابهامین"

(الشامی: صفحہ ۴۸۳، السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۵۳)

اسی طرح عید و بقر عید کی زائد تکبیروں میں اور قنوت کی تکبیر میں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے۔

(طحطاوی: صفحہ ۱۳۹)

ہاتھوں کا کندھے تک اٹھانا مردوں کے لئے خلاف سنت ہے

📖 ...... اس سے معلوم ہوا کہ بعض لوگ جو تغافل اور سستی سے ہاتھ کندھے سے

بھی نیچے اٹھاتے ہیں، یا جلدی سے سینے کے مقابل ہی میں ہاتھ اٹھا کر باندھ لیتے ہیں، بالکل خلاف سنت طریقہ ہے:

عورتوں کو کندھے تک اٹھانا سنت ہے

...... عورتیں اپنے ہاتھوں کو کندھے ہی تک اٹھا کر باندھ لیں گی۔

(بحر الرائق: صفحہ ۳۲۰، طحطاوی: صفحہ ۱۳۹، الشامی: صفحہ ۴۸۴)

قیام کی حالت میں نظر سجدے کی جگہ کی جانب کرنا سنت ہے

...... تکبیر تحریمہ کے بعد قیام کی حالت میں نمازی کے لئے مسنون و مستحب یہ ہے کہ نگاہ سجدہ گاہ کی جانب رکھے۔

(نور الایضاح، طحطاوی: صفحہ ۱۳۹)

(۲)...... نشر الاصابع:

انگلیوں کا (سیدھا) کھلا ہونا

یعنی انگلیوں کا تکبیر تحریمہ کے وقت نہ بالکل الگ الگ کشادہ رکھنا اور نہ بالکل ملا کر رکھنا۔

(طحطاوی: صفحہ ۱۳۹)

...... مطلب یہ ہے کہ انگلیاں اپنی اصلی حالت پر کھلی رہیں گی۔ بالکل ملی اور سٹی نہ رہیں گی جیسا کہ سجدہ میں اور نہ بالکل کشادہ اور الگ الگ جیسا کہ رکوع میں۔ بلکہ ان دونوں حالتوں کے بیچ بیچ رہیں گی۔

(الشامی: جلد ا صفحہ ۴۷۵)

ہتھیلیوں کا رخ قبلہ کی جانب رکھنا

...... ہتھیلیوں اور انگلیوں کا اندرونی رخ قبلہ کی جانب رہے۔ پوری ہتھیلی اور انگلیاں اس طرح سیدھی اور کھلی رہیں گی کہ مکمل ہتھیلی کا رخ بالکل سیدھے قبلہ کی جانب رہے۔

(طحطاوی: صفحہ ۱۳۹، الشامی: صفحہ ۴۷۵، بحر: صفحہ ۳۲۰)

...... اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ہتھیلی کا رخ کان کی طرف رکھتے ہیں جس سے چھوٹی انگلی کا رخ تو قبلہ کی جانب اور انگوٹھے کا رخ پورب کی طرف ہوتا ہے جیسا کہ اکثر لوگ کرتے ہیں عوام تو کیا خواص بھی اس میں گرفتار ہیں، خلاف سنت ہے۔

خیال رہے کہ پوری ہتھیلی کا رخ قبلہ کی جانب رکھنا مسنون، اکثر لوگ اس سے تساہل اور غفلت برتتے ہیں۔ کچھ تو بالکل تلوار کی طرح اور کچھ ٹیڑھا رکھتے ہیں سب غلط ہے۔ ''ویکون بطن الکف والاصبع الیٰ القبلة، طحطاوی حتی تکون الاصابع مع الکف مستقبل القبلة'' (الشامی: صفحہ ۱۱)

تکبیر کے وقت سر جھکانا خلاف سنت ہے

...... تکبیر تحریمہ کے وقت بعض لوگ سر کو ذرا جھکا دیتے ہیں۔ اور سوچتے ہیں کہ اس میں تواضع اور مسکنت کا اظہار ہے، یہ طریقہ غلط خلاف سنت بدعت مکروہ ہے۔

(الشامی: صفحہ ۱۱، بحر: صفحہ ۳۲۰)

(۳)...... ومقارنة احرام المقتدی لاحرام امامه: (طحطاوی: صفحہ)

مقتدی کی تکبیر تحریمہ کا امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا

یعنی جیسے ہی امام اللہ اکبر کہے ویسے ہی مقتدی بھی اللہ اکبر اس کے بعد متصلاً کہے، نیت وغیرہ کی وجہ سے تاخیر نہ کرے یہ خلاف سنت ہے۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۴۰)

اور یہ بھی درست اور صحیح یعنی مسنون ہے کہ جیسے ہی امام تحریمہ کی تکبیر شروع کرے تو اس کے بعد یہ کرے اس طرح کے امام اللہ اکبر کہے تو یہ اللہ شروع کر دے ''فیصل الف اللّٰہ من المقتدی براء اکبر من الامام.'' (طحطاوی: صفحہ ۱۴۰)

...... خیال رہے کہ امام کے ساتھ تکبیر میں احتیاط کی ضرورت ہے، ایسا نہ ہو کہ امام کے اللہ ختم کرنے سے پہلے مقتدی کا لفظ اللہ ختم ہو جائے، یا امام کے اکبر سے پہلے مقتدی اکبر کہہ دے تو یہ درست نہ ہوگا۔ اسے دوبارہ تکبیر کہنی پڑے گی۔

(طحطاوی: صفحہ ۱۴۰، سعایہ: صفحہ ۱۵۱)

📖 ......افضل یہ ہے کہ امام کے (لفظ) اللہ کے بعد مقتدی اللہ کہنا شروع کرے۔

"والمختار للمقتدی فی التحریمۃ افضلیۃ التعقیب" (طحطاوی: صفحہ ۱۴۰)

تکبیر تحریمہ پانے کی حد کا بیان

📖 ...... تکبیر تحریمہ کے پانے کی حد کے سلسلے میں فقہاء کے متعدد اقوال ہیں:

1. امام کے اللہ اکبر سے متصلاً مقتدی کا بلا تاخیر کے اللہ اکبر کہنا۔
2. ثناء تک۔
3. نصف سورۂ فاتحہ تک۔
4. پوری سورۂ فاتحہ تک۔
5. رکوع سے پہلے اللہ اکبر کہہ کر شریک ہونے والا۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۴۰)

📖 ...... تکبیر کے بعد جس قدر متصلا اور جلدی شریک ہوجائے گا اسی قدر فضیلت کا حامل ہوگا۔

📖 ......آخری قول یہ ہے کہ جو شخص رکوع میں جانے سے پہلے شریک ہوگیا وہ تحریمہ کی فضیلت پانے والا ہوگیا۔

📖 ...... تکبیر تحریمہ میں شریک ہونے کی بڑی فضیلت حدیث پاک میں وارد ہے، اس کا اہتمام کرے، اس فضیلت کو پانے کے لئے شروع نماز سے ہی شرکت کا اہتمام کرے اور اقامت سے قبل مسجد میں حاضر ہوجائے۔

ہاتھ رکھنے کا مسنون طریقہ

(۴)......وضع الرجل یدہ الیمنی علی الیسری تحت سرتہ

(نور الایضاح، طحطاوی: صفحہ ۱۴۰)

مردوں کا اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

یعنی مردوں کے لئے ہاتھ باندھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہتھیلی کو بائیں

ہاتھ کے گٹے پر اس طرح رکھے کہ دائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور بائیں ہاتھ کے گٹے پر رکھے، اور پکڑے اور باقی دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں بائیں ہاتھ کی کلائی پر پھیلی رہیں گی یعنی انگلیاں لمبائی میں کہنی کے رخ رہیں گی۔

(طحطاوی: صفحہ ۱۴۱، شامی: صفحہ ۴۸۷، کبیری)

📖 ...... اگر چھوٹی انگلی اور اس کے بعد والی انگلی سے اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑا اور بائیں ہاتھ کی کلائی پر دو انگلی بیچ والی اور شہادت والی رکھی تو بھی ٹھیک ہے، خلاف سنت نہیں "كذا في البدائع" (شامی: صفحہ ۴۸۷)

مگر افضل اور بہتر پہلا ہی طریقہ ہے۔

بہر صورت ناف کے نیچے ہاتھوں کو باندھنا اور رکھنا احناف کے نزدیک مسنون ہے۔

(طحطاوی: بحر، الشامی وغیرہ)

ہاتھ باندھنے کا غلط طریقہ

📖 ...... بعض لوگ چاروں انگلیوں اور انگوٹھے سے بائیں کلائی کو پکڑتے ہیں، خلاف سنت ہے۔

📖 ...... بعض لوگ گٹے پر رکھنے کے بجائے بیچ ہاتھ میں حلقہ باندھتے اور رکھتے ہیں یہ بھی خلاف سنت ہے۔

📖 ...... اسی طرح ۳ انگلیوں اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر صرف انگشت شہادت کو رکھنا یہ بھی خلاف سنت ہے۔

📖 ...... اسی طرح ۳/ انگلیوں کو یا ۲/ انگلیوں کو کلائی پر سیدھی رکھنے کے بجائے بڑھا اور مڑا رکھنا غلط ہے۔

📖 ...... بلا حلقہ بنائے یوں ہی رکھنا جیسا کہ بعض کو دیکھا جاتا ہے خلاف سنت ہے۔

📖 ...... اکثر و بیشتر لوگ غفلت اور تساہل سے ہاتھ پیٹ پر رکھتے ہیں۔ یہ بھی خلاف سنت ہے، سینہ پر رکھنا تو حضرات شوافع کے یہاں ہے مگر پیٹ پر رکھنا کسی امام کے یہاں نہیں ہے۔

📖 ...... بائیں ہاتھ کی ہتھیلی دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے نیچے رہے گی لٹکی نہ رہے گی جیسا کہ بعض لوگ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو نیچے لٹکا دیتے ہیں خلاف سنت ہے۔ یہ سب طریقے احادیث اور فقہاء کرام کے بیان کردہ طریقہ کے خلاف ہے، جو جہالت اور غفلت کی وجہ سے لوگوں میں رائج ہو گئے ہیں۔

📖 ...... تکبیر سے فارغ ہوتے ہی ہاتھوں کو بلا نیچے گرائے باندھا جائے گا۔

(بحر الرائق: صفحہ ۳۲۶، الشامی: جلد ۱ صفحہ ۴۸۷، فتح القدیر: صفحہ ۲۸۷)

ہاتھ گرا کر باندھنا خلاف سنت ہے

📖 ...... بعض لوگ ہاتھ گرا کر پھر باندھتے ہیں احناف کے یہاں یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔ یضع کما فرغ من التکبیر ولا یرسل وبه جزم قاضی خان.

(السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۵۷)

عیدین اور قنوت میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ

📖 ...... عیدین کی تکبیروں میں بھی بلا ہاتھ گرائے ہاتھ باندھا جائے گا۔

(السعایہ: صفحہ ۱۵۹)

📖 ...... ہاتھ باندھنے اور رکھنے کا یہی طریقہ قنوت کی حالت میں اور جنازہ کی نماز میں بھی ہے۔ (بحر الرائق: صفحہ ۳۲۶، السعایہ: صفحہ ۱۱)

📖 ...... بیٹھ کر نماز پڑھنے میں بھی ہاتھ کے باندھنے کا یہی طریقہ مذکورہ مسنون ہے۔ (بحر الرائق: جلد ۱، صفحہ ۳۲۶، طحطاوی علی الدر: صفحہ ۲۱۸، فتح القدیر: صفحہ ۲۸۸)

قبر اطہر پر ہاتھ باندھنے کا طریقہ

📖 ...... نبی پاک ﷺ کی قبر اطہر کی زیارت کے وقت بھی مواجھہ میں اسی طرح ہاتھ باندھ کر قبلہ رخ پشت کر کے کھڑے ہو کر صلوۃ وسلام کیا جائے گا، البتہ کسی صحابی اور

بزرگ کے قبر پر ایسا نہیں کیا جائے گا مکروہ وممنوع ہے۔ "فی فتناوی عالمگیری نقلا عن الا ختیار شرح المختار فی بحث الزیارة فتو جه الی قبره علیه الصلوٰة والسلام فیقف عند راسه...... ویقف کما یقف فی الصلوة" (السعادیہ جلد۲ صفحہ۱۶۰)

عورتوں کے لئے ہاتھ باندھنے کا طریقہ

(۵)......وضع المراة یدیها علی صدرها من غیر تحلیق:

(نور الایضاح: صفحہ ۷۱، طحطاوی: صفحہ ۱۴۱)

عورتیں اپنے ہاتھوں کو بلا حلقہ بنائے سینہ پر رکھیں گی۔

یعنی عورتوں کے لئے ہاتھ باندھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ اپنی دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی پر بلا حلقہ بنائے سینہ پر رکھیں گی۔ (الشامی: صفحہ ۴۸۷، طحطاوی: صفحہ ۱۴۱)

...... عورت اپنی ہتھیلی کو صرف رکھیں گی پکڑیں گی نہیں۔

(السعایہ: صفحہ ۱۵۶، طحطاوی: صفحہ ۱۴۱)

خنثیٰ کے لئے مسنون طریقہ

...... یہی حکم خنثیٰ کا بھی ہے۔ (الشامی: صفحہ ۴۸۷، طحطاوی علی الدر: جلد ۱ صفحہ ۲۱۷)

ثنا ہر ایک کے لئے پڑھنا سنت ہے

(۶)......الثناء:

ثناء پڑھنا۔

یعنی اللہ اکبر تکبیر تحریمہ کے بعد خواہ امام ہو یا منفرد یا مقتدی ہو یہ پڑھے، "سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ" مراقی الفلاح، ہر نماز پڑھنے والا شروع نماز میں ثناء پڑھے گا، مسبوق بھی رکعت جب پوری کرے گا تو ثناء سے شروع کرے گا۔

اگر امام نے قرأت شروع کردی تو اب ثنا نہ پڑھے

...... اگر امام نے قرأت شروع کر دی ہو تو مقتدی ثناء اب نہیں پڑھے گا، "فالمقتدی یاتی به مالم یشرع الامام فی القراء ة" (طحطاوی: صفحہ ۱۴۱، الشامی: صفحہ ۴۸۸)

...... اگر مقتدی سری نماز میں ظہر عصر میں شریک ہو رہا ہے تو بہر صورت ثناء پڑھے گا۔

"وان کان فی صلوٰة المخافة یثنی وعلیه الفتوی نفع المفتی والسائل" (صفحہ ۸۱)

امام اور منفرد اعوذ باللہ پڑھیں

(۷)...... والتعوذ للقرأة:

اور تلاوت کے لئے "اعوذ باللّٰه من الشیطان الرجیم" پڑھنا۔

(بحر الرائق: صفحہ ۳۲۸)

یہ تعوذ پڑھنا امام اور منفرد تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے ہے، مقتدی کے لئے نہیں ہے۔ "الا مام والمنفرلا المقتدی" (طحطاوی)

...... ہاں اگر مقتدی امام کے پیچھے شیطانی وساوس کے دور کرنے کے لئے "اعوذ باللّٰه الخ" پڑھنا چاہے تو اس کی اجازت اور گنجائش ہے۔

(طحطاوی علی المراقی: صفحہ ۱۴۱، علی الدر: صفحہ ۲۱۸)

اگر ثنا اور تعوذ خلاف ترتیب ہو جائے تو

...... اگر کسی نے ثنا سے پہلے بھولے سے اعوذ باللّٰہ پڑھ لیا تو دوبارہ صحیح کرتے ہوئے اولاً ثنا پڑھے پھر اعوذ پڑھے۔ (صفحہ ۲۲۹)

...... اگر اعوذ باللہ سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیا تو پھر سے ترتیب صحیح کرتے ہوئے

اعوذ باللہ پھر بسم اللہ پڑھے۔ (شامی: صفحہ ۴۸۹)

...... اگر اعوذ باللہ پڑھنا بھول گیا۔ یہاں تک سورۂ فاتحہ پڑھنے لگا تو اب اعوذ باللہ نہ پڑھے گا۔ (بحر الرائق: صفحہ ۳۲۹)

...... اسی طرح تکبیر کے بعد قرأت شروع کر دیا ثنا اور بسم اللہ بھول گیا تو اب دوبارہ نہ لوٹائے۔ (الشامیہ: جلد اوصفحہ ۱۸۹)

عیدین میں تکبیرات زوائد کے بعد اعوذ باللہ پڑھے

...... عید اور بقر عید کی نماز میں امام تکبیر زوائد کے بعد اعوذ باللہ پڑھے گا۔

"ان الامام یاتی بالتعوذ بعد تکبیرات الزوائد فی الرکعة الاولی"

(بحر: صفحہ ۳۲۸)

"ھکذا فی الدر المختار وقال الشامی وبه ناخذ" (الشامی: صفحہ ۴۹۰)

ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا

(۸)......التسمیه فی اول کل رکعة:

اور ہر رکعت کے شروع میں (اعوذ باللہ کے بعد) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا۔

یعنی امام اور منفرد تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے سنت یہ ہے کہ اعوذ باللہ کے بعد بسم اللہ پڑھے۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۴۱)

البتہ مقتدی بسم اللہ نہ پڑھے گا۔ (درمختار: الشامی)

"اما المقتدی فلا دخل فیھا فانه لا یقرأ" (بحر: صفحہ ۳۲۹)

امام کے ساتھ نماز پڑھنے والا ثنا پڑھ کر خاموش ہو جائے گا۔

مسبوق بھی ہر قرأت سے پہلے بسم اللہ پڑھے گا

...... اسی طرح مسبوق بھی اپنی نماز کے شروع میں قرأت سے قبل بسم اللہ پڑھے گا۔

بسم اللہ ہر صورت میں آہستہ پڑھنا سنت ہے

...... نماز جہری ہو یا سری بہر صورت بسم اللہ پڑھنا آہستہ سے سنت ہے۔

"تشمل الصلاۃ الجھریۃ والسریۃ" (بحر: صفحہ ۳۳۰)

منفرد و تنہا نماز پڑھنے والا ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھے گا۔

سورت سے پہلے بھی بسم اللہ پڑھ سکتا ہے

اگر سورۂ فاتحہ کے بعد اور سورۃ سے پہلے بسم اللہ پڑھ لے تو اس کی اجازت ہے مگر احناف کے نزدیک سنت نہیں ہے:

"کذافی الدر رلاتنس بین الفاتحۃ والسورۃ وفی الشامیۃ ان سمی بین الفاتحۃ والسورۃ البقرۃ سرا اوجھرا کان حسنا عند ابی حنیفۃ ورجحہ المحقق ابن ھمام وتلمیذہ الحلبی" (صفحہ: ۴۹۰)

فرض، سنت اور نفل کی ہر رکعت میں بسم اللہ سنت ہے

...... فرض سنت نفل کی ہر رکعت میں الحمد للہ سے پہلے بسم اللہ الخ پڑھنا سنت ہے، "یسمی فی کل رکعۃ فرضا اونفلا" (مراقی طحطاوی: صفحہ ۱۵۴)

فاتحہ کے ختم پر آمین کہنا

(۹)......والتامین:

سورۃ فاتحہ کے ختم پر آہستہ سے آمین کہنا۔

یعنی امام جب سورۂ فاتحہ کو پوری کرے تو مقتدی آمین آہستہ سے ادا کرے، اسی طرح تنہا نماز پڑھنے والا بھی سورۂ فاتحہ کے ختم پر آمین آہستہ سے کہے۔ (طحطاوی، الشامی: جلد ۱ صفحہ ۴۹۲)

اسی طرح جمعہ اور عیدین میں بھی ختم فاتحہ پر آہستہ سے آمین کہے۔ (الشامی: صفحہ ۱۱)

ربنا لک الحمد آہستہ سے کہنا

(۱۰)......والتحمید:

(اورامام کے سَمِعَ اللّٰـهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کے بعد) آہستہ سے تحمید (رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد) کہنا بہتر ہے کہ "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد" پڑھے۔اسی طرح "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" بلاواو کے ساتھ بھی پڑھ سکتا ہے اسی طرح "رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد" بھی پڑھ سکتا ہے اور "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" بلاواو کے سب سنت سے ثابت ہے۔

ترتیب کے اعتبار سے سب سے بہتر اول پھر دوم پھر سوم ہے۔"اَفْضَلُهُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْد" (شامی:صفحہ ۴۹۷)

(۱۱)......والا سرار بها:

ان سب یعنی "ثناء، تعوذ، بسم اللّٰہ آمین" اور "رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد" کا آہستہ پڑھنا سنت ہے خواہ امام ہو یا مقتدی، مسبوق ہو یا منفرد خواہ فرض نماز ہو یا سنت۔

(مراقی الفلاح طحطاوی:صفحہ ۱۴۲)

آہستہ سے پڑھنے کی حد کیا ہے؟

......آہستہ پڑھنے کی حد یہ ہے کہ خود پڑھنے والے کے کان میں آواز محسوس ہو رہی ہو، اور حروف ایک دوسرے سے صحیح اور ممتاز ہو کر نکلے۔"فشرط الهند وانی والفضلی لو جودها خروج صوت يصل الى اذنک انه لا يجزيه ومالم تسمع اذناه...... واكتفيا بتصحيح الحروف" (الشامیہ:صفحہ ۵۳۴)

دل میں پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی

بعض لوگ من من یعنی دل میں پڑھتے ہیں ان کے ہونٹوں سے حرکت محسوس نہیں ہوتی ہونٹ نہیں ہلتے اان کی قرأت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے نماز نہیں ہوتی بہت سے لوگ

ایسے ہیں جو اسی طرح چپ چاپ نماز پڑھتے ہیں کہ ان کے ہونٹوں میں بھی حرکت نہیں ہوتی اور نماز پڑھتے ان کی عمر گزر گئی۔ "اللھم اھدنا"

(۱۲)......والاعتدال عندالتحریمہ من غیر طاطاۃ الراس:

تکبیر تحریمہ کے وقت ٹھیک سے سیدھ کھڑا ہونا، بلا سر کے جھکائے ہوئے۔

(نور الایضاح، طحطاوی: صفحہ۱۴۳)

یعنی جس وقت تکبیر تحریمہ اللہ اکبر ہے اس وقت بالکل سیدھا کھڑا ہو نہ سر کو جھکائے اور نہ گردن جھکائے اور نہ جسم جھکائے اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ تحریمہ کے وقت ذرا سر کو جھکا ڈالتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس میں تواضع اور سکنیت کا اظہار ہے اور تخشع و تخضع ہے یہ غلط ہے خلاف سنت اور بدعت ہے اگر یہ سر جھکانا بہتر اور آداب اور تواضع کا مظہر ہوتا تو آپ ﷺ کرتے اور احادیث میں اس کا ذکر ہوتا فقہاء کرام اسے آداب میں ذکر کرتے۔ لہذا جو لوگ ایسا کرتے ہیں خلاف سنت اور امر بدعت کا ارتکاب کرتے ہیں۔ "ومن السنن ان لا یطاطی راسہ عند التکبیر کما فی المبسوط وھو بدعۃ" (بحر الرائق صفحہ۳۲۰، الشامی: صفحہ۴۷۵)

تکبیر تحریمہ سے پہلے ہاتھ نہ باندھے

......اسی طرح تکبیر تحریمہ سے قبل جب تکبیر کے وقت کھڑا ہو تو ہاتھ کو کھلا سیدھا رکھے تکبیر تحریمہ سے قبل ہاتھ کا باندھے رکھنا خلاف سنت و منع ہے۔

اللہ اکبر اور سمع اللہ امام زور سے کہے

(۱۳)، (۱۴)......وجھر الامام بالتکبیر والتسمیع:

امام کا تمام تکبیر اور "سمع اللہ لمن حمدہ" زور سے پڑھنا سنت ہے۔

(نور الایضاح: صفحہ۷۱)

یعنی امام کے لئے تکبیر تحریمہ کا اور اسی طرح تمام تکبیریں جو رکوع و سجود میں آتے جاتے ہوتی ہیں اسی طرح "سمع اللہ لمن حمدہ" کا اتنے زور سے پڑھنا سنت ہے کہ مقتدی سن لیں: اور

ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف جانے کا علم مقتدی کو ہو جائے۔ (شامی: صفحہ ۴۷۵)

اس زمانہ میں چونکہ لاؤڈ اسپیکر کی سہولت ہے لہذا ازدحام اور بھیڑ کے موقعہ پر اس کا بہتر انتظام کر دیا جائے اور مکبرین کا انتظام بھی رکھا جائے۔ تاکہ لوگوں کی نماز خراب نہ ہو خصوصاً جمعہ اور عیدین میں اس کا معقول اور بہتر انتظام رکھا جائے۔

امام کا اتنا آہستہ تکبیر ادا کرنا کہ مقتدی نہ سن سکے خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

کھڑے ہونے میں قدم کا فاصلہ چار انگلی کا ہو

(۱۵)......وتفريج القدمين فی القيام قدر اربع اصابع:

قیام کھڑے ہونے کی صورت میں دونوں قدموں کے درمیان ۴/ انگل کا فاصلہ ہونا۔

(نور الایضاح: صفحہ ۱۷۱، طحطاوی: صفحہ ۱۴۲)

قیام کا مسنون طریقہ

نماز میں قیام اور کھڑے ہونے کا مسنون اور سنت طریقہ یہ ہے کہ دونوں پیر قبلہ کی جانب سیدھے رہیں اور دونوں قدم کے درمیان قریب ہاتھ کی انگلی سے ۴/ انگل کا فاصلہ رہے۔ بالکل ملا کر رکھنا اور بہت زیادہ پھیلا کر رکھنا خلاف سنت ہے۔

"يستحب ان يكون بين الرجلين عند القيام مقدار اربعة اصابع كما فی البزازيه والسعايه ص ۱۱۱ طحطاوی : ص ۱۴۳، نفع المفتی والسائل ص ۸۱"

📖 ...... عموماً لوگ اس سنت میں بہت بے پرواہی کرتے ہیں عموماً یا تو فاصلہ کم رکھتے ہیں یا زائد رکھتے ہیں جو سنت یا مستحب کے خلاف ہے۔

پاؤں کا ٹیڑھا رکھنا خلاف سنت ہے

📖 ......اسی طرح کھڑے اور قیام کی حالت میں پیروں کو ٹیڑھا رکھتے ہیں،

حالانکہ دونوں قدموں کو بالکل سیدھا رکھنا سنت ہے تا کہ انگلیوں کا رخ سیدھا قبلہ کی جانب ہو، اکثر لوگوں کو آپ اسی طرح دیکھیں گے اس طرح انگلیوں کا رخ قبلہ سے مڑ جاتا ہے مکمل طور پر بجانب قبلہ نہیں ہوتا حالانکہ نماز میں بہر صورت ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کا رخ قبلہ ہونا مستقل سنت ہے۔ "ومن سنن الصلاة توجيهه اصابع رجليه الى القبلة" (الشامی: صفحہ ۵۰۴)

...... ہاں اگر موٹے ہونے کی وجہ سے یا اور کسی عذر کی وجہ سے قدمین کے درمیان ۴/ انگل کا فاصلہ مشکل ہوتا ہو زائد فاصلہ جس میں سہولت ہو کوئی حرج نہیں۔ "اما اذكان به سمن او ادرة يحتاج الى تفريج واسع فالامر عليه سهل طحطاوی" (صفحہ ۱۴۳، السعایہ: صفحہ ۱۱۱)

ایڑی کے بل کھڑا ہونا خلاف سنت ہے

...... قیام کی حالت میں پورے قدم کا زمین پر رکھنا ضروری ہے۔ لہذا اگر کوئی شخص بلا عذر کے پیر کی انگلیوں کے بل کھڑا رہا یا ایڑی کے بل کھڑا رہا تو یہ درست نہیں مکروہ تحریمی ہے۔ (السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۱۱)

دائیں بائیں ہلنا جلنا مکروہ ہے

...... قیام کی حالت میں دائیں بائیں ہلنا اور جھومنا مکروہ ہے۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۴۳)

ایک پیر کے سہارے کھڑا ہونا مکروہ

...... ایک پیر کے بل نماز میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ "ويكره القيام على احد القدمين فی الصلوٰة" (الشامیہ: صفحہ ۴۴۴)

...... البتہ طویل قیام ہو لمبی سورت پڑھ رہا ہو جیسا کہ نوافل میں تو اس کی گنجائش ہے کہ کبھی ایک پیر کا سہارا لے لے اور کبھی دوسرے پیر کا۔ (طحطاوی: جلد ۱ صفحہ ۱۴۳)

کس نماز میں کونسی سورت پڑھے

(۱۶)......ان تکون السورۃ المضمومۃ للفاتحۃ من طوال المفصل فی الفجر و الظہر:

مقیم کے لئے فجر اور ظہر میں سورۃ فاتحہ کے بعد طوال مفصل کی سورتوں کا پڑھنا اور عصر اور عشاء میں اوساط مفصل سے پڑھنا، اور مغرب میں قصار مفصل سے پڑھنا سنت ہے۔

یعنی سورۂ فاتحہ کے بعد سورتوں کے ملانے میں مسنون طریقہ ان کے لئے جو مقیم ہیں اپنے گھر اور علاقے میں ہیں سفر میں نہیں ہیں یہ ہے کہ فجر میں لمبی سورتیں ملائے۔

طوال مفصل: سورۂ حجرات سے لے کر سورۂ بروج تک ہے الشامی صفحہ ۵۴۰ بعضوں نے سورۂ محمد سے، سورۂ فتح سے، اور سورۂ قاف سے لے کر سورۂ بروج کی سورتوں کو کہا ہے۔

(طحطاوی: صفحہ ۱۴۴)

......اسی طرح ۴۰/ پچاس ساٹھ آیتوں کی مقدار کو پڑھا تو بھی مسنون مقدار ادا ہوگئی۔

(طحطاوی: صفحہ ۱۴۳، شامی:)

اوساط مفصل: سورۂ بروج سے لے کر سورۂ لم یکن تک ہے۔ شامی صفحہ ۵۴۰ اسی طرح ۲۰، ۲۵ کی مقدار پڑھ لیا تو مقدار مسنون ادا ہوگئی۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۴۳)

قصار مفصل: سورۂ لم یکن سے سورۂ ناس تک ہے۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۴۴، الشامی: صفحہ ۵۴۰)

...... مغرب میں کوئی چھوٹی سورت یا ۵/ آیتوں کی مقدار پڑھنا مسنون ہے۔

(طحطاوی: صفحہ ۱۴۳، الشامی: صفحہ ۵۴۰)

ظہر میں بھی طویل قرأت نماز فجر کی طرح ہوگی۔ "**والظہر کالفجر**"

(طحطاوی: ، الشامی: صفحہ ۵۴۱)

اکثر و بیشتر امام ظہر میں مختصر اور چھوٹی سورتوں پر ہی اکتفا کرتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے پوری ایک سورۃ کا پڑھنا مسنون ہے۔ "**ان الافضل فی کل رکعۃ الفاتحۃ وسورۃً تامۃ**" (الشامی: صفحہ ۵۴۱)

اگر وقت تنگ ہو یا عذر ہو تو

📖 ...... وقت اگر تنگ ہو یا اور کوئی عذر ہو تو چھوٹی سورتوں پر اکتفا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (الشامی: صفحہ ۵۴۱)

📖 ...... اگر قوم کو انشراح ہو اور گرانی نہ ہو تو اس مقدار سے زائد بھی پڑھ سکتا ہے۔

"وتارة يقرأ اكثرما ورد اذآ لم يمل القوم" (الشامی: جلد ا صفحہ ۵۴۱)

فرائض میں سورتوں کی یہی مقدار مسنون ہے۔ کبھی کبھار اس مقدار مذکور سے کم پر اکتفا کر لینا، یعنی اتفاقاً کبھی ایسا کرنا درست ہے۔

📖 ...... وقت اور حال کے پیش نظر مثلاً بارش، دھوپ یا اور کسی عذر کی وجہ سے اس مقدار مسنون کے خلاف چھوٹی سورتیں پڑھ لینے کی اجازت ہے، خلاف سنت نہیں ہوگا۔

"او اقصر سورة من قصاه عند ضيق وقت او نحوه من الاعذار" (الشامیہ: جلد ا صفحہ ۵۴۱)

📖 ...... مسافر حسب سہولت جو سورت چاہے پڑھے اجازت ہے۔

(طحطاوی، شامی: جلد ا صفحہ ۵۳۹)

فرض نماز میں قرأت کا مسنون طریقہ

📖 ...... فرض میں سورہ فاتحہ اور سورۂ ذرا ترتیل کے ساتھ قرأت کے ساتھ ٹھہر ٹھہر کر پڑھے، جلدی حدر کے ساتھ نہ پڑھے، نفل میں تہجد کی نماز میں جلدی جلدی پڑھ سکتا ہے، اور تراویح میں نہ آہستہ آہستہ اور نہ جلدی جلدی بلکہ بیچ درمیانی قرأت کی صورت اختیار کرے۔ (الشامی: صحہ ۵۴۱)

فرض نماز میں امام کو چاہئے کہ مشہور اور رائج قرأت کرے، عوام کی رعایت کرتے ہوئے کہ وہ بھڑک نہ جائیں۔

"لايقرا الروايات الغريبة وا الامالات...... ولايقرا عندهم مثل قرأة ابن جعفر وابن عامر، وعلى بن حمزة والكسائى" (صفحہ: ۵۴۱)

فجر کی پہلی رکعت کو ذرا طویل کرنا مسنون ہے

(۱۷)......واطالة الاولی فی الفجر:

اور فجر کی پہلی رکعت کو ذرا لمبی کرنا:

یعنی سنت ہے کہ فجر کی پہلی رکعت میں قرأت ذرا زیادہ کرے کہ دوسری رکعت کے مقابلہ میں لمبی ہو جائے۔

تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ پہلی رکعت پالیں۔ (طحطاوی ،والشامی: صفحہ۵۴۲)

اسی طرح بہتر ہے کہ دیگر نمازوں میں بھی مثلاً ظہر میں، عصر میں بھی پہلی رکعت دوسری رکعت کے مقابلہ میں ذرا لمبی ہو۔ (الشامیہ: صفحہ۵۴۲)

دوسری رکعت کا پہلی کے مقابلہ میں لمبی کر دینا مکروہ ہے، "**واطالة الثانية على الاولى مكروه**" (الشامی: صفحہ۵۴۲، کبیری: صفحہ۳۱۳)

البتہ ایک دو آیت کا فرق ہو جائے تو کراہت نہیں، "**ان كان مقدار آية او آيتين لايكره**" (السعایہ: صفحہ۳۰۹)

البتہ نفل میں اس کی اجازت ہے کہ دوسری رکعت لمبی ہو جائے پہلی کے مقابلہ میں۔ "**فی النفل عدم الكراهة مطلقاً**" (درمختار، الشامی: صفحہ۵۴۳) یہی حکم سنت کا بھی ہے۔

"**واطلق فی جامع المحبوبی عدم كراهة اطالة الاولى على الثانية فی السنن والنوافل.**" (الشامی: صفحہ۵۴۳، طحطاوی: صفحہ۱۴۴)

دو چھوٹی سورتوں کے درمیان ایک چھوٹی سورت کو چھوڑ کر پڑھنا مکروہ ہے۔

(الشامی: صفحہ۵۴۶)

ایک ہی رکعت میں دو سورتوں کو جمع کرنا مکروہ ہے۔ (الشامیہ: جلد ا صفحہ۵۴۶)

ترتیب کے خلاف پڑھنا فرض میں مکروہ ہے، مثلاً پہلے "تبت" پڑھنا پھر "اذا جاء" پڑھا۔ (شامیہ: صفحہ۵۴۶)

اگر پہلی رکعت میں خیال نہ رہا سورۂ ناس پڑھا دیا، تو پھر دوسری رکعت میں قل اعوذ

بـرب الفلق نہ پڑھے بلکہ دوبارہ پھر سورۂ ناس ہی پڑھ لے۔"بـان قـرأفی الاولیٰ قل اعوذبرب الناس اعادها فی الثانية" (الشامیہ:صفحہ۵۴۶)

اگر کسی لمبی ایک آیت کو دو رکعت میں پورا کیا تو یہ درست ہے جیسے "یـاایهـا الـذین اٰمنوا اذا تداینتم ولو قرأ آية طويلة فی الرکعتين فالاصح الصحة اتفاقاً"

(الشامی صفحہ۵۴۷)

رکوع میں اللہ اکبر کہتا ہوا جائے

(۱۸)......وتکبیرة الرکوع:

اور رکوع کی تکبیر سنت ہے، یعنی جب فاتحہ اور سورۃ سے فارغ ہو جائے تو رکوع میں جانے کے لئے اللہ اکبر کہتے ہوئے جانا سنت ہے، رکوع میں جاتے ہوئے تکبیر کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جھکتے ہی تکبیر شروع کر دے اور رکوع میں جب پیٹھ برابر ہو جائے، تو تکبیر ختم ہو جائے۔ (طحطاوی:صفحہ۱۴۴)

"فيبتدی بالتکبير مع ابتداء الانحناء ويختمه بختمه" (طحطاوی:صفحہ۱۵۴)

"ان السنة كون ابتداء التكبير من الحزور وانتها نه عند استواء الظهر"

(الشامیہ: جلد ا صفحہ۴۹۳)

......پس معلوم ہوا کہ اللہ اکبر کہہ کر جھکنا یا جھکتے ہی تکبیر اللہ اکبر کا ختم کر دینا سنت کے خلاف ہے۔

بلکہ جھکنے کی ابتداء وانتہا، اللہ اکبر کی حالت میں ہو، اور اس کے بعد رکوع کی تسبیح شروع ہو جائے۔ (مراقی:صفحہ۱۴۵)

رکوع کی حالت میں تکبیر کے سلسلے میں اکثر یہ غلطی ہوتی ہے کہ رکوع متحقق ہونے سے قبل یعنی پیٹھ برابر ہونے سے قبل تکبیر ختم ہو جاتی ہے، دھیان رکھا جائے تو یہ سنت پر عمل علی وجہ الکمال ہو سکتا ہے ورنہ نہیں یہی حال سجدہ میں ہے، جیسا کہ اس کے ذیل میں آ رہا ہے۔

بہتر ہے کہ قرأت اور تکبیر میں وصل نہ کرے، اور بعضوں نے یہ بھی کہا کہ قرأت ختم

کرتے ہوئے رکوع کے لئے اللہ اکبر کہہ دے "لایصل التکبیر بالقراء ۃ، والافضل الوصل"
(الشامی صفحہ۴۹۳)

پس معلوم ہوا دونوں طریقے ٹھیک ہیں۔

تین تسبیح سے کم مکروہ ہے

(۱۹)......وتسبیحه ثلاثاً:

اور رکوع کی تسبیح کا ۳/ مرتبہ پڑھنا۔

تمام تسبیحات یعنی رکوع اور سجدے کا ۳/ مرتبہ پڑھنا سنت ہے، اگر ایک مرتبہ پڑھے گا۔

تو سنت کا ثواب نہ پائے گا۔ (طحطاوی: صفحہ۱۴۴، بحر الرائق: صفحہ۳۲۱)

۳/ مرتبہ سے کم مکروہ ہے۔ (کبیری: صفحہ۲۸۲)

۳/ مرتبہ سے زائد پڑھنا مستحب ہے، "صرحوا بانه یکره ان ینقص عن الثلاث وان الزیادة مستحبة" (الشامی: صفحہ۴۹۴)

...... تسبیح کا طاق عدد میں ۳/ ۵/ ۷/ ۹/ میں پڑھنا سنت ہے۔

(الشامی: صفحہ۴۹۴، بحر الرائق: صفحہ۳۳۴)

...... "سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡعَظِیۡمِ" کا کہنا سنت ہے۔

اگر کوئی ظا صحیح طرح ادا نہ کر سکے تو

...... اگر کوئی عظیم کی ظاء کو ادا نہ کر سکتا ہو تو وہ "سبحان ربی الکریم" پڑھ لے، "ان کان لا یحسن الظاء فیبدل به الکریم لئلا یجری علی لسانه العزیم فتفسد به الصلوٰة" (الشامی: صفحہ۴۹۴، السعایہ: جلد۲ صفحہ۱۸۴)

...... بہتر ہے کہ امام ۵ مرتبہ تسبیح کہے تا کہ مقتدی کا ۳ مرتبہ پورا ہو جائے جو سنت ہے، "ونقل فی الحلیة، یستحب للامام ان یسبح خمس تسبیحات لیدرک من خلفه الثلاث" (الشامی: جلد۱ صفحہ۴۹۵)

📖...... مقتدی کی ۳/مرتبہ تسبیح ہوئی نہیں کہ امام نے رکوع سے سر اٹھادیا تو مقتدی بھی سر اٹھادے گا، تسبیح کے لئے رکا نہیں رہے گا۔

"لو رکع الا مام رأسه من الرکوع والسجود قبل ان یسبح المقتدی ثلاثا الصحیح انه یتابع الا مام" (قاضی خاں، سعایہ صفحہ ۱۸۴)

رکوع میں گھٹنوں کو پکڑنا سنت ہے

(۲۰)......واخذ رکبتیه بیدیه:

اور رکوع میں اپنے دونوں گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑنا۔

مطلب یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیوں کو صرف رکھنا نہیں ہے بلکہ پکڑنا یا پکڑنے کے مشابہ رکھنا سنت ہے۔

والوضع واخذ الرکبتین (طحطاوی علی الدر صفحہ ۳۲۰)

ویضع یدیه معتمدابها (الشامیہ صفحہ ۴۹۳)

یتکی بیدیه رکبتیه (السعایہ: صفحہ ۱۸۷)

رکوع میں انگلیوں کو کشادہ رکھے

(۲۱)......وتفریج اصابعه:

اور رکوع میں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ رکھنا سنت ہے یعنی بالکل ملا کر اور سٹا کر رکھنا جیسا کہ سجدہ کی حالت میں سنت ہے یہاں نہیں، بلکہ کشادہ اور کچھ پھیلی رہیں گی، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ انگلیاں دائیں اور بائیں "یمیناً وشمالاً" ہوجائیں گی، بلکہ کھلی کشادہ سیدھی رہیں گی، (البتہ عورتیں اپنی انگلیاں ملا کر رکھیں گی) اس طرح کشادہ رکھے کہ انگلیوں کا رخ پنڈلیوں کی جانب ہو جو گویا کہ قبلہ رخ ہے۔

مجافیاً عضدیه مستقبلا اصابعه فانهما سنة ص ۴۹۴، ومن السنة فی الرکوع استقبال الا صابع القبلة (طحطاوی علی الدر: جلد ۱ صفحہ ۲۱۶)

رکوع کی حالت میں انگلیاں گھٹنوں پر کس طرح اور کس رخ میں رہیں گی اس کی تحقیق

رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کے پکڑنے کی صورت میں انگلیاں کشادہ رہیں گی، اور ہاتھ کی انگلیوں کو اس طرح رکھا جائے گا گویا ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑے ہوئے ہے، اور انگلیوں کا رخ پکڑنے میں دائیں بائیں پھیلا نہ ہوگا، جیسا کہ عموماً انگوٹھے کا اور چھوٹی انگلیوں کا رخ بہت زیادہ پھیلانے کی وجہ سے ہو جاتا ہے، بلکہ انگلیوں کو کشادہ تو کیا جائے گا، مگر اتنا نہیں کہ انگوٹھے اور خنصر کا رخ دائیں بائیں ہو جائے بلکہ سیدھے پنڈلی کی جانب اس کا رخ رہے گا۔

واعلم ان كيفية جهة اصابع اليد فى حالة الركوع لم ارمن نبه وبين مفصلاً من فقهاء الاحناف هل بالتفريج مراده الكامل التفريج المباعد حيث يكون يمينا وشمالا ام لا تتبعت ولكن ماوجدت، من كتب الاحناف ولكن بينه العلامة النووى فى شرح المهذب ان اصابع اليد فى اخذ الركبة لا يكون يمينا وشمالا، اما اكمل الركوع...... ويضع يديه على ركبتيه وياخذ بهما ويفرق اصابعه حينئذ ويو جهها نحو القبلة...... قال الشيخ ابو محمد فى التبصرة، يو جهها نحو القبلة غير مخرفة يميناً وشمالا (شرح مہذب: جلد۳ صفحہ۴۰۹)

وانت تعلم ان المسئلة غير خلافية فيستند بقوله، فاغتنم هذا التقرير لم ارمن نبه على هذا الامر فالحمد على ذلك

رکوع میں ٹخنوں کی حالت کے متعلق ایک تحقیق

فقہاء کرام کے یہاں رکوع کے طریقہ اور آداب میں اسی طرح سجدہ میں بھی "الصاق کعبیہ" ذکر کیا ہے۔

اس کا بظاہر ترجمہ اور مطلب بعضوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ دونوں ٹخنوں کو باہم ملا دے، اور ۴/ انگلی کا فاصلہ نہ رہے۔

سو یہ مفہوم صحیح نہیں ہے، مردوں کے لئے تمام اعضاء کا ایک دوسرے سے الگ رہنا سنت ہے، مزید اس کا ملانا مشقت، کلفت کا باعث ہے، بلکہ دونوں ٹخنوں کو ایک دوسرے کے بالکل محاذاۃ اور سامنے رکھنا ہے، تاکہ قدم آگے پیچھے نہ ہو، ۴/ انگل رکھتے ہوئے قدم بالکل برابر مساواۃ میں رکھے۔ (کذافی السعایہ)

ومنها الصاق الكعبين، ذكره جمع من المتأخرين ...... قال الشيخ الرحتى مع بقاء تفريج مابين القدمين

قلت لعله اراد من الصاق المحاذاة، وذلك بان يحاذى كل من كعبيه لاخر فلا يتقدم احدهما على الأخر ......والقول الفيصل ان يقال ان كان المراد بالصاق الكعبين فى الركوع والسجود ان يفرق المصلى احد كعبيه بالاخر ولايفرج بينهما كما هو ظاهر عبارة الدرالمختار ...... فليس هو من السنن على الاصح كيف وقد ذكره المحققون من الفقهاء، ان الاولى للمصلى ان يجعل بين قدميه نحو اربعة اصابع ولم يذكروا انه يلزقهما فى حالة الركوع والسجود ...... فهذا صريح فى ان المسنون هو التفريج مطلقًا (السعایہ: صفحہ ۱۸۱)

الصاق کعب کا مطلب

اسی طرح الصاق کعب کا جو یہ مطلب لیتے ہیں کہ اپنے ٹخنوں کو دوسرے نمازی کے بغل میں ملا کر رکھے، صحیح مفہوم نہیں جیسا کہ ماقبل سے معلوم ہوا۔

چنانچہ بعض لوگ ایسا کرتے بھی ہیں جس کی وجہ سے ان کے دونوں قدم کا فاصلہ ۴/ انگلی سے بہت زیادہ بڑھ جاتا ہے، یہ بھی درست نہیں اور خلاف سنت ہے، الصاق سے مراد اپنے دونوں ٹخنوں کا برابر مقابل میں رکھنا ہے، "کذافی السعایه، ولا يخفى ان المراد ههنا

الصاق کل کعب کعب صاحبه لا کعبه مع الکعب الأخر" (جلد۲صفحہ۱۸۱)

(۲۲)......ونصب ساقیه:

اور پنڈلیوں کا سیدھا کھڑا رکھنا (رکوع) میں سنت ہے۔

مطلب یہ ہے کہ رکوع کی حالت میں گھٹنوں پر جب دونوں ہاتھ رکھے جائیں گے تو پنڈلی سیدھی کھڑی رہے گی، ٹیڑھی اور جھکی ہوئی نہ رہے گی، اور نہ اس میں خم ٹیڑھا پن ہوگا، کہ یہ مکروہ ہے "یجعلها شبه القوس کما یفعله کثیر من العوام مکروه"

(الشامی: صفحہ۴۹۴، بحر الرائق: طحطاوی علی الدر: صفحہ۲۲۰)

پنڈلیوں کو رکوع کی حالت میں بالکل سیدھی اور کھڑی نہ رکھ کر آگے کی طرف جھکی رکھنا، پیچھے کی طرف پورا نہ ٹکنا مکروہ ہے۔

رکوع میں پیٹھ برابر رکھے

(۲۳)......وبسط ظهره:

اور پیٹھ کا بالکل برابر ہو جانا سنت ہے۔ (نورالایضاح:۷۲)

رکوع میں پیٹھ کا سرین کے برابر ہونا سنت ہے، ایسا نہ ہو کہ پیٹھ کا اگلا حصہ پچھلے حصہ سے کچھ اٹھا ہو، اسی طرح نہ پیچھے کے حصہ کے مقابلہ میں جھکا ہو، بلکہ پوری پیٹھ بالکل برابر ہو۔ کہ اگر پانی کا پیالہ پیٹھ پر رکھ دیا جائے تو نہ پیالہ ٹیڑھا ہو اور نہ پانی گرے۔

"ای یجعله مبسوطاً مستویا بحیث لو صب علیه قدح من ماء لاستقر" (السعایہ: صفحہ۱۷۹، طحطاوی: صفحہ۱۴۵)

"ویسوی ظهره بعجزه فلا یرفعه ولا یخفضه" (طحطاوی علی الدر: صفحہ۳۰۲)

سر اور سرین کا برابر ہونا

(۲۴)......وتسویة رأسه بعجزه:

سر کا پیچھے کے حصہ سرین کے بالکل برابر ہونا۔ (نورالایضاح:۷۲)

یعنی رکوع میں سنت یہ ہے کہ سر اور سرین دونوں بالکل مساوی اور برابر ہوں۔ نہ تو سر پیچھے کے مقابلہ میں اٹھا ہو اور نہ سر پیچھے کے مقابلہ میں جھکا ہو، بالکل برابر ہو کہ اگر کوئی لمبی لکڑی سیدھی کھڑی کی جائے تو وہ سر کو اور سرین دونوں کو بلا ٹیڑھ کے سیدھی حالت میں چھودے، سر کو سرین کے مقابلہ میں جھکانا یا کچھ اٹھا رکھنا خلاف سنت ہے۔ اکثر لوگوں کا سر یا تو اٹھا دیکھا جاتا ہے یا قدم اور زمین کی جانب جھکا ہونا، یہ سنت کے خلاف ہے۔

غیر رافع ولا منکس رأسه، (درمختار) لایجعل رأسه منخفضا من عجزه بل یجعل رأسه وعجزه مستوین، لماروی ...... فلم یصوب رأسه ولم یضع

(السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)

...... بعض لوگ رکوع میں تھوڑا سر کو جھکا دیتے ہیں اور اسے تواضع وانکساری سمجھتے ہوئے اچھا خیال کرتے ہیں، یہ خلاف سنت ہے، "کذا فیه فلو خفض رأسه قلیلا کان خلاف السنة"

(طحطاوی: صفحہ ۱۴۵، السعایہ: ۱۸۰، مجمع الانہر)

رکوع میں نظر قدموں کی طرف

...... اگر رکوع کی صورت میں نظر ٹھیک دونوں قدموں کی طرف رہے جیسا کہ مستحب ہے تو سر معتدل رہے گا، اگر نگاہ کو سجدہ گاہ کی جانب رکھا جائے گا تو سر اٹھ جائے گا اور گھٹنے اور ان کی طرف ہو تو سر جھک جائے گا، اس لئے سر کو معتدل رکھنے کے لئے نظر دونوں قدموں کی طرف رکھے۔

...... رکوع کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں پہلوؤں سے جدا رکھے، ملا کر نہ رکھے۔ یعنی کہنی سے اوپر کا حصہ سینے میں نہ لگے۔

بازو پہلو سے نہ ملائے

"ومنها تنحية اليدين عن جنبيه" (السعایہ: صفحہ ۱۸۰)

"وینبغي ان یزاد مجافیا عضدیه" (الشامیہ: صفحہ ۴۹۴)

...... پس معلوم ہوا کہ بعض لوگ جو رکوع کی حالت میں کہنی پیٹ یا سینہ سے

کچھ ملا لیتے ہیں، خلاف سنت ہے۔

رکوع میں ان امور کا لحاظ کرنا مسنون ہے۔

...... تکبیر کہتے ہوئے جانا، حسب ذکر پیٹھ وسر کو برابر رکھنا دونوں ہتھیلیوں کو کشادہ کرتے ہوئے، گھٹنوں پر اس طرح رکھنا کہ اس کے پکڑنے کے مشابہ ہو جائے، گھٹنوں کو آگے کی جانب نہ نکلنا بلکہ پیچھے کی جانب پوری طور پر موڑ کر رکھنا نگاہوں کا دونوں قدم پر ہونا۔

(۲۵)......والرفع من الركوع:

اور رکوع سے (تسبیح کے بعد) سر اوپر اٹھانا:

جب رکوع کی تسبیح پوری ہو جائے، تو قومہ کے لئے سر اٹھائے، اگر جماعت کے ساتھ ہے، تو امام کے سر اٹھانے پر رکوع سے اٹھ جائے خواہ تسبیح پوری ہو یا نہ ہو۔ "لو رفع الا مام رأسه قبل ان يتم المأموم التسبيحات الثلاث وجب متابعتة" (الشامی: صفحہ ۴۹۵)

قومہ کرنا

(۲۶)......والقيام بعده مطمئناً:

اور رکوع کے بعد اطمینان سے قومہ کرنا۔ (نور الایضاح: صفحہ ۷۲)

خیال رہے کہ رکوع سے سر اٹھاتے ہوئے "سمع الله لمن حمده" کہنا امام کو اور تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے مسنون ہے، البتہ منفرد "سمع الله" کے بعد "ربنا لک الحمد" بھی کہے گا، "ويجمع بينهما لو منفردًا" (الشامیہ: صفحہ ۴۹۷)

رکوع سے اٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اٹھتے ہوئے "سمع الله" کہے اور جب جسم بالکل سیدھا ہو جائے تو "ربنا لک الحمد" پڑھے، کھڑے ہونے کی حالت میں "سمع الله" ادا نہ ہو، "يسمع رافعاً ويحمد مستويًا" (الشامیہ صفحہ ۹۷)

"رافعاً رأسه اشاربه الى مقارنته التسميع لا بتداء الرفع" (السعایہ: صفحہ ۴۹۷)

"واذا استوى قائماً قال ربنا لک الحمد" (بحر الرائق: صفحہ ۳۳۴)

...... رکوع سے اٹھنے اور ٹھیک سے کھڑے ہونے سے قبل سمع اللہ کہنے کا مسنون وقت ہے اگر اس حالت میں نہ کہا بلکہ سیدھا کھڑا ہوگیا تو اب اس کا وقت مسنون نکل گیا، اب سنت نہیں لہذا کھڑے ہونے کی حالت میں نہ کہے۔ "فان لم یأت بالتسمیع حالة الرفع لم یأت حالة الاستواء" (بحرالرائق ۳۳۴، السعایہ ۱۸۵)

سر اٹھاتے ہی سجدے میں نہ جائے

...... سر اٹھاتے ہی جلدی سے سجدہ کی جانب نہ جائے اتنی دیر کھڑا ہونا کہ تمام اعضاء اپنی جگہ ساکن اور مطمئن ہو جائیں، جسم کا جوڑ اپنی جگہ آ کر سکون اور معتدل ہو جائے تب سجدہ میں جائے "فیمکث فی الرکوع والسجود والقومة حتی یطمئن کل عضو منه هٰذا هو الواجب" (السعایہ: صفحہ ۱۹۲)

...... بعض لوگ رکوع سے سیدھا کھڑے بھی نہیں ہو پاتے کہ سجدہ میں چلے جاتے ہیں، ایسی نماز خراب ہو جاتی ہے جس کا لوٹانا اور پھر سے پڑھنا ضروری ہے۔

سجدے میں جانے کا مسنون طریقہ

قومہ سے سجدہ میں جھکنے اور جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے سر کو اور جسم کے اوپر کے حصہ کو جھکاتے ہوئے نہ جائے بلکہ گھٹنے کے سہارے جھکے اپنے اوپری جسم کو سیدھا رکھنے گھٹنے کو موڑ کر اس پر ہاتھ رکھتا ہوا جائے، عموماً لوگ اس کو جھکاتے ہوئے سجدہ کرتے ہیں، یہ ٹھیک نہیں، "ویخر للسجود قائماً مستویاً لامنحنیا لئلا یزید رکوعا آخر" (الشامی: جلد ا صفحہ ۴۹۷)

سجدہ میں جاتے ہوئے کن اعضاء کو پہلے رکھے

(۲۷)...... ووضع رکبته ثم یدیه ثم وجهه للسجود:

پھر سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ پھر چہرہ زمین پر رکھے۔ (نورالایضاح صفحہ ۲۷)

قیام سے سجدہ میں جانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جھکتے ہی تکبیر شروع کر دے اور

پہلے دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھے، پھر دونوں ہتھیلیوں کو پھر چہرے کو جس میں ناک کو اولاً پھر پیشانی کو زمین پر رکھے۔ (شامی:صفحہ۴۹۸،طحطاوی:صفحہ۱۴۵)

"ویسجد واضعار کبتیه ثم یدیه ثم وجهه مقدما انفه" (شامی:صفحہ۴۹۸)

...... اگر پہلے پیشانی کو رکھا پھر ناک کو زمین پر ٹیکا تو یہ بھی سنت کے موافق ہے، **"من السنن ان یضع جبهته ثم انفه"** (بدائع،الشامیہ:صفحہ۴۹۸)

...... پیشانی کے اکثر یا بعض حصہ کا زمین پر ٹیکنا اور رکھنا ضروری ہے، **"ان الشرط فی السجود وضع اکثر الجبهة او بعضها"** (طحطاوی:صفحہ۲۲۲)

...... سجدہ میں پیشانی کی حد اور اس سے مراد بھوؤں کے اوپری حصہ سے لے کر بال اگنے کی جگہ تک ہے۔

"والجبهة اسم لما یصیب الارض مما فوق الحاجبین الی قصاص الشعر حالة السجود" (بحرالرائق:صفحہ۳۳۵)

اور ناک سے مراد، ناک کا سخت حصہ جو ہڈی ہے وہ ہے، ناک کا سر جو نرم ہے وہ نہیں۔ **"الانف اسم لماصلب واماالان منه فلا یجوزالاقتصار علیه باجماعهم"** (بحر:صفحہ۳۳۵)

سجدہ میں ہاتھ گھسیٹنا خلاف سنت

...... خیال رہے کہ ہاتھ کو رکھنا سنت ہے، گھسیٹ کر سر کے درمیان لے جانا خلاف سنت مکروہ ہے، بعضوں کو دیکھا جاتا ہے کہ دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر اولاً رکھ دیتے ہیں پھر گھسیٹ کر آگے کانوں کے مقابل لے جاتے ہیں یہ بڑی بری حرکت ہے۔

سجدہ سے اٹھنے کا مسنون طریقہ

(۲۸)......وعکسه للنهوض:

اور سجدہ سے اٹھتے ہوئے اس کا الٹا کرنا کہ اولاً چہرہ پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھانا پھر

دونوں گھٹنوں کو اٹھانا ہے۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۴۶)

...... پس معلوم ہوا کہ اکثر و بیشتر لوگ سجدہ میں جانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھتے ہیں اسی طرح اٹھتے ہوئے پہلے گھٹنے اٹھاتے ہیں، خلاف سنت ہے، ہاں عذر کی صورت میں گنجائش ہے۔

"ویکبر للنهوض علی صدور قدمیه، بلا اعتماد قعود" اور سجدہ سے تکبیر کہتا ہوا اٹھے اپنے پیر کے بل بغیر زمین کا سہارا لئے اور جلسہ راحت اختیار کئے، یعنی سجدہ سے اٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھتا ہوا اس کے سہارے اٹھے اور ذرا دیر بھی نہ بیٹھے سیدھا کھڑا ہو جائے۔

ہاتھ کے سہارے سے نہ اٹھے

...... سجدہ سے اٹھتے وقت دونوں ہاتھوں کو اولاً زمین پر رکھ کر نہ اٹھے، جیسا کہ اکثر لوگوں کی عادت ہوتی ہے، یہ خلاف سنت ہے، "یعتمد بیدیه علی رکبتیه" (الشامی: صفحہ ۵۰۶)

"لایعتمد عندالقیام بیدیه علی الارض" (السعایہ: صفحہ ۲۰۹)

ہاں البتہ ضعف کمزوری ہو، طاقت نہ ہو، جسم بھاری ہو تو ایسی صورت میں زمین پر ہاتھ کے سہارے اٹھنا جائز ہے، "والاخبه انه سنه او مستحب عند عدم العذر" جوانوں کو اور کم عمروں کو اور طاقت وروں کو ہاتھ کے سہارے اٹھنا جیسا کہ لوگ کرتے ہیں مکروہ ہے، "فیکره فعله تنزیها لم لیس به عذر" (الشامیه: صفحه ۵۰۶)

"قال صاحب البحر ترک الاعتماد مستحب لمن لیس به عذر عندنا (السعایة) ان من السنة...... ان لایعتمد علی الارض الا ان یکون شیخاً کبیرا لا یستطع به" (السعایہ: صفحہ ۲۱۰)

...... اٹھنے کی مسنون ترتیب یہ ہے کہ تکبیر کہتا ہوا اولاً سر اٹھائے پھر دونوں ہاتھوں کو پھر گھٹنے کو اور ان دونوں ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھتے ہوئے اس کے سہارے

اٹھے۔"ویکبر ویرفع رأسه اولاثم یدیه ثم رکبته" (السعایہ:صفحہ۲۰۹) "یعتمد بیدیه علی رکبته" (الشامی:صفحہ۵۰۶)

دوسری رکعت میں ثناء وتعوذ نہ پڑھے

📖......اگر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو رہا ہے تو اب ثنا تعوذ نہیں پڑھے گا، خواہ امام یا مقتدی، "والرکعة الثانیة کالاولی غیرانه لایأتی بثناء ولاتعوذ فیها" (الشامیہ:صفحہ۵۰۶)

تیسری رکعت کے لئے اٹھنے کا مسنون طریقہ

📖......تشہد سے فارغ ہو کر تیسری رکعت کے لئے اٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جیسے ہی تشہد کے بعد شہادت سے فارغ ہو ویسے ہی تکبیر کہتا ہوا اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھتے ہوئے اس کے سہارے سے کھڑا ہو "یکبر عند النهوض، ویکبر حین یقوم من أثنین بعد الجلوس." (السعایہ:صفحہ۲۳۰،کبیری:صفحہ۳۳۱)

"واذا قام الی الرکعة الثالثة لا یعتمد بیدیه علی الارض...... وان اعتمد...... انه یکره" (کبیری:صفحہ۳۳۱)

📖......تیسری رکعت کے لئے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھتے ہوئے اٹھنا بلاعذر کے مکروہ ہے۔ (کبیری:صفحہ۳۳۱) مکروہ تنزیہی ہے۔

(۲۹)......وتکبیر السجود:

اور سجدہ میں جاتے ہوئے تکبیر کہنا یعنی جیسے ہی جھکے تکبیر شروع کردے اور زمین پر چہرہ ٹیکتے ختم کردے: "ویختمه عند وضع جبهته للسجود" (طحطاوی:صفحہ۱۵۴)

(۳۰)......وتکبیر الرفع منه:

اور سجدہ سے اٹھتے ہوئے تکبیر کہنا سنت ہے۔

سجدہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہو

(۳۱)......وكون السجود بين كفيه:

اور سنت ہے کہ سجدہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہو۔ (نورالایضاح)

یعنی سجدہ میں سر کو دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اس طرح رکھنا کہ دونوں ہتھیلیاں کانوں کے مقابلے میں ہو جائیں، دونوں ہاتھوں کو اس طرح رکھنا کہ انگوٹھے کان کے مقابل اور بغل ہو جائیں افضل ہے۔

"بحيث يكون ابهاما حذاء اذنيه" (الشامی: صفحہ ۴۹۸)

"وجهه بين كفيه ويديه حذاء اذنيه" (فتح: صفحہ ۳۰۲، السعایہ: صفحہ ۱۹۵)

اگر دونوں ہاتھوں کو کندھے کے قریب رکھا تب بھی سنت طریقہ ادا ہو جائے گا:

"سواء وضع وجهه بين كفيه او حذا منكبيه"

(طحطاوی علی الدر: صفحہ ۳۲۱، الشامی، السعایہ: صفحہ ۱۹۵)

البتہ کانوں کے مقابل رکھنا زیادہ افضل و بہتر ہے:

"لكن بين الكفين افضل" (طحطاوی: صفحہ ۱۱۱)

......خیال رہے کہ دونوں ہتھیلیاں کانوں کے بغل اور مقابل تو رہیں گی مگر کانوں سے یا گالوں سے نہ سٹینگی اور نہ ملیں گی، چنانچہ بیشتر لوگوں کو دیکھا گیا ہے اُن کے انگوٹھے کان اور گالوں سے مل جاتے ہیں، کہ سجدہ کی حالت میں تمام اعضاء کا ایک دوسرے سے الگ رکھنا سنت ہے، "كما في حديث وائل رايت ابهاميه قريباً من اذنيه"

(السعایہ: جلد ا صفحہ ۹۱۵)

بس معلوم ہوا کہ قریب اور مقابل میں رہیں گے مگر ملیں گے نہیں، مزید ہتھیلی کے رکھنے کی کیفیت آگے آ رہی ہے۔

(۳۲)......وتسبيحه ثلاثاً:

اور سنت ہے کہ کم از کم ۳/ مرتبہ تسبیح "سبحان ربي الا على" پڑھے، اور سجدہ میں

جو آپ ﷺ سے بعض موقعہ پر دعائیں منقول ہیں وہ نوافل اور تہجد سے متعلق ہیں فرائض سے نہیں۔ "لایاتی فی رکوعه وسجوده بغیر التسبیح علی المذهب وماورد محمول علی النفل ای تهجدا وغیره" (الشامی: صفحہ ۵۰۶)

تسبیح کے علاوہ دیگر دعائیں نوافل میں پڑھی جاسکتی ہیں۔

مرد کا سجدہ

(۳۳)......ومجافاة الرجل بطنه عن فخذیه:

مردوں کو سجدہ میں پیٹ کو ران سے الگ رکھنا سنت ہے، مطلب یہ ہے کہ سجدہ کی حالت میں ران گھٹنے سے لے کر اوپر تک پیٹ سے جدا رہے، ملے اور سمٹے نہیں بلکہ ران اور پیٹ وسینہ کے درمیان اتنا فاصلہ اور خلا رہے کہ اگر کوئی چھوٹا بچہ بکری کا نکلنا چاہے تو نکل جائے، "حتی ان لو بهیمة ارادت ان تمر بین یدیه مرت"

(بحرالرائق: جلد۱ صفحہ ۳۳۹، کبیری: صفحہ ۳۲۱، فتح القدیر: صفحہ ۳۰۷)

"ومرفقیه عن جنبه......" اور اپنی کہنیوں کو اپنے پہلوؤں سے الگ رکھے، یعنی سجدہ کی حالت میں اپنی کہنی اور بازو کو سینہ اور پیٹ سے نہ ملائے اور نہ سنائے۔

📖 ...... ہاتھ کہنی بعض لوگ سینہ اور پہلو سے ملائے رکھتے ہیں، عموماً لوگ اس پر توجہ نہیں کرتے خلاف سنت ہے۔

📖 ...... البتہ بھیڑ ہو اژدحام ہو صف چھوٹی اور ملی ہوئی اور بغل والے کو اذیت ہوتی ہو تو ایسی صورت میں ان اعضاء کو ایک دوسرے سے ملا سکتے ہیں، جیسے ریاض الجنۃ میں کہ کثرت اژدحام کی وجہ سے چھوٹی صف اور بہت کسی کسی ملی ہوئی ہیں "ویظهر عضدیه فی غیر زحمة" (الشامی: صفحہ ۵۰۳، طحطاوی: صفحہ ۱۴۶)

"اذا لم یکن فی الصف زحام" (السعایہ: صفحہ ۱۹۶)

"وذراعیه عن الارض."

اور اپنے بازو کو زمین سے الگ رکھے، یعنی سجدہ کی حالت میں اپنے ہاتھ یا بازو کو

زمین سے اچھی طرح اٹھا کر جدا رکھے، نہ زمین سے ملائے اور زمین سے لگائے۔

(نور الایضاح: طحطاوی)

"روی مسلم نهیه علیه الصلوة والسلام ان یفترش ذراعیه افتراش السبع"

(السعایہ: صفحہ ۱۹۶)

"فاذا سجد وضع یدیه غیر مفترش" (فتح القدیر: صفحہ ۳۰۷)

"ولحدیث مسلم اذا سجدت فضع کفیک وارفع مرفقیک" (بحر: صفحہ ۳۳۸)

📖 ...... سجدہ کی حالت میں دونوں بازوؤں کو زمین پر لگا یا رکھنا سنت کے خلاف ہے، اکثر و بیشتر لوگ اپنے بازو کو زمین سے ملا دیتے ہیں اسی طرح کان اور گال سے ملا دیتے ہیں جو خلاف سنت مکروہ ہے، "ومن السنن مجافا الورکین عن عقبیه"

(السعایہ: صفحہ ۱۹۷)

اسی طرح سجدہ کی سنت میں سے یہ ہے کہ سرین یعنی چوتڑ کو ایڑیوں سے بالکل علیحدہ رکھے، ذرا بھی نہ ملائے، صرف عذر کی حالت میں اس کی اجازت ہو سکتی ہے، "لما روی ...... فرفع عجزتیه" (السعایہ: جلد ۲ صفحہ ۱۹۷)

"ضاما اصابعه" سجدہ میں اپنی انگلیوں کو ملا کر رکھے۔ (شرح وقایہ، السعایہ: ۱۹۵)

📖 ...... سجدہ میں تمام انگلیوں کو ملا کر رکھنا مسنون ہے، رکوع کی طرح کشادہ پھیلی نہ رہیں گی، سیدھی بجانب قبلہ رہیں گی، اور ملی نہ رہیں گی تو انگلیوں کا رخ دائیں بائیں ہو کر قبلہ رخ نہ ہوگا۔

خیال رہے کہ نماز میں ہتھیلی کی انگلیوں کی تین حالتیں ہیں:

❶ ...... اپنی اصلی حالت میں کھلی رہیں گی، نہ بالکل ملی رہیں گی نہ کشادہ پھیلی رہیں گی، تکبیر تحریمہ کے وقت اور تشہد میں بیٹھنے کے وقت "عندا لتکبیر والوضع فی التشهد یترک ما علیه العادة من غیر تکلف ولا ضم" (صفحہ ۳۱۵)

❷ ...... کشادہ اور کچھ پھیلی رہیں گی، رکوع کے وقت گھٹنہ پکڑنے میں۔

❸ ...... سجدہ کے وقت ہاتھ کی انگلیاں ملی ہوئی رہیں گی تاکہ بجانب قبلہ رخ صحیح ہو

سکے، "ولا الضم الا فی السجود" (الشامی: صفحہ۴۷۶)

والا تفریج الا صابع الا ھنا (فی الرکوع) کما انہ لا یطلب الضم التام الا فی السجود فیما عدا ھذین نص مشائخنا علی انہ یضم اصابعہ کل الضم فی السجود (السعایہ: صفحہ۱۹۶)

"یبقیھا علی خلقتھا" (طحطاوی علی المراقی: صفحہ۱۴۵)

...... بعض لوگ سجدہ کی حالت میں انگوٹھوں کو انگشت شہادت کے ساتھ ملا کر رکھنے کے بجائے دائیں بائیں جانب رکھتے ہیں جس سے انگوٹھوں کا رخ بجانب قبلہ نہیں ہوتا یہ خلاف سنت ہے، ملا کر رکھنے کی یہی حکمت ہے تا کہ رخ سیدھا قبلہ کی طرف رہے، "لو فرجھا یبقی الابھام والخنصر غیر متوجھین" (السعایہ: صفحہ۱۹۶)

......"ان تکون رؤس اصابعہ مستقبل القبلۃ" سجدہ کی حالت میں انگلیوں کا سرا یعنی پورے کا رخ قبلہ کی جانب رہے، یہ سنت ہے اسی طرح ہتھیلیوں میں ذرا بھی خم اور ٹیڑھا نہ رکھے نہ دائیں بائیں جانب کرے اور نہ سر کی جانب ذرا بھی موڑے،

"وانما یسن الضم ھنا للتوجہ الی القبلۃ" (السعایہ: صفحہ۱۹۵)

"ویسن توجیہ اصابع الیدین ایضا" (السعایہ: صفحہ۱۹۸)

"موجھا اصابع رجلیہ نحو القبلۃ" سجدہ کی حالت میں دونوں قدم کی انگلیوں کا سرا قبلہ کی جانب رہے، مطلب یہ ہے کہ دونوں قدم کھڑے اور زمین پر ٹکے رہیں گے، اور قدموں کی انگلیوں کا سرا مڑ کر قبلہ کی جانب رہے گا، نہ سیدھی کھڑی انگلیاں رہیں گی اور نہ پورب کی جانب مڑی رہیں گی، "فی سنن السجود، توجیہ اصابع الیدین وانا مل الرجلین الی القبلۃ، (منحۃ المعبود صفحہ:۳۳۶)

واستقبل باطراف اصابع رجلیہ الی القبلۃ" (الشامیہ: جلد۱ صفحہ۵۰۴)

اگر موٹاپے کی وجہ سے یا کسی وجہ سے ساری انگلیاں قبلہ جانب نہیں ہو پاتی ہیں تو جو ہو سکے اسے ہی قبلہ جانب اہتمام سے کرے، مثلاً انگوٹھا اور بغل والی انگلی، عموماً بالکل چھوٹی انگلی نہیں ہوتی سو اس میں کوئی حرج نہیں۔

”المرادبوضع الا صابع تو جيهها نحو القبلة ليكون الا عتماد عليها“

(الشامی: صفحہ ۵۰۰)

”المراد بوضع القدم وضع اصابعها ولو واحدة“ (الشامی: جلد ا صفحہ ۵۰۴)

سجدہ میں پیروں کا ہلانا مکروہ ہے

...... سجدہ کی حالت میں دونوں پیروں کی انگلیوں کے سرے بجانب قبلہ ٹکے رہیں گے، اچھی طرح زمین پر جمے رہیں گے، نہ ذرا بھی اٹھائے جائیں نہ ہلائے جائیں اور نہ حرکت دی جائے، بعض لوگ قدم اچھی طرح ٹیکتے نہیں ہلاتے رہتے ہیں اس سے بسا اوقات سجدہ مکروہ ہوتا ہے۔ (کبیری: صفحہ ۲۸۵)

سجدہ سے اٹھنے کا مسنون طریقہ

ثم يرفع رأسه مكبرا:

پھر سجدہ سے سر تکبیر کہتے ہوئے اٹھانا: (شامی: صفحہ ۵۰۵، شرح منیۃ المصلی: صفحہ ۳۲۲)

اٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ سجدہ ہی میں اللہ اکبر شروع کردے اور بیٹھنے کی ابتداء میں تکبیر ختم کردے، یعنی انتقال کی پوری حالت تکبیر میں گزرے، یہ نہیں کہ اللہ اکبر کہہ دے اور اٹھ جائے اللہ کے لام کو تھوڑا سا کھینچا جائے گا، ورنہ کھڑے ہونے سے پہلے ہی ختم ہوجائے گا۔

...... بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ سجدہ میں اٹھنے سے قبل اپنے دونوں پیروں کو زمین سے اٹھا دیتے ہیں پھر زمین پر رکھ کر کھڑے ہوتے ہیں یہ بھی غلط ہے، پیروں کا سرا زمین پر ٹکے ہونے ہی کی حالت میں ہی سجدہ سے سیدھا کھڑا ہو۔

عورت کا سجدہ

(۳۴)......وانخفاض المراة ولزق بطنها لفخذيها:

عورت کے لئے سجدہ میں سنت یہ ہے کہ پست رہے اور پیٹ کو ران سے ملالے۔

(نورالایضاح: صفحہ ۷۲)

عورت اپنے تمام اعضاء کو ملا کر رکھے گی اور اپنے بازو کو زمین پر بچھادے گی،
"وتنضم فی رکوعها وسجودها، وتفترش ذراعیها" (شامیہ: صفحہ ۵۰۴)
عورت خوب سمٹ کر دب کر سجدہ کرے گی رانوں کو پیٹ سے بازوؤں کو پہلو سے ملا دے گی اور کہنیوں کو زمین پر رکھے گی۔

(۳۵)......القومة:

اور قومہ کرنا سنت ہے:
یعنی قومہ کو ٹھیک اور اطمینان سے ادا کرنا سنت ہے۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۴۶)

(۳۶)......والجلسة بین السجدتین:

اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے۔
یعنی پہلے سجدہ کے بعد ایک تسبیح کی مقدار بیٹھے، اطمینان سے بیٹھنا کہ اس حالت میں تمام اعضاء اپنی جگہ آ کر ساکن معتدل اور مطمئن ہو جائیں، سنت ضروری ہے۔
"مقدار الجلوس عندنا بین السجدتین مقدار تسبیحة" (طحطاوی ۱۴۶)
"ای بقدر تسبیحه" (الشامیہ: صفحہ ۵۰۵)
📖 ......بعض لوگ سجدہ سے سر اٹھاتے ہی جلدی سے دوبارہ سجدہ میں چلے جاتے ہیں، اچھی طرح بیٹھ بھی نہیں پاتے، اس سے بسا اوقات نماز خراب ہو جاتی ہے، اور واجب چھوٹ جاتا ہے، "تسکین الجوارح قدر تسبیحة فی الرکوع والسجود، وجوب الطمانیة فی الاربعة ای فی الرکوع والسجود فی القومة والجلسة" (شامی: جلد ۱ صفحہ ۷۲)

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا مسنون طریقہ

(۳۷)......ووضع الیدین علی الفخذین فیما بین السجدتین کجلسة التشهد: (نور الایضاح: صفحہ ۷۲)

اور تشہد میں بیٹھنے کی طرح دو سجدے کے درمیان ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا، یعنی دو

سجدوں کے درمیان بیٹھنے اور ہاتھ رکھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو ران اور گھٹنے کے قریب اس طرح رکھے کہ انگلیوں کا رخ قبلہ کی جانب ہو۔

جلسہ اور تشہد میں ہاتھ کے ران اور گھٹنوں پر رکھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ ہاتھوں کی انگلیاں نہ بالکل ملی رہیں اور نہ کشادہ الگ الگ رہیں، بلکہ تحریمہ کی طرح اپنی اصلی طبعی حالت پر رہیں گی، اور انگلیوں کو سیدھا گھٹنوں پر رکھا جائے گا، اس طرح کہ ہتھیلی تو ران پر آجائیں گی اور انگلیوں کا سرا اور پورا گھٹنوں پر آجائے گا، انگلیوں کا رخ سیدھا، بجانب قبلہ ہوگا مڑکر زمین کی جانب نہ ہوں گی کہ یہ خلاف سنت مکروہ ہے۔

"وبحيث تكون اطراف اصابعه على حرفي ركبتيه لا مباعدة عنها."

(طحطاوی: صفحہ ۱۴۶، فتح)

"عند الوضع تكون الا صبع متوجهة الى القبلة" (السعایہ: صفحہ ۲۱۵)

خیال رہے جلسہ میں تشہد میں بیٹھنے کی حالت میں ہاتھوں کے گھٹنے کو پکڑا نہیں جائے گا، جیسے کہ رکوع میں ورنہ تو پھر انگلیوں کے سرا کا رخ زمین کی جانب ہوجائے گا جو خلاف سنت ہے، "والا صح ان كان يخذ الركبة......"

"وعند اخذ الركبة تكون متوجهة الى الارض." (السعایہ، طحطاوی: جلد ا صفحہ ۲۲۴)

"ولا يا خذهما كالراكع على المتمعد" (طحطاوی علی الدر: صفحہ ۲۲۴، شرح منیہ: صفحہ ۳۲۸)

جلسہ اور تشہد میں انگلیاں سیدھی پھیلی رہیں گی ان میں قرآن نہ ہوگا "نحو القبلة مبسوطة"

(شرح وقایہ)

...... جلسہ اور تشہد کے موقعہ پر بیشتر لوگوں کی غفلت اور بے توجہی کی وجہ سے گھٹنے پر انگلیاں سیدھی قبلہ کی جانب نہیں ہوتی بلکہ انگلیوں کا سرا اور پورا زمین کی جانب رخ کرتی ہوئی ہوتی ہیں، جو خلاف سنت ہے۔

...... جلسہ اور تشہد کی حالت میں بازو اور کہنیاں ران سے لگی رہیں گی، اوپر کو اٹھی ہوئی نہ رہیں گی، یہاں ملانا اور رکھنا سنت ہے اور آپ سے ثابت ہے۔

"وروى سعدى بن منصور في سننه من حديث وضع كفه اليسرى

على فخذه اليسرى ومرفقه الايمن على فخذه الا يمن" (السعایہ: صفحہ ۲۱۵)

پس معلوم ہوا کہ کلائیاں اور کہنیاں رانوں پر رہیں گی، "وان لم يصرح الفقهاء عامة ولكن من السنن فتنبَّه على ذالک"

...... دو سجدوں کے درمیان فرائض میں زیادہ بیٹھنا ممنوع ہے، اگر بھولے سے زیادہ دیر تک بیٹھ گیا تو سجدہ سہو واجب ہو جائے گا۔ "لو اطال هذه الجلسة او قومة الركوع اكثر من تسبيحة ساهيا يلزمه سجود السهو." (الشامیہ ۵۰۵)

...... دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے میں خالی رہے کچھ نہ پڑھے، یہ بھی صحیح ہے فرائض میں کوئی ذکر مسنون نہیں "ليس بينهما ذكر مسنون" الدر المختار اور اس کی بھی اجازت ہے کہ یہ مختصر دعا "اللهم اغفرلی" پڑھ لے بلکہ علامہ شامی نے اس کا فرض نماز میں پڑھنا بہتر اور مستحب قرار دیا ہے "ينبغي ان يندب الدعا بالمغفرة بين السجدتين ...... لكن صرحوا باستحباب مراعاة الخلاف" (الشامی: صفحہ ۵۰۵)

اس مقدار کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے، "بل فيه اشارة الى انه غير مكروه" بلکہ شامی کے نزدیک پڑھنا ہی افضل اور اس مقدار میں کوئی تاخیر نہیں "يندب خروجا من خلاف احمد۔"

اگر منفرد ہے تنہا نماز پڑھ رہا ہے خواہ فرض ہو تو پھر حدیث پاک میں وارد شدہ دعاؤں کو پڑھ سکتا ہے۔

مثلاً "اللهم اغفرلی وارحمنی وعافنی واهدنی وارزقنی" (ابوداؤد: شامی: جلد ا صفحہ ۵۰۶)

"كذافى الشاميه: ان يثبت فى المكتوبة فليكن فى حالت الا نفراد"

(الشامیہ: جلد ا صفحہ ۵۰۶)

مرد کا تشہد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ

(۳۸)...... وافتراش رجله اليسرى ونصب اليمنى:

جلسہ اور تشہد میں بیٹھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ بائیں پیر کو بچھا لے اور دائیں پیر کو کھڑا کر دے۔

یعنی دائیں پیر کو کھڑا رکھے اس طرح کہ انگلیوں کا رخ مڑ کر قبلہ کی جانب ہو جائے، اسی طرح بائیں پیر کو دائیں پیر سے لگا کر اس کی بھی انگلیاں قبلہ رخ کرے۔ بغیر لگائے اور سہارا لئے بائیں پیر کی انگلیاں قبلہ رخ نہ ہوں گی، اس طرح ان قدموں کا رکھنا کہ دونوں کی انگلیاں بجانب قبلہ رہیں مسنون ہے، عموماً لوگوں سے اس میں بڑی غفلت ہوتی ہے، "ویوجه اصابعه فی المنصوبة نحو القبلة هو السنة فی الفرض والنفل" (درمختار، الشامی)

بیٹھنے کی صورت میں دونوں پیڑوں کی انگلیوں کا سرا قبلہ کی جانب ہوگا، دائیں پیر میں تو یہ آسانی سے ہو جاتا ہے، بائیں میں ذرا پریشانی ہوسکتی ہے، اگر بائیں پیر کی انگلیوں کو دائیں میں لگا کر رکھے تو ہو جاتا ہے، اگر ساری انگلیاں جانب قبلہ نہ ہوسکیں تو جس قدر بھی ہو سکے اسی پر اکتفا کرے، دو انگلیاں بسہولت ہو جاتی ہیں "فیوجه رجله الیسری الی الیمنی واصابعها نحو القبلة بقدر الا ستطاعة" "وظاهره کالهدایة والظهیریه وغیرهما توجیه اصابع کلتا الرجلین الی القبلة، توجه اصابع الیسری لایخلو عن کلفة......فان توجیه الخنصر والبنصر لا تخلو عن تغیر"

(السعایہ: صفحہ ۲۱۴، نفع المفتی والسائل: صفحہ ۷۵)

پس معلوم ہوا کہ جب سہولت ہو تو بائیں پیر کی انگلیاں قبلہ کی جانب ہوں گی، چھوٹی اور اس کے بغل والی نہ ہو سکے تو کوئی حرج نہیں۔

📖 ......اگر پیر کی انگلیاں ذرا موٹی ہوں، قبلہ رخ کرنے میں تعب اور مشقت ہوتی ہو تو چھوڑ دے۔ (الشامی: جلد ا صفحہ ۵۰۸)

📖 ......فرض، سنت نفل تمام نمازوں میں بیٹھنے کا یہی مسنون طریقہ ہے، "هو السنة فی الفرض والنفل" (درمختار)

📖 ......بیٹھنے کی حالت میں مسنون و مستحب یہ ہے کہ نگاہ گود میں دونوں ہاتھوں کے مابین ہو۔

"والی حجره حال قعوده ای ما بین یدیک من ثوبک"

(طحطاوی علی الدرر: جلد ا صفحہ ۲۱۴)

عورت کا تشہد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ

(۳۹)......وتورک المرأة:

اور عورتیں سرین کے بل بیٹھیں گی اس طرح کہ بائیں پیر کو دائیں جانب نکال دیں گی اور ران کو ران میں ملا دیں گی، کسی پیر کے سہارے نہ بیٹھیں گی، دونوں پیر دائیں جانب نکال دیں گی، اور بائیں رخ بیٹھیں گی۔

(۴۰)......والاشارة فی الصحیح بالسبحة عند الشهادة:

اور انگشت شہادت سے اشارہ کرنا صحیح قول میں سنت ہے کہ نفی کے وقت اٹھائے اور اثبات کے وقت گرادے۔

یعنی "اشھدان لا" کے وقت اشارہ کرنے کے لئے شہادت کی انگلی قبلہ کی جانب رخ کرتے ہوئے اٹھادے، اور "الااللّٰه" کے وقت اس انگلی کو گرادے، "یرفعها الی السبحة عند النفی...... لا اله یضعها عند الا ثبات الااللّٰه" (طحطاوی: صفحہ ۱۴۷)

اشارہ کے وقت مٹھی کے باندھنے کی مختلف ہیئت اور شکل کو محدثین اور فقہائے کرام نے احادیث کی روشنی میں بیان کیا ہے، جس کا ذکر احادیث کے ذیل میں عنوان "انگلی سے اشارہ کرنے کا مسنون طریقہ" میں گزر چکا ہے۔

❶......خنصر، بنصر سب سے چھوٹی اور اسکے بغل والی انگلی موڑے مٹھی کی طرح اور بیچ والی اور انگوٹھے کا حلقہ بنالے یعنی دونوں کے سرے کو ملالے، اور انگشت شہادت کو علی حالہ باقی رکھے اور لا آتے ہی اشارہ کے لئے اٹھالے "یعقد الخنصر والبنصر ویحلق الو سطی بالابهام ویقیم السبابة" (الشامی: صفحہ ۵۰۸)

❷......چھوٹی اس کے بعد والی اور بیچ والی انگلیوں کو موڑے مٹھی کی طرح اور انگوٹھے کے سرے کو بیچ والی انگلی کے بیچ کے جوڑ میں ملالے، اور انگشت شہادت علی حالہ رکھ کر نفی لا کے وقت اس سے اشارہ کرے، "ان یقبض الوسطی والبنصر والخنصر ویضع رأس ابهامه علی حرف منفصل الوسطی الا وسط ویرفع الا صبع عند النفی"

(الشامیہ: صفحہ ۵۰۹، منحۃ الخالق حاشیۃ بحر الرائق: صفحہ ۳۴۲)

...... چھوٹی انگلی اس کے بعد والی انگلی اور بیچ والی انگلی کو مٹھی کی طرح موڑے، اور انگوٹھے کو انگشت شہادت کی جڑ میں ملا دے اور ''لا'' کے وقت اس انگشت شہادت سے اشارہ کرے۔

''ان یعقد الخنصر والبنصر والوسطی ویرسل المسجة ویقیم الابهام الی اصل المسجة'' (السعایہ: صفحہ۲۲۰)

...... حلقہ بنا کر جیسا کہ ذکر کیا گیا مسنون ہے، بلا حلقہ بنائے انگلیاں پھیلی رہیں اور شہادت کے وقت ''لا'' جب آئے تو انگشت شہادت اٹھا دے خلاف سنت ہے، ''واما علیه عامة الناس فی زماننا من الا شارة مع البسط بدون عقد فلم اراحدً''

(الشامیہ: صفحہ۵۰۹)

''فلیس لنا قول بالاشارة بدون تحلیق'' (الشامیہ: صفحہ۵۰۹)

بلا حلقہ بنائے اشارہ ثابت نہیں ہے، اور سنت کے بھی خلاف ہے۔

...... اشارہ صرف دائیں ہاتھ کے انگشت شہادت سے ہوگا، بائیں کے انگلی سے نہیں وہ اپنی حالت پر رہیں گی۔ (الشامیہ: صفحہ۵۰۹)

دونوں ہاتھوں سے ہرگز اشارہ نہیں کیا جائے گا۔ (کبیری: صفحہ۳۲۸، الشامیہ: جلد۱ صفحہ۵۰۹)

...... اشارہ کرتے وقت انگلی آسمان کی طرف نہیں اٹھائی جائے گی بلکہ اس کا رخ قبلہ کی جانب کرتے ہوئے اٹھایا جائے گا۔

...... اشارہ کرتے وقت انگلی کو ہلایا اور حرکت نہیں دی جائے گی صرف اٹھایا جائے گا۔ (السعایہ: جلد۲ صفحہ۱۴۷)

...... اگر کسی کی دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت نہ ہو کٹ گئی ہو تو وہ کسی دوسری سے اشارہ نہ کرے گا، نہ بائیں ہاتھ کی انگلی سے۔ (طحطاوی: صفحہ۱۴۷)

...... شروع سے ہی اشارہ کے لئے حلقہ بنا کر نہیں رہے گا، احناف کے یہاں جب اشارہ کا وقت آئے گا تب حلقہ بنائے گا اور انگلیوں کو موڑے گا، ''والمختار عند اصحابنا انه یبسط ثم یعقد عند الاشارة'' (فتح القدیر: صفحہ، سعایہ)

"والصحیح والمختار عند جمهور اصحابنا ان یضع کفیه علی فخذیه ثم عند وصوله الی کلمة التوحید یعقد الخنصر والبنصر" (السعایہ: صفحہ ۱۴۷)

...... جولوگ شروع سے ہی حلقہ اور انگلی کو موڑ کر رکھتے ہیں یہ منع ہے، جب اشہد کہنے لگے تب حلقہ بنا کر اشارہ کرے۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۴۷)

...... اشارہ کے بعد انگلیوں کے حلقہ کو کھولا نہیں جائے گا بلکہ اسی طرح سلام تک باقی رکھا جائے گا بعض لوگ اشارہ کے بعد انگلیوں کو سیدھی کر لیتے ہیں، جیسے کہ بائیں ہاتھ کی انگلی سیدھی گھٹنے پر رہتی ہے یہ صحیح نہیں، "ثم یستمر علی ذٰلک لانه ثبت العقد عند ذٰلک بلاخلاف ولم یوجدامر بتغیره" (السعایہ: جلد ا صفحہ ۲۲۱)

فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فاتحہ پڑھنا مسنون ہے

(۴۱)...... قرأۃ الفاتحہ بعد الاولین:

فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا:

یعنی فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا افضل اور سنت ہے، بمقابلہ تسبیح اور خاموش رہنے کے۔ (طحطاوی)

❶ ...... تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا۔

❷ ...... یا تسبیح پڑھنا جو فاتحہ کی مقدار ہو۔

❸ ...... یا خاموش رہنا سورۂ فاتحہ کی مقدار میں تینوں درست اور جائز ہے، "روی عند التخییر بین قرأۃ الفاتحة والتسبیح والسکوت" (مراقی الفلاح)

...... سورۂ فاتحہ پڑھنا افضل ہے تسبیح کے مقابلہ میں، اور تسبیح افضل ہے خاموشی کے مقابلہ میں "القرأۃ افضل بلا شک وکذا التسبیح افضل من السکوت" (طحطاوی: صفحہ ۱۴۷)

"والاقتصار علی الفاتحه مسنون" (الشامیہ جلد ا صفحہ ۵۱۱)

...... تسبیح خواہ سورۂ فاتحہ کی مقدار کرے، یا ۳/ تسبیح کی مقدار کرے،

"والتسبیح بقدر الفاتحه وثلاث تسبیحات".

📖 ...... اور اگر خاموش رہے تو اس میں اختیار ہے کہ مقدار فاتحہ رہے یا ۳/تسبیح کی مقدار اور اس کی بھی گنجائش ہے کہ ایک ہی تسبیح کی مقدار رہے، "والسکوت بقدر الفاتحة" اور بقدر ثلث تسبیحات اور بقدر تسبیحة واحدة۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۴۷، الشامیہ صفحہ ۵۱۱)

📖 ...... البتہ خاموش رہنا بہتر نہیں کہ بعضوں نے اسے مکروہ قرار دیا ہے۔

"بل السکوت مکروه...... ممن انه لو لم یقرأ وسکت یکره لترک السنة" (منحة الخالق حاشیہ بحر الرائق: جلد ا صفحہ ۳۴۵)

"وان سکت عمدا یکون مسیئا" (بحر الرائق: صفحہ ۳۴۵)

📖 ...... ہاں تسبیح بجائے سورۃ فاتحہ کے کسی قول میں مکروہ نہیں۔

"فلو سبح لا یکره بخلاف مالو سکت" (منحة الخالق: ۳۴۵)

"ولو سبح فیهما ولم یقرأ لم یکن مسیئا."

📖 ...... فرض کی تیسری چوتھی میں صرف سورۂ فاتحہ ہی پر اکتفا کرے کوئی سورۃ چھوٹی بھی نہ ملائے کہ خلاف سنت مکروہ تنزیہی خلاف اولیٰ ہے۔

"والاقتصار علی الفاتحة مسنون لاواجب فکان الضم خلاف الاولی"

(الشامیہ: صفحہ ۵۱۱)

"کراهیة الزیادة علی الفاتحه علی کراهة التنزیهه" (بحر الرائق: صفحہ ۳۴۶)

📖 ...... یہ حکم فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت کا ہے، خواہ امام ہو یا منفرد، واجب، سنت اور نفل کی تیسری اور چوتھی میں پہلی دوسری کی طرح سورۂ فاتحہ مع سورت کے واجب ہے،

"لان النفل والواجب تجب القرأة فی جمیع الرکعات بالفاتحة والسورة

(بحر الرائق: صفحہ ۳۴۶)

(۴۲)......و تسن الصلاة علی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم فی الجلوس الاخیر:

اور نماز کے آخری تشہد میں درود شریف کا پڑھنا سنت ہے۔ (نور الایضاح، طحطاوی)

اگر ۴/ رکعت والی ہوتو چوتھی رکعت کے تشہد کے بعد اور دو رکعت والی ہو تو دوسری کے تشہد میں درود سنت ہے۔

...... درود میں درود ابراہیمی کا پڑھنا افضل ہے۔ (الشامیہ: صفحہ ۵۱۲)

...... اور جس درود میں "اللهم صلی علی سیدنا" ہو اس کا پڑھنا بھی بلا کسی قباحت کے درست ہے۔ "وندب السیادة ، الدر المختار"

...... اگر درود کے صیغے نہ پڑھ کر سلام علی النبی کے صیغے پڑھا تو گنجائش ہے مگر سنت کے خلاف ہے۔ (الشامیہ: صفحہ ۵۱۷)

...... خیال رہے کہ نماز کے کسی بھی مقام پر مثلاً رکوع یا سجود میں درود کا پڑھنا مکروہ ہے۔ (طحطاوی: علی الدر: جلد ۱ صفحہ ۲۲۸)

...... نوافل کے قعدہ اولی میں درود شریف پڑھنے کی اجازت ہے بلکہ مطلوب ہے، کوئی ممانعت نہیں، "وسنة فی الصلوٰة ای فی قعود اخیر مطلقا وکذا فی قعود اول فی النوافل غیر الرواتب" (الشامیہ: صفحہ ۵۱۸)

"اما النفل فالزیادة فیه مطلوبه" (طحطاوی: علی الدر: صفحہ ۲۰۹)

درود پاک کے بعد دعائیہ کلمات پڑھنا سنت ہے

(۴۳)...... والدعا بعد صلوٰة النبی صلی اللّٰه علیه وسلم:

اور درود پاک کے بعد دعائیہ کلمات پڑھنا سنت ہے، درود پاک کے بعد ایسی دعاؤں کا پڑھنا جو احادیث پاک میں وارد ہیں نبی پاک ﷺ سے ثابت ہیں یا قرآن میں مذکور ہیں، افضل اور بہتر ہے "ویدعوا بالدعوات الماثورة ای المنقولة عن النبی صلی الله علیه وسلم" (شرح منیہ: صفحہ ۳۳۵)

...... علامہ ابن نجیم نے مسلم کی اس دعا کو افضل قرار دیا ہے "اللهم انی اعوذبک من عذاب جهنم ومن عذاب القبر ومن فتنة المحیا والممات ومن فتنة المسیح الدجال" (صفحہ: ۳۴۹، کبیری: صفحہ ۳۳۵)

📖 ...... بہتر ہے کہ دعا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھے، جسے آپ ﷺ نے ان کے سوال پر کہ نماز میں کون سی دعا پڑھوں، ارشاد فرمایا تھا، "اللھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا و لا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم" (طحطاوی: صفحہ ۱۴۹، کبیری: صفحہ ۳۳۵)

امت کا تعامل بھی اسی دعا پر ہے مغفرت پر بڑی جامع ترین دعا ہے۔

📖 ...... نماز کے اندر درود پاک کے بعد دعائیں زبان عربی ہی میں ہیں مانگی جاسکتی ہیں، عربی کے علاوہ سے نماز فاسد ہو جائے گی، البتہ سلام کے بعد اختیار ہے خواہ عربی میں یا اردو وغیرہ میں۔ "وحرم بغیر ھا" (الدرالمختار، الشامیہ: صفحہ ۵۲۱)

📖 ...... عربی میں بھی ایسی دعا نہ مانگے جو انسانی کلام سے متعلق اور مشابہ ہو، جیسے "اللھم اعطنی مالاومتاعا" (شرح منیۃ المصلی: صفحہ ۳۳۵)

📖 ...... اپنی جانب سے عربی میں کوئی دعا نہ مانگے قرآنی یا احادیث کی دعاؤں پر ہی اکتفا کرے کہ بسا اوقات کراہت یا فساد پیدا ہو جاتا ہے، یا ایسی دعا نہ مانگے جو مکروہ ممنوع ہو۔

📖 ...... دعائے قرآنیہ میں دعا کی نیت ملحوظ ہو تلاوت کی نیت نہ کرے۔ (السعایہ: صفحہ ۲۴۸)

📖 ...... تمام امراض سے شفاء اور صحت دائمی کی دعا مکروہ او رممنوع بلکہ حرام ہے، نہ نماز کے اندر عربی میں اور نہ نماز کے بعد کسی زبان میں "ویحرم سوال العافیۃ مدی الدھر ......او العافیۃ من المرض ابدالدھر ینتفع بقواہ وحواسہ ابدا"

(الشامیہ: جلد ا صفحہ ۵۲۲)

"لا یسئل المحال العادیۃ امن العافیۃ من المرض ابدالدھر"

(السعایہ: صفحہ ۳۴۶)

📖 ...... ہاں مطلق عافیت کی دعا مانگ سکتا ہے یہ حدیث سے ثابت ہے "اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ والمعافات الدائمۃ فی الدین والدنیا والاٰخرۃ، ان الدعا بالعافیۃ الدائمۃ لیس من ھذا القبیل" (السعایہ: صفحہ ۲۴۶)

دائیں جانب اور بائیں جانب رُخ کر کے دو مرتبہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنا

(۴۴)......والالتفات یمینا ثم یسارا بالتسلیمتین:

اوردائیں جانب اور بائیں جانب رخ کر کے دو مرتبہ السلام علیکم ورحمة الله کہنا:

مطلب یہ ہے کہ دعا سے فارغ ہو کر پہلے دائیں جانب رخ کرتے ہوئے السلام علیکم ورحمة الله کہے پھر اسی طرح بائیں جانب۔

گردن کو سلام میں دائیں جانب بائیں جانب مکمل طور پر اس طرح گھمائے کہ اس کے پیچھے دائیں جانب والے کو اس کا دایاں رخسار نظر آ جائے اور بائیں جانب والے کو بایاں رخسار نظر آ جائے "حتی یری بیاض خده ای حتی یراه من یصلی خلفه"

(الشامیہ: صفحہ ۵۲۴، فتح القدیر: صفحہ ۳۱۹)

سنت یہ ہے کہ چہرے کو تھوڑا نہ گھمائے بلکہ پورا گھمائے بعض لوگ ذرا سا چہرہ گھما لیتے ہیں اور سلام کر لیتے ہیں، خلاف سنت ہے۔"یسن ان یبالغ فی تحویل الوجه فی التسلیمتین"

(الشامیہ: جلد ا صفحہ ۵۲۴)

...... نماز کے سلام میں برکاتہ نہ کہے یہ خلاف سنت ہے، "لا یقول برکاته صرح النووی بانه بدعة"

(بحر الرائق: صفحہ ۳۵۲، الشامیہ: جلد ا صفحہ ۵۲۶)

...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ تک ادا کرنا سنت ہے، اگر کسی نے اس سے کم صرف السلام یا السلام تک ہی کہا تو سلام ادا ہو گیا مگر خلاف سنت ہوا۔

...... اسی طرح السلام علیکم الف لام کے ساتھ سنت ہے، سلام علیکم کہے گا تو سنت کے خلاف ہو گا، ان قال السلام علیکم، او السلام، او سلام علیکم السلام اجزاء وکان تار کاللسنة "

(بحر: صفحہ ۳۵۲)

📖 ...... سلام میں چہرہ اتنا گھمائے کہ اس کی نظر کندھے پر آجائے مسنون و مستحب ہے۔ (مراقی الفلاح: صفحہ ۱۵۱)

📖 ...... اگر بھولے سے سلام نہیں کیا اور اٹھ گیا تو اس وقت سلام کرے جب تک کہ کوئی کلام نہ کیا ہو، قبلہ سے پھرا نہ ہو، "ولو نسی الیسار اتی به مالم یستدبر القبلة اویکلم" (الشامیہ: صفحہ ۵۲۵)

📖 ...... خیال رہے کہ امام کے پہلے سلام کے السلام کے میم تک اقتداء کا وقت رہتا ہے اگر کسی نے جیسے ہی نیت باندھی اور امام کا سلام ادا ہو گیا تو اقتداء درست نہیں ہوگی، اور جماعت میں شامل نہ ہوا (طحطاوی علی الدر: صفحہ ۲۳۰) "جاء رجل واقتدی به قبل ان یقول علیکم لایصیر داخلافی صلاته" (الشامیہ: صفحہ ۴۶۸)

امام سلام پھیرتے وقت کس کی نیت کرے

(۴۵)...... ونیة الامام الرجال والحفظة وصالح الجن بالتسلیمتین:

اور سلام کرتے وقت امام کا مقتدی حضرات ملائکہ اور صالحین جن کی نیت کرنا سنت ہے۔

مطلب یہ ہے کہ امام جو السلام کہہ رہا ہے اس کا مصداق کون ہوگا اور کس پر یہ سلام کرے گا سو یہ سلام کرتے وقت ذہن میں رکھے کہ مقتدیوں کو اور محافظ فرشتوں کو اور نماز یا مسجد میں جو صالح جن ہوتے ہیں اسے سلام کر رہا ہوں، اگر بلا نیت کئے اور ذہن میں لائے اور خیال کرے تب بھی سلام ہو جائے گا مگر سنت کا ثواب اور سلام کی اس سنت کا ثواب نہ پائے گا۔

📖 ...... مقتدی مسجد کے تمام مؤمنین کی بھی نیت کرے۔ (بحرالرائق: صفحہ ۳۵۲)

اسی طرح کراماً کاتبین کی بھی نیت کرے۔ (بحرالرائق: صفحہ ۳۵۴)

حفظہ محافظ فرشتے سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسان خصوصاً مؤمنین کی شریر جناتوں وغیرہ سے بحکم خدا حفاظت پر مامور ہیں، ایک حدیث پاک میں ہے کہ ہر مؤمن پر ۵/ محافظ فرشتے متعین ہیں۔

ایک روایت میں ہے ۷۰/فرشتے مامور ہیں، بعض روایات میں ۱۶۰/ کی تعداد ہے۔
(بحرالرائق: صفحہ ۳۵۴، طحطاوی: صفحہ ۱۵۰)

مقتدی کس کی نیت کرے

(۴۶)......ونية المأموم وامامه في جهته...... الخ:

اور مقتدی اپنے سلام میں امام کی نیت کرے گا، اور امام بیچ میں ہو تو دونوں سلام میں اس کی نیت کرے گا، اور مقتدی کی محافظ فرشتوں کی اور نیک جنوں کی۔

مطلب یہ ہے کہ مقتدی اپنے سلام میں اپنے امام کی نیت کرے گا، جس رخ میں بھی امام ہو۔

اگر مقتدی امام کے بالکل پیچھے ہو تو پھر دونوں سلام میں نیت کرے گا، اسی طرح مقتدی سلام میں تمام شرکاء جماعت کی محافظ فرشتوں کی اور صالح جن کی جو نماز میں شریک ہوں یا مسجد میں ہوں، نیت اور خیال کرے گا۔

خیال رہے کہ سلام کے وقت ان امور کا خیال اور اس کی نیت عموماً ذہن میں نہیں رہتی ہے، پس سلام کا وقت آیا جلدی سے سلام پھیرلیا اور فارغ ہو گئے، اگر چند مرتبہ بالقصد ذرا اہتمام کر کے اور دھیان دے کر اس طریقہ کو اختیار کیا جائے اور اس سنت کا اہتمام کیا جائے تو پھر مشق ہو جائے گی اور سلام کے وقت اس کا خیال آ جائے گا، اور اس متروک سنت کے ثواب عظیم کو پانے والا ہو جائے گا، ''اللھم وفقنا۔''

تنہا نماز پڑھنے والا صرف فرشتوں کی نیت کرے گا

(۴۷)......ونية المنفرد الملائكة فقط:

اور تنہا نماز پڑھنے والا صرف فرشتوں کی نیت کرے گا۔

مطلب یہ ہے تنہا نماز پڑھنے والا محافظ فرشتوں کی نیت کرے گا، چونکہ یہ تو ہر وقت رہتے ہیں، جس میں کراماً کاتبین بھی شامل ہیں۔

دوسرے سلام کا اوّل کے مقابلہ میں پست ہونا

(۴۸)......و خفض الثانیه عن الاولی:

اور دوسرے سلام کا اول کے مقابلہ میں پست ہونا، یعنی امام جو جماعت میں سلام کرے گا اس کے لئے سنت یہ ہے کہ اول سلام کے مقابلہ میں دوسرے سلام کو ذرا پست اور ہلکا کرے۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۵۰)

اتنی ہلکی آواز نہ کرے کہ مقتدی کو آواز نہ آئے "والسنة ان تکون الثانية اخفض من الاولی"

(بحرالرائق: صفحہ ۳۵۲، کبیری: صفحہ ۳۴۰)

مقتدی سلام کب پھیرے

(۴۹)......و مقارنته لسلام الامام:

اور مقتدی کے سلام کا امام کے سلام کے ساتھ ہونا، یعنی جیسے ہی امام سے السلام کی آواز سنے فوراً مقتدی بھی السلام شروع کر دے، تا کہ امام کے ساتھ سلام میں شریک اور مقارنیت ہو جائے، تاخیر نہ کرے۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۴۸)

......اگر مقتدی کا درود یا اس کی دعا پوری نہ ہوئی ہو اور ابھی درمیان ہی میں ہو اور امام نے سلام پھیر دیا تو دعا درود چھوڑ کر امام کے ساتھ سلام پھیرنے میں شریک ہو جائے، اس کے پورا کرنے میں تاخیر نہ کرے، "ولو سلم والمؤتم فی ادعية التشهد تابعه لانها سنه" (شامیہ: صفحہ ۴۹۶)

......اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ اگر مقتدی کی دعا جو تشہد کے بعد پڑھی جاتی ہے پوری نہیں ہوتی ہے اور امام سلام پھیر دیتا ہے تو یہ جلدی جلدی دعا پوری کرنے لگ جاتے ہیں اور امام کے سلام کے بعد سلام پھیرتے ہیں گو تھوڑی ہی تاخیر سہی یہ خلاف سنت ہے، "والناس عنها غافلون" ہاں اگر تشہد پورا نہیں ہوا اور امام کھڑا ہو گیا تو جلدی جلدی تشہد پورا کر کے پھر کھڑا ہو جائے، "او قيامه لثالثة قبل تمام المؤتم التشهد فانه لا يتابعه بل يتمه لو جوبه" (الشامیہ: صفحہ ۴۹۶ طحطاوی علی الدر)

📖 ......اسی طرح مقتدی اگر درود بھی پوری نہیں پڑھ پایا کہ امام نے سلام پھیر دیا، تو مقتدی درود پورا کرنے کے بجائے امام کے ساتھ سلام میں شریک ہوگا،

"یشتمل الصلاۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم وبہ شرح المنیۃ" (الشامیہ: صفحہ ۴۹۶)

سلام پھیرنے کا مسنون طریقہ

(۵۰)......والبداءۃ بالیمین:

پہلے دائیں جانب کرنا ہے، یعنی سلام کی یہ ترتیب سنت ہے کہ پہلے دائیں جانب سلام کرے اس کے بعد بائیں جانب سلام کرے۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۴۸، الشامی: صفحہ ۵۲۴)

📖 ......اگر کسی نے بھولے سے بائیں جانب سلام کرلیا پھر دائیں جانب کیا، تو اب پورا سلام دوبارہ لوٹائے نہیں صرف دائیں جانب سلام کرے کافی ہے، "ولو عکس سلم عن یمینہ فقط فلا یعید التسلیم عن یسارۃ" (الشامیہ: صفحہ ۵۲۴)

📖 ......اگر دایاں سلام تو پھیر لیا مگر بایاں بھول گیا، تو ایسی صورت میں اگر گفتگو نہیں کی، قبلہ سے رخ نہیں منہ پھیرا تو دوسرا سلام کرسکتا ہے ورنہ نہیں۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۴۹)

مسبوق اپنی باقی ماندہ نماز کے لئے کب کھڑا ہو

(۵۱)......انتظار المسبوق فراغ الامام:

سنت ہے کہ مسبوق اپنے امام کے سلام پھیرنے کا انتظار کرے یعنی مسبوق جس کی ایک دو رکعت چھوٹ گئی ہو اس کے لئے سنت یہ ہے کہ امام کے سلام کی آواز سنتے ہی فوراً کھڑا نہ ہو جائے بلکہ دونوں سلام سے فارغ ہونے کے بعد اپنی رکعت پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو، اسے دوسرے سلام کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا سنت ہے، "ویسن ...... انتظار المسبوق سلام الامام" (الشامیہ: صفحہ ۳۷۷)

📖 ......دوسرے سلام کا مسبوق اس لئے انتظار کرے تا کہ ایسا نہ ہو کہ پہلا

سلام سہو کا ہو، اور یہ مقتدی نماز کا سلام سمجھ کر کھڑا ہو جائے اور پھر اسے لوٹ کر سجدہ سہو میں شریک ہونا پڑے، "حتی یعلم ان لا سھو علیه" (طحطاوی: صفحہ ۱۵۰)

...... بیشتر مسبوق امام کے پہلے سلام ہی کے بعد کھڑے ہو جاتے ہیں دوسرے سلام کا انتظار نہیں کرتے بلکہ جیسے امام کے سلام کی آواز سنتے ہی جلدی سے رکعت پوری کرنے کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ خلاف سنت مکروہ تحریمی ہے، "فان قام قبله کره تحریما"

(طحطاوی: صفحہ ۱۵۰)

...... ہاں اگر فجر میں اس قدر وقت تنگ ہے کہ وقت کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے، یا نمازیوں کی کثرت اور ازدحام و بھیڑ سے گزرنے والوں سے اذیت اور نماز کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو جلدی سے سلام پھیر کر فارغ ہو سکتا ہے، "وقد یباح له القیام لضرورة کما لو خشی ان انتظره یخرج وقت الفجر او الجمعه او العید...... وکذالو خشی مرور الناس بین یدیه" (طحطاوی: صفحہ ۱۵۰)

سلام کے بعد دعا کے متعلق

...... امام کا ظہر، مغرب، عشاء کی نماز کے بعد "اللّٰھم انت السلام الخ" کی مقدار مختصر دعاؤں کا مانگنا، اس سے زائد مانگنا اور طویل کرنا خلاف سنت مکروہ ہے، "ان النبی صلی اللّٰه علیه وسلم کان یقعد مقدار ما یقول اللھم انت السلام الخ، فلا یزید علیه او علی قدره فتحمل الکراھة علی الاتیان بما ھو ازید من ذٰلک" (مراقی، طحطاوی: صفحہ ۱۷۱)

...... بعض امام حضرات ذرا طویل کرتے ہیں اور زور سے مانگتے ہیں دراصل وہ مقتدی کی جاہلانہ اور رسومانہ رواج کی رعایت اور ان کی خوشی میں ایسا کرتے ہیں، سنت کے خلاف امور میں کسی کی رعایت ممنوع ہے، ان کو سمجھا دے کہ ان نمازوں کے بعد دعا اسی مقدار آپ ﷺ سے ثابت ہے، اسی کو فقہاء نے کتابوں میں ذکر کیا ہے، ہاں عصر اور فجر کے بعد کچھ طویل مانگنے کی اجازت ہے۔

...... جن نمازوں کے بعد سنت نہیں جیسے عصر اور فجر میں مقتدی کے رخ دائیں بائیں ہو کر دعا اوراد وظائف ادا کرنا اور دعا کرنا۔

”ویستحب ان یستقبل بعده...... ان لم یکن بعده' نافلة یستقبل الناس“
(مراقی الفلاح: صفحہ ۱۷۱)

”ان الامام ینحرف بعد الفراغ من التطوع او المکتوبة اذا لم یکن بعدها تطوع ان شاء انحرف عن یمینه و ان شاء عن یساره“ (طحطاوی: صفحہ ۱۷۱)

جن نمازوں کے بعد سنت ہے ان نمازوں کے بعد قبلہ رخ ہی مختصر دعا کرنا، اور اپنی جگہ سے ہٹ کر امام اور مقتدی کا سنت اور نوافل میں مشغول ہونا ہے، اور جن نمازوں کے بعد سنت نہیں ہے، عصر اور فجر یہاں مقتدی کی جانب رخ کر کے وظائف اوراد مثلاً آیۃ الکرسی، تسبیح فاطمی وغیرہ پڑھ کر دعا مانگنی سنت ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ ہر نماز کے بعد ظہر، مغرب، عشاء کے بعد بھی مقتدی کی طرف رخ کر کے دعا مانگتے ہیں ثابت نہیں، ”یکره مکثه قاعدا فی مکانه مستقبل القبلة فی صلوٰة لا تطوع بعدها...... والکراهة تنزیهیه“ (الشامیہ: جلد ۱ صفحہ ۵۳۱)

...... فرائض کے بعد کی سنتوں میں بلا کلام و گفتگو کے سنت کا ادا کرنا مسنون ہے، اس کے خلاف ثواب کی کمی کا باعث ہے، ”اذا تکلم بکلام کثیرا او اکل شرب بین الفرض والسنة لاتبطل وهو الاصح بل نقص ثوابها والافضل الوصل فیهما“
(مراقی: صفحہ، طحطاوی: صفحہ ۱۷۱)

”لو تکلم بعد الفرض لا تسقط لکن ثوابها اقل“ (الشامیہ: صفحہ ۵۳۰)

فرض کے بعد سنت ونوافل کے لئے امام ومقتدی کا دائیں بائیں ہونا جگہ بدلنا مستحب ہے۔

...... اگر مسجد میں ازدحام ہے، یا مسبوق، جو اپنی نماز پوری کر رہے ہیں ان کے سامنے سے گزرنے کی نوبت آتی ہو یا بھیڑ کی وجہ لوگوں کو اذیت و پریشانی ہوتی ہو تو ایسی صورت میں فرض کی جگہ سنت ادا کرے، ایک مستحب امر کو ادا کرنے کے لئے اذیت کا اختیار کرنا اور نمازی کے سامنے گزرنے کے گناہ کا مرتکب ہونا درست ہے۔

"اذا لم یکن بحذائه رجل یصلی" (الشامیہ: صفحہ ۵۳۲)

"لان المار مامور بالوقوف وان لم یجد طریقا اخر، ومفاده انه لایجوزلهم المرور ...... ان یکون الماربین یدی المصلی ولم یتعرض المصلی لذٰلک فیختص المار بالاثم ان مر" (الشامیہ: جلد ا صفحہ ۶۳۵)

نماز کے سنن و مستحبات کا اجمالی اور مختصر خاکہ

تکبیر تحریمہ کے موقع کے سنن و مستحبات

✡✡...... قبلہ کے رخ بالکل سیدھا کھڑا ہونا، سر یا کمر کو ذرا بھی نہ جھکانا۔

✡✡...... دونوں قدموں کا رخ بالکل سیدھا قبلہ کی جانب ہونا، دائیں بائیں کج اور ٹیڑھا نہ ہونا، پیروں کا ترچھا نہ ہونا۔

✡✡...... دونوں قدموں کے درمیان ہاتھ کی انگلیوں سے ۴/ انگل کا فاصلہ ہونا۔

✡✡...... تکبیر تحریمہ سے قبل دونوں ہاتھوں کا کھلا اور سیدھا رکھنا نیت باندھنے کی طرح یا اس کے مثل نہ رکھنا۔

✡✡...... دونوں ہاتھوں کو کان کی لو کے مقابل اٹھانا۔

✡✡...... ونوں ہاتھوں کو بلا نیچے گرائے ہوئے باندھنا۔

✡✡...... دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا سیدھا کھلا اپنی اصلی طبعی حالت پر ہونا نہ بالکل کھلا کشادہ ہونا نہ بالکل ملا چپکا ہوا ہونا، ہتھیلیوں کا اندرون حصہ قبلہ کی جانب اور پشت پورب کی جانب ہونا، ہتھیلیوں کا رخ کان کی طرف نہ ہونا، ہاتھ اٹھانے کے بعد "اللہ اکبر" متصلا کہنا، یا "اللہ اکبر" کہتے ہوئے فوراً ہاتھوں کا اٹھانا۔

✡✡...... اگر جماعت بنی ہے اور شروع تکبیر میں امام کے ساتھ شریک ہے تو امام کے بعد تکبیر متصلا اٹھانا کہ امام کی تکبیر کے ساتھ اس کی تکبیر بھی ہو جائے، مگر امام کی تکبیر کے بعد مقتدی کی تکبیر ختم ہو پہلے نہ ہو۔

ہاتھ باندھنے کے امور مسنونہ

✿✿...... دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے گٹے پر رکھنا۔

✿✿...... چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنانا، اور بائیں گٹے کو پکڑنا۔

✿✿...... باقی ۳/ انگلیوں کو بائیں کلائی پر سیدھے لمبائی میں پھیلا دینا۔

✿✿...... ہاتھوں کو ناف کے ذرا نیچے باندھنا، (پیٹ پر نہیں کہ ناف کے اوپر پیٹ کہلاتا ہے۔)

✿✿...... بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کا نیچے نہ لٹکانا، بلکہ دونوں کا ایک دوسرے پر مقابل میں رہنا

✿✿...... قیام کی حالت میں نظر کا سجدہ گاہ کی جانب ہونا۔

تکبیر تحریمہ کے بعد امور مسنونہ

✿✿...... ثناء پڑھنا: امام مقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والے کے لئے اور مسبوق کے لئے۔

✿✿...... ''تعوذ'' اور ''بسم اللہ'' پڑھنا امام منفرد اور مسبوق کے لئے۔

✿✿...... مسنون قرأت کا لحاظ کرتے ہوئے پڑھنا۔

✿✿...... قرأت کی رفتار میں نہ جلدی کرنا نہ آہستہ کرنا بلکہ درمیانی رفتار سے پڑھنا۔

✿✿...... سورۂ فاتحہ کے ختم پر آہستہ سے آمین کہنا، خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد۔

✿✿...... فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا۔

✿✿...... دوسری رکعت کے مقابل میں پہلی رکعت کا ذرا طویل کرنا، خصوصاً فجر میں۔

✿✿...... دونوں پیروں پر برابر زور دے کر کھڑا ہونا، کسی ایک پیر پر زور دے کر دوسرے کو ہلکا کر کے کھڑا نہ ہونا۔

رکوع کے سنن و مستحبات

✿✿...... رکوع میں جاتے اور جھکتے ہوئے تکبیر ''اللہ اکبر'' کہنا۔

۞۞...... ختم سورۃ کے بعد تکبیر شروع کرنا اور رکوع پیٹھ کے برابر ہو جانے پر ختم کرنا۔

۞۞...... دونوں ہاتھوں سے گھٹنے کو پکڑنا۔

۞۞...... گھٹنوں کو پکڑتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں کا کشادہ پھیلا ہوا ہونا، اور انگلیوں کا رخ پنڈلی کی جانب ہونا، یمیناً شمالاً نہ ہونا۔

۞۞...... سر کا اور سرین دونوں کا بالکل برابر اور مقابل میں ہونا کسی ایک کا دوسرے کے مقابل میں جھکا ہوا یا اٹھا ہوا نہ ہونا۔

۞۞...... پیٹھ کا بالکل برابر ہونا ٹیڑھا اور کج نہ ہونا۔

۞۞...... پنڈلیوں کا سیدھا کھڑا رکھنا، ٹیڑھا یا جھکا نہ رکھنا۔

۞۞...... دونوں ہاتھوں کو پہلوں اور سینے سے علیحدہ جدا رکھنا۔

۞۞...... دونوں پیروں کا ایک دوسرے کے مقابل میں رکھنا کہ ایک ٹخنہ دوسرے کے سامنے ہو جائے آگے پیچھے نہ ہو۔

۞۞...... پیروں کا بالکل سیدھا قبلہ رخ ہونا کہ انگلیوں کا رخ جانب قبلہ رہے۔

۞۞...... کم از کم رکوع میں ۳/ مرتبہ تسبیح، "**سبحان ربی العظیم**" کا کہنا۔

۞۞...... رکوع کی حالت میں نگاہ کا قدم پر ہونا۔

۞۞...... دونوں پاؤں پر برابر زور دینا۔

رکوع سے اٹھنے کی سنتوں کا بیان

۞۞......"**سمع الله لمن حمده**" کہتے ہوئے اٹھنا۔

۞۞...... سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے "**سمع الله**" کا شروع کرنا، اور سیدھا ہونے کے بعد ختم کر دینا۔

۞۞...... قومہ میں تمام اعضاء کا ساکن اور مطمئن ہو جانا۔

۞۞...... مقتدی کا "**ربنا لک الحمد**" اور منفرد کا پورا "**سمع الله لمن حمده ربنا لک الحمد**" پڑھنا۔

قومہ سے سجدہ میں جانے کی سنن ومستحبات کا بیان

✡✡...... اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں جانا۔

✡✡...... ابتداء قیام میں تکبیر شروع کرنا اور سجدہ میں پیشانی زمین پر رکھنے ہی اکبر کی راء کو ختم کر دینا۔

✡✡...... سجدہ کے لئے گھٹنے کے سہارے جھکنا، سر اور دھڑ کو پہلے نہ جھکانا۔ (شامی:۱/۴۹۷)

✡✡...... سر وجسم کو سیدھا رکھتے ہوئے گھٹنے پر ہاتھ رکھتے ہوئے اس کے سہارے جھکنا۔

(جلد ا صفحہ ۴۹۷)

✡✡...... سجدہ میں جاتے ہوئے اولاً دونوں گھٹنوں کو پھر دونوں ہاتھوں کو پھر چہرے کو زمین پر رکھنا۔ (شامی: صفحہ)

✡✡...... پہلے ناک پھر پیشانی کو رکھنا، اور زمین پر اچھی طرح ٹیکنا۔

سجدہ کے سنن ومستحبات کا بیان

✡✡...... دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ میں سر کو اس طرح رکھنا ہتھیلیاں کانوں کے مقابل آ جائیں۔

✡✡...... سجدہ میں انگوٹھوں کا کان کے مقابل اور محاذاۃ میں آ جانا، کان یا گالوں سے ہتھیلیوں کا الگ رہنا ملنا نہیں دونوں ہتھیلیوں کا بالکل سیدھا قبلہ رخ رکھنا۔

✡✡...... دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کا بالکل سیدھا ملا ہوا ہونا خصوصاً انگوٹھوں کا انگشت شہادت سے ملا ہوا ہونا تا کہ تمام انگلیوں کا رخ بالکل سیدھا قبلہ کی جانب ہو جائے۔

✡✡...... سجدہ کی حالت میں کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ الگ رہنا۔

✡✡...... دونوں ہاتھوں کا زمین سے بالکل الگ رہنا۔

✡✡...... دونوں رانوں کا پیٹ سے الگ رہنا۔

✡✡...... سرین (چوتڑ) کا ایڑیوں سے الگ اٹھا ہوا رہنا۔

✿✿...... دونوں پیروں کی انگلیوں کا سرا مڑ کر قبلہ رخ ہو جانا۔ دونوں قدم پورے سجدہ کی حالت میں زمین پر ٹکا رہنا نہ ہلنا اور کسی پیر کا اٹھنا۔

✿✿...... دونوں قدموں کا بالکل برابر محاذاۃ میں ہونا کہ ایک ٹخنہ دوسرے کے مقابل ہو جائے۔

✿✿...... سجدہ میں ۳/مرتبہ تسبیح کا ادا کرنا۔

✿✿...... ناک کی سخت ہڈی کو زمین پر ٹیکنا۔

✿✿...... سجدہ کی حالت میں نظر ناک کی جانب ہونا۔

سجدہ سے اٹھنے کی سنتوں کا بیان

✿✿...... اللہ اکبر کہنا۔

✿✿...... سر اٹھانے سے پہلے تکبیر کا شروع کرنا، اور جلسہ میں اطمینان سے بیٹھنے میں ختم کر دینا۔ سجدہ سے اٹھنے میں پہلے پیشانی، پھر ناک پھر دونوں ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو اٹھانا۔

✿✿...... اگر دوسری رکعت کے لئے دوسرے سجدہ سے کھڑا ہونا ہے تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اس کے سہارے کھڑا ہونا، ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر اس کے سہارے کھڑا نہیں ہونا۔

✿✿...... دونوں پیروں کے سہارے سیدھا اٹھ جانا۔

دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ کے امور مسنونہ کا بیان

✿✿...... دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان وسکون سے بیٹھنا کہ تمام اعضاء اپنی جگہ پر آجائیں۔

✿✿...... دونوں سجدوں کے درمیان ایک تسبیح کی مقدار بیٹھنا۔

✿✿...... ہاتھوں کی انگلیوں کا کھلا ہوا بالکل سیدھا ہونا۔

✿✿...... ہاتھوں کی انگلیوں کا نہ بالکل ملا ہوا اور نہ بالکل الگ ہونا۔

✿✿...... انگلیوں کے سرے سیدھے قبلہ کی جانب ہونا، زمین کی جانب مڑا ہوا نہ ہونا، خصوصاً انگوٹھوں کا گود کی جانب گرا ہوا نہ ہونا، بلکہ رخ قبلہ ہونا۔

✿✿...... بیٹھنے میں دائیں پیر کو کھڑا رکھنا اور بائیں پیر کو بچھا دینا۔

✡✡...... دونوں پیروں کی انگلیوں کو جانب قبلہ رکھنا۔

✡✡...... دائیں پیر کو اس طرح کھڑا رکھنا کہ انگلیوں کے سرے مڑ کر قبلہ کی جانب ہو جائیں، اور تلوے کا رخ پیچھے جانب مشرق کو ہو جائے۔

✡✡...... بائیں پیر کو اس طرح زمین پر بچھانا اور اس کی انگلیوں کو (انگوٹھا اور بیچ والی انگلی) دائیں پیر سے اس طرح لگانا کہ اس کے سہارے حتیٰ الوسعۃ انگلیوں کے پوروں اور سروں کا رخ قبلہ کی جانب ہو جائے۔

✡✡...... دونوں ہاتھوں کی کلائیوں اور کہنیوں کا ران سے ملا ہوا ہونا۔ (السعایہ: صفحہ ۲۱)

✡✡...... بیٹھنے کی حالت میں نگاہ کا گود اور دونوں ہاتھوں کے مابین ہونا۔ (مراقی الفلاح)

تشہد میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ

✡✡...... جس طرح دو سجدوں کے درمیان جلسہ میں بیٹھنے کا طریقہ ہے اسی طرح قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ ثانیہ میں بیٹھنے کا وہی طریقہ مسنون ہے۔

✡✡...... تشہد میں تشہد ابن مسعود جو ہمارے درمیان رائج ہے اسی کا پڑھنا مستحب ہے۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۵۵)

تشہد میں اشارہ کے امور مسنونہ کا بیان

✡✡...... کلمہ شہادت میں لا الٰہ کے وقت اشارہ کرنا سنت ہے۔

✡✡...... حلقہ بنا کر اشارہ کرنا مسنون ہے، بلا حلقہ بنائے انگلی کو پھیلائے ہوئے کی صورت میں اٹھانا اشارہ کرنا خلاف سنت ہے۔

✡✡...... حلقہ کے مسنون طریقوں میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ خنصر بنصر کو مٹھی باندھنے کی طرح موڑے اور بیچ کی انگلی کے سرے کو انگوٹھے کے سرے سے ملا کر حلقہ بنالے، اور انگشت شہادت سے اشارہ کرے۔ (شامی: صفحہ ۵۰۸)

✡✡...... انگشت شہادت کو قبلہ کی طرف اٹھاتے ہوئے اشارہ کرنا، آسمان کی طرف نہ اٹھانا۔

✿✿...... لا الٰہ کے وقت انگشت شہادت کو اٹھانا اور الا اللہ کے وقت گرا دینا۔

(طحطاوی: صفحہ ۱۴۷)

✿✿...... شروع تشہد سے حلقہ نہ بنانا بلکہ کلمہ شہادت کے وقت حلقہ بنانا۔

✿✿...... حلقہ کو اخیر تشہد سلام تک باقی رکھنا۔ (السعایہ: صفحہ ۱۲۱)

تشہد کے بعد تیسری رکعت کے لئے اٹھنے کا مسنون طریقہ

✿✿...... اللہ اکبر کہتے ہوئے اٹھنا۔

✿✿...... آخر سجدہ سے تکبیر شروع کرنا، اور سیدھے کھڑے ہونے تک تکبیر کو ختم کرنا۔

✿✿...... دونوں قدم کی انگلیوں کے سہارے سیدھے اٹھنا۔

✿✿...... دونوں ہاتھوں کو گھٹنے پر رکھتے ہوئے اس کے سہارے اٹھنا، ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر اس کے سہارے نہ اٹھنا۔

✿✿...... بلا بیٹھے سیدھے کھڑے ہو جانا۔

تیسری اور چوتھی رکعت کے امور مسنونہ کا بیان

✿✿...... سورۂ فاتحہ کا پڑھنا۔

✿✿...... سورۂ فاتحہ پڑھنے کی صورت میں بسم اللہ کا پڑھنا۔

✿✿...... فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں خواہ امام ہو یا منفرد، سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ کا نہ ملانا۔ (البتہ سنت و نفل کی ہر رکعت میں سورۃ کا ملانا ضروری ہے)

آخری قعدہ کے امور مسنونہ کا بیان

✿✿...... تشہد اور شہادت سے فارغ ہونے کے بعد درود شریف کا پڑھنا۔

✿✿...... درود شریف کے بعد قرآنی دعاؤں کا یا احادیث میں وارد شدہ دعاؤں کا پڑھنا۔

سلام کے سنن و مستحبات کا بیان

✿✿...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا ادا کرنا۔

✿✿...... اول دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام کرنا۔

✿✿...... دائیں اور بائیں رخ اس طرح سلام کرنا کہ اگر پیچھے کوئی ہو تو اسے سلام کرنے والے کا دایاں اور بایاں رخسار نظر آ جائے۔

✿✿...... سلام میں دائیں بائیں رخ اس طرح کرنا کہ دائیں سلام میں دایاں کندھا بائیں سلام میں بایاں کندھا نظر آ جائے۔

✿✿...... دائیں طرف سلام پھیرنے میں دائیں طرف کے انسان اور فرشتے اور صالح جنات کی نیت کرنا اسی طرح بائیں طرف بھی۔

✿✿...... امام کا مقتدیوں، فرشتوں، صالح جنات کی نیت کا کرنا۔

✿✿...... تنہا نماز پڑھنے والے کو سلام میں ملائکہ کی نیت کرنا اگر مقتدی امام کے بالکل پیچھے ہے تو دونوں سلام میں امام کی نیت کرنا۔

✿✿...... دوسرے سلام کا پہلے سلام سے کچھ پست کرنا۔

✿✿...... اگر جماعت میں شریک ہے تو امام کے سلام کے ساتھ سلام کرنا، دعا وغیرہ کے پورا کرنے میں تاخیر نہ کرنا۔

✿✿...... مسبوق کو رکعت پورا کرنے کے لئے اٹھنے میں امام کے دوسرے سلام کا انتظار کرنا، پھر اٹھنا۔

سلام کے بعد مسنون امور

✿✿...... دعا کرنا۔

✿✿...... جن نمازوں کے بعد سنت ہے (مثلاً ظہر، مغرب و عشاء) ان میں سلام کے بعد امام کا مختصر دعا مانگنا، مثلاً ''اللھم انت السلام الخ'' ''یا ربنا آتنا الخ'' کی مقدار۔ طویل

دعا اور زور سے مانگنا خلاف سنت ہے، (البتہ عصر اور فجر کے بعد کچھ طویل مانگنے کی اجازت ہے دعا وغیرہ فارغ ہونے کے بعد متصلاً سنتوں میں مشغول ہونا باتوں وغیرہ میں نہ لگنا۔

✡✡...... فرض کی جگہ کو بدل کر سنتوں میں مشغول ہونا۔

نوٹ:....... ان سب کے حوالے اور مراجع ماقبل میں آ چکے ہیں: لہذا حوالوں کے لئے ماقبل کے عنوانات اور مضامین کی جانب رجوع کیجئے۔

عورتوں کی نماز اس طرح ہوگی

(۱) عورتوں کو نماز شروع کرنے سے پہلے پورے بدن کا ڈھانکنا ضروری ہے، صرف چہرہ دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم کھلے رہ سکتے ہیں، بعض عورتوں کی کلائیاں، سر کے بال کھلے رہ جاتے ہیں، اس سے نماز نہیں ہوتی۔

(۲) عورتوں کو ہاتھ کندھے ہی تک اٹھانا سنت ہے۔

(۳) دونوں ہاتھوں کو دوپٹے یا چادر کے اندر ہی اندر کندھوں تک اٹھائیں گی، دوپٹوں یا چادر سے باہر ہاتھ نہ نکالیں گی۔

(۴) عورتیں ہاتھ سینے پر باندھیں گی، دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ دیں گی۔

(۵) رکوع میں عورتیں پیٹھ اور کمر برابر نہ کریں گی تھوڑا کم جھکیں گی۔

(۶) عورتیں رکوع کی حالت میں گھٹنوں پر انگلیاں ملا رکھیں گی، کھلی اور کشادہ نہ رکھیں گی۔

(۷) رکوع میں پاؤں کو بالکل سیدھا نہ رکھیں گی، بلکہ گھٹنوں کو آگے کی طرف کر کے جھکی رکھیں گی۔

(۸) رکوع میں عورتوں کے بازو پہلو (بغل) سے ملی اور لگی رہیں گی، الگ اور علیحدہ نہ رہیں گی۔

(۹) دونوں پیر بھی قریب ملے رہیں گے، قدم کے درمیان فاصلہ اور فرق نہ رہے۔

(۱۰) رکوع میں دونوں گھٹنے بھی قریب قریب ملے رہیں گے۔

(۱۱) عورتیں سجدے میں جاتے ہوئے سینہ جھکاتی ہوئی جائیں گی۔

(۱۲) عورتیں سجدے کی حالت میں تمام اعضاء کو ایک دوسرے سے ملا کر اور لگا کر رکھیں گی، یعنی پیٹ ران سے بازو پہلو سے مل جائے، اسی طرح ہر عضو ایک دوسرے سے ملا رہے گا۔

(۱۳) کہنی بازو سمیت زمین پر بچھا دیں گی۔

(۱۴) بیٹھنے کی حالت میں اپنے پیروں کو داہنے جانب نکال کر سرین پر بیٹھیں گی، یعنی سرین زمین پر رکھ دیں گی، اور دائیں پیر کی پنڈلی کو بائیں پیر پر رکھیں گی، اور بائیں کولہے پر بیٹھیں گی۔

(۱۵) دو سجدوں کے درمیان اور تمام تشہد میں خواہ اول ہو یا آخر اسی طرح بیٹھیں گی۔

(۱۶) سجدے میں اور بیٹھنے کی حالت میں انگلیاں ایک دوسرے سے ملی رہیں گی، ان کے درمیان کشادگی نہ رہے گی۔

(۱۷) فجر کی نماز عورتوں کو صبح صادق کے بعد جلد اندھیرے میں پڑھنا مسنون ہے۔

(۱۸) عورتوں کو نماز میں زور سے قرأت وغیرہ ممنوع ہے۔

(۱۹) عورتوں کی جماعت مکروہ ہے خواہ فرائض کی ہو یا نوافل کی ہو۔

(۲۰) عورتوں کو مسجد میں تنہا یا شریک جماعت ہو کر نماز پڑھنا ممنوع ہے۔

(شامی: جلد ا صفحہ ۵۰۴، بحر الرائق)

(۲۱) عورتیں تراویح کی نماز گھروں میں جماعت کے ساتھ مرد کے پیچھے پڑھ سکتی ہیں۔

مکروہات نماز کی تفصیل

فقہاء کے کلام میں

احادیث وآثار سے فقہاء کرام نے نماز کے مکروہات کو بیان کیا ہے، صاحب نورالایضاح نے مکروہات نماز کوذکر کیا ہے، مزید اور بھی ہیں جسے اہل فتاوی نے ذکر کیا ہے، احول مصلی کے اعتبار سے اورزائد بھی ہوسکتے ہیں، چنانچہ طحطاوی علی المراقی علی نورالایضاح سے ان کونقل کیا جاتا ہے۔

(۱) کسی واجب یا سنت کا قصداً یعنی ''غفلةً'' چھوڑ دینا، مثلاً امام سے پہلے کسی رکن کا ادا کرنا یا اطمینان سے ادا کرنے کے بجائے جلدی کرنا، کانوں سے اوپر ہاتھ اٹھانا۔

(۲) نمازی کا اپنے بدن سے کھیلنا یعنی ہاتھ کو بدن پر ادھرادھر لے جانا، داڑھی سر پر ہاتھ پھیرنا۔

(۳) نمازی کا اپنے کپڑے سے کھیلنا یعنی اسے چھونا سیدھا، سیٹ کرنا، اس کے موڑ وغیرہ کوسیدھا کرنا۔

(۴) زمین پر سجدہ کرنے کی صورت میں ایک مرتبہ سے زائد کنکری وغیرہ کو ہٹانا، اسی طرح نماز کی حالت میں پیشانی سے مٹی غبار کا جھاڑنا اور پونچھنا، اور نماز سے فارغ ہونے پر کوئی کراہت نہیں بلکہ آپ ﷺ سے ثابت ہے۔

(۵) نماز کی حالت میں کسی بھی وقت انگلیوں کا چٹخانا مکروہ تحریمی ہے، اور بیشتر حضرات کے نزدیک تو نماز کے باہر بھی ممنوع ہے کہ یہ لوطیوں کی عادات قبیحہ میں سے ہے، ''کذافی الطحاوی وتکرہ خارج الصلوٰة عند کثیر من صفحه ۱۹۰''

(۶) ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا، جسے تشبیک کہتے ہیں۔

(۷) کمر اور کولہے پر ہاتھ کا رکھنا یعنی اس طرح سہارا لینا، اسی طرح فرض نماز

میں کسی عصا وغیرہ کا سہارا لینا اور ٹیک لگانا۔

(۸) گردن کا ادھر ادھر پھیرنا، اگر ادھر ادھر دیکھنے سے سینہ پھر جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۹) نماز کی حالت میں تھکتھکانا، تھوک پھینکنا، اگر مجبوراً ضرورت پڑ جائے تو کپڑے میں مل لے۔

(۱۰) کتے کی طرح یعنی چوتڑ سرین زمین پر رکھ کر دونوں گھٹنوں کو اٹھا دینا یعنی کھڑا کر دینا۔

(۱۱) سجدہ کی حالت میں دونوں بازوؤں کو زمین پر بچھا دینا۔

(۱۲) اور نماز کی حالت میں آستین کا چڑھانا۔

(۱۳) قمیص وغیرہ کے رہتے ہوئے محض لنگی یا پاجامے پر اکتفا کرنا، مردوں کے لئے مسنون ہے کہ کرتا پاجامہ رہے۔

(۱۴) ٹوپی میں نماز پڑھنا سنت ہے اور عورتوں کو اچھی طرح کرتا پاجامہ کے ساتھ دوپٹہ لپیٹ کر پڑھنا۔

(۱۵) نماز کی حالت میں سلام کے جواب میں ہاتھ یا سر کا اشارہ کرنا۔

(۱۶) چارزانو پالتی مار کر بلا عذر کے بیٹھنا۔

(۱۷) (سر کے بالوں کا مرد کے لئے) جوڑنا، یا باندھنا، خواہ سر پر باندھنا یا گردن کے اوپر باندھنا۔

(۱۸) عمامہ یا کوئی کپڑا سر پر ایسے طریقہ سے باندھنا کہ سر کے بیچ کا حصہ کھلا رہے۔

(۱۹) مغرور ومتکبرین جبابرہ کی طرح سے نماز میں کپڑے کا استعمال کرنا اور اس کی ہیئت وشکل اختیار کرنا۔

(۲۰) کپڑے کا سمیٹنا، مثلاً رکوع سے اٹھتے وقت کرتے کے پیچھے کے دامن کو سیدھا کرنا سنوارنا، اسی طرح سجدہ میں جاتے وقت پاجامہ یا لنگی کا سمیٹنا۔

(۲۱) سدل یعنی رومال یا کسی کپڑے کا سر یا کندھے پر اس طرح ڈالنا کہ اس

کے دونوں کنارے لٹکتے رہیں، اگر بٹن سے یا ڈوری سے بندھ جائے تو مکروہ نہیں، یا کسی ایک کنارے کو کندھے پر ڈال دیا جائے، جیسا کہ رومال کے ایک کنارے کو دوسرے کندھے پر ڈال دیا جاتا ہے، تو یہ صحیح ہے مکروہ نہیں ہے، اسی طرح اچکن جبہ، گون کے دونوں جانب کا کھلا لٹکتے رہنا یہ مکروہ ہے، وہ بھی سدل میں داخل ہے، البتہ نماز کے باہر مکروہ نہیں۔

(۲۲) چادر یا کپڑے کا پورے بدن پر اس طرح لپیٹنا کہ ہاتھ بھی چادر اور کپڑے کے اندر ہو جائے، عموماً لوگ سردی کے زمانہ میں اس طرح چادر پہنتے ہیں کہ دونوں ہاتھ اندر رہتے ہیں مکروہ ہے، اسی طرح چادر کا کوئی ایک کنارہ کندھے پر ڈال دے کہ ہاتھ کھل جائے۔

(۲۳) چادر کے ایک کنارے کا داہنے کندھے کے نیچے سے یعنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال دینا۔ ہاں کندھے کے اوپر سے ڈالے جیسا کہ رائج ہے تو مکروہ نہیں۔

(۲۴) اسی طرح چادر کو اس طرح استعمال کرنا کہ ایک کندھا یا دونوں کندھے کھلے رہیں مکروہ ہے۔

(۲۵) قیام یعنی کھڑے ہونے کی حالت کے علاوہ میں قرآن پڑھنا۔

(۲۶) نفل کی دو رکعتوں میں پہلی رکعت کا زیادہ لمبا کرنا۔

(۲۷) تمام نمازوں میں دوسری رکعت کو پہلی رکعت کے مقابلہ میں ۳/ آیات سے زیادہ لمبا کرنا ایک دو آیت کا فرق ہو جائے تو کراہت نہیں آتی۔

(۲۸) فرض میں ایک سورۃ کا مکرر پڑھنا، البتہ تہجد وغیرہ میں گنجائش ہے۔

(۲۹) دو سورتوں کے درمیان کی سورت کو چھوڑ کر پڑھنا، مثلاً "قل یا ایھا الکفرون" اور "تبت یدا" پڑھنا اور "اذا جاء" چھوڑ دینا، البتہ بڑی سورتوں میں کرے تو مکروہ نہیں۔

(۳۰) نماز میں سورتوں کو خلاف ترتیب پڑھنا، مثلاً "لایلاف قریش" پڑھے پھر "الم تر کیف" پڑھے، البتہ نفل میں گنجائش ہے۔

(۳۱) مقام سجدہ پر رکھی ہوئی خوشبو کا قصداً سونگھنا، اسی طرح کپڑے میں لگے عطر کا سونگھنا۔

(۳۲) نماز کی حالت میں گرمی کی وجہ سے ایک دو مرتبہ پنکھا جھلنا،۳/مرتبہ جھلنے سے نماز فاسد ہو جائے گی گرمی کی وجہ سے آستین یا دامن سے ہوالینا، بشرطیکہ عمل کثیر نہ ہو۔

(۳۳) بلاضرورت مکھی یا مچھر کا اڑانا۔

(۳۴) سجدہ، تشہد رکوع وغیرہ کی حالت میں ہاتھ پیروں کی انگلیاں کا رخ قبلہ کی جانب نہ ہونا۔

(۳۵) دونوں ہاتھوں کو رکوع کی حالت میں گھٹنوں پر نہ رکھنا۔

(۳۶) بیٹھنے کی حالت میں دونوں ہاتھوں کو ران پر نہ رکھنا۔

(۳۷) قیام کی حالت میں بائیں ہتھیلی پر دائیں ہتھیلی کو نہ رکھنا۔

(۳۸) جمائی لینا، یعنی جمائی کی حالت میں منہ کو کھولنا، بلکہ آجائے تو منہ بند کرنے کی کوشش کرنا، اوپر کے دانتوں کو نیچے کے دانتوں سے چپکائے رکھنا کہ منہ نہ کھلے دائیں ہاتھ کی پشت کو منہ پر رکھنا یا آستین کو منہ پر رکھنا، اور قیام کے علاوہ کی حالت میں بایاں ہاتھ رکھنا چاہئے۔

(۳۹) آنکھوں کو بند کر کے نماز پڑھنا، سر کا آسمان کی طرف اٹھانا۔

(۴۰) انگڑائی لینا، ایک یا دو بالوں کا اکھاڑنا۔

(۴۱) نماز میں ایک دو قدم چلنا یا تھوڑا آگے پیچھے ہونا۔

(۴۲) جوں کھٹمل وغیرہ کا پکڑنا اور اس کا مار ڈالنا۔

(۴۳) چادر یا رومال سے منہ اور ناک ڈھانک لینا۔ عموماً لوگ جاڑے میں چادر رومال سے منہ ڈھانک لیتے ہیں یہ مکروہ ہے۔

(۴۴) منہ میں کسی ایسی چیز کا ہونا جس سے قرأۃ مسنونہ رک جائے یا نہ ہو سکے، اگر مقدار فرض قرأت نہ ہو سکے تو نماز فاسد، یا پگھل جانے والی یا گلنے والی چیز کو منہ میں رکھا اور اس کو نگل گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(۴۵) عمامہ کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے۔

(۴۶) ایسے کپڑے یا مصلیٰ پر سجدہ کرنا جس میں کسی ذی روح کی تصویر ہو۔

(۴۷)　سجدہ میں صرف پیشانی کا رکھنا ناک کا نہ رکھنا، ہاں عذر ہو تو درست ہے۔

(۴۸)　راستہ اور گزرگاہ پر نماز پڑھنا، یا ایسے مقام پر نماز پڑھنا جہاں لوگوں کو گزرنے میں پریشانی ہوتی ہو۔

(۴۹)　حمام غسل خانے میں پاخانہ پیشاب کی جگہ میں اور نجاست کی جگہ میں پڑھنا مکروہ ہے۔

(۵۰)　قبرستان میں اور جہاں قبریں ہوں وہاں نماز کا پڑھنا۔

(۵۱)　کسی کی زمین پر بغیر اس کی اجازت کے نماز پڑھنا، ہاں اگر دلالت حال سے معلوم ہو جائے کہ وہ خوش ہی ہوگا اعتراض نہ ہوگا تو پھر کوئی حرج نہیں، اسی طرح دوست واحباب واہل قرابت کی زمین پر بلا اجازت کے درست ہے۔

(۵۲)　غصب اور چوری کردہ کپڑے میں نماز پڑھنا، بلا اجازت کے کسی کا کرتا یا پاجامہ لے کر نماز پڑھنا۔

(۵۳)　ریشمی کپڑے یا ریشمی چادر یا رومال اوڑھ کر نماز پڑھنا۔

(۵۴)　پاخانہ پیشاب کے تقاضے کے وقت نماز پڑھنا، محض احساس یا خیال ہو رہا ہو تو نہیں یعنی دبانے کی صورت میں مکروہ ہے۔

(۵۵)　نجاست کپڑے میں لگے رہنے کے ساتھ نماز پڑھنا، بایں طور کہ نجاست خفیفہ ہو تو چوتھائی سے کم ہو، اور نجاست غلیظہ ہو تو ایک روپیہ کی گولائی سے کم ہو، ہاں مگر یہ کہ وقت تنگ ہو دھونے کا موقعہ یا پانی نہ ہو۔

(۵۶)　یا دھونے سے جماعت چھوٹ جائے گی۔

(۵۷)　میلے کچیلے گندے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا، جسے پہن کر آدمی باہر، دفتر آفس یا مہمانی وغیرہ میں نہ جا سکے۔

(۵۸)　کھلے سر بلا ٹوپی کے نماز پڑھنا، ہاں "**تذلل تخضع**" مسکنت کے اظہار کی نیت سے پڑھنے کی اجازت ہے۔

(۵۹)　شدید بھوک کی حالت میں نماز پڑھنا جب کہ کھانا سامنے یا کھانا تیار ہو۔

(۶۰)　ہر ایسی چیز کا ہونا جو نمازی کے دل سے خشوع وخضوع اور سکون کو زائل اور دور کر دے، مثلاً سامنے کسی بھڑک دار چیز کا ہونا، یا خود اس کے کپڑے کا ایسا خوشنما اور بارونق ہونا کہ اس کی تزئین اور خوشنمائی کی طرف اس کا دل چلا جائے، خواہ چادر ہو، لباس ہو، گھڑی ہو یا مصلیٰ ہو، یا آمنے سامنے کوئی دل کو متوجہ کرنے والی چیز ہو، اسی لئے مسجد میں قبلہ کی جانب اشتہار وغیرہ کا رکھنا آویزاں کرنا منع ہے۔

(۶۱)　قرآن پاک کی آیتوں کا یا تسبیح وغیرہ کا انگلیوں سے شمار کرنا، ہاں ہلکا سا دبا کر شمار محفوظ کرے تو مکروہ نہیں۔

(۶۲)　امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا، اسی طرح بالکل دو ستونوں کے بیچ میں کھڑا ہونا۔

(۶۳)　امام کا تنہا ایک ہاتھ اونچے مقام پر کھڑا ہونا۔

(۶۴)　اگلی صف میں جگہ رہتے ہوئے پچھلی صف میں کھڑا ہونا۔

(۶۵)　کسی ایسے کپڑے کا پہن کر نماز پڑھنا جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو، صرف سر کی تصویر ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

(۶۶)　اس جگہ پر نماز مکروہ ہے جہاں سر کے اوپر یا پیچھے یا سامنے یا بغل میں کسی جاندار کی تصویر ہو، ہاں مگر بہت چھوٹی تصویر ہو کہ اس کے آنکھ کان ناک سامنے سے نمایاں نظر نہ آتے ہوں یا اس کا سر نہ ہو صرف دھڑ ہی دھڑ ہو، یا جاندار کے علاوہ پہاڑ پیڑ پودے کی ہوں تو مکروہ نہیں۔

(۶۷)　مسجد میں کسی جگہ یا کونے کو اپنی نماز کے لئے خاص کر لینا کہ ہمیشہ اسی جگہ نماز پڑھے۔

(۶۸)　کسی چولہے یا انگیٹھی یا آگ کے سامنے نماز پڑھنا جس میں آگ جلی ہو اور دھواں نکل رہا ہو، البتہ اگر سامنے بلب ہو، یا موم بتی یا چراغ و قمقمے جل رہے ہوں تو اس میں کراہت نہیں۔

(۶۹)　سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنا، کہ اس کے اٹھنے سے یا جاگنے سے خلل

کا اندیشہ ہو، یا اٹھنے پر اسے پریشانی ہو جائے تو مکروہ ہے ورنہ نہیں۔

(۷۰) کوئی آدمی منہ سامنے کر کے بیٹھا ہو ٹھیک اسی کے منہ کے یا رخ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے، ہاں اس کی پیٹھ سامنے ہو تو مکروہ نہیں۔

(۷۱) نماز میں کسی خاص سورۃ کو ایسے طور پر متعین کرنا کہ اسی کو پڑھے دوسری سورۃ نہ پڑھے، ہاں اگر سنت سے ثابت ہو تو اکثر یا ہمیشہ سنت سمجھ کر پڑھنا مکروہ نہیں ہے، جیسے فجر کی سنت میں کافرون اور قل ھو اللہ احد کا پڑھنا، اور جمعہ کی فجر میں الم سجدہ، سورۂ دہر کا پڑھنا۔

(۷۲) پیشانی پر لگی مٹی یا غبار کو نماز میں جھاڑنا اور صاف کرنا۔

(۷۳) بلاسترے کے اس مقام پر نماز پڑھنا جہاں لوگوں کے گزرنے اور آنے جانے کا احتمال ہو، چنانچہ مسجد میں بھی اس جگہ نماز پڑھنا جہاں لوگ گزرنے پر مجبور ہو جائیں مکروہ ہے، مثلاً بیچ صحن کے پچھلی صف میں نیت باندھ لی۔

فائدہ:...... یہ تمام مکروہات نماز نور الایضاح، مراقی الفلاح طحطاوی علی المراقی سے لئے گئے ہیں۔ (طحطاوی: صفحہ ۱۸۸ تا ۲۰۰)

تمت بفضل اللہ وعونہ

شعبان ۱۴۲۳ھ

سنت کے مطابق نماز ادا کرنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے اس مقصد کے لئے نماز کے سنن و آداب پر مشتمل تفصیلی کتاب جس میں مؤلف مدظلہم نے ہر ہر رکن اور طریقے کے متعلق احادیث اور آثار جمع کر دیئے کہ جس سے اختلاف رکھنے والے حضرات کو بھی رہنمائی حاصل ہو سکے۔

یہ کتاب نماز کا اہتمام کرنے والے حضرات کے لئے قیمتی سرمایہ ہے کہ جس پر عمل سے نماز سنت کے مطابق پڑھی جاسکتی ہے اور آپ ﷺ کی نماز کا مکمل نقشہ سامنے معلوم ہو جاتا ہے۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ مساجد میں، مجالس میں اور گھروں میں اس کو پڑھ کر سنایا جائے تاکہ سنت کے مطابق نماز امت میں عام ہو سکے۔

حضرات صحابۂ کرامؓ کو نماز کا ایک ایک عمل خوب توجہ کے ساتھ سنت کے مطابق انجام دینے کا بڑا اہتمام تھا اور وہ ایک دوسرے سے سیکھتے بھی رہتے تھے۔ امید ہے اس پر عمل سے کم از کم ظاہری صورت سنت کے مطابق ہو جائے گی اور ایک مسلمان اپنے پروردگار کے حضور کم از کم عرضداشت پیش کر سکے گا کہ:۔

تیرے محبوب کی یارب! شباہت لے کے آیا ہوں
حقیقت اس کو تُو کر دے! میں صورت لے کے آیا ہوں

E-mail: ishaat@pk.netsolir.com
ishaat@cyber.net.pk

سنت کے مطابق نماز پڑھیے



DIU-4021